ماہنامہ

یوتھ انٹرنیشنل

لاہور پاکستان

سپیشل سپلیمنٹ سیف گیمز

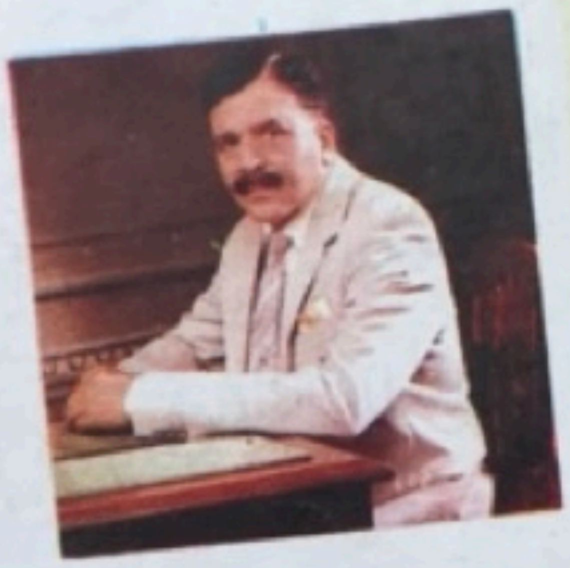

FOURTH SAF GAMES ISLAMABAD

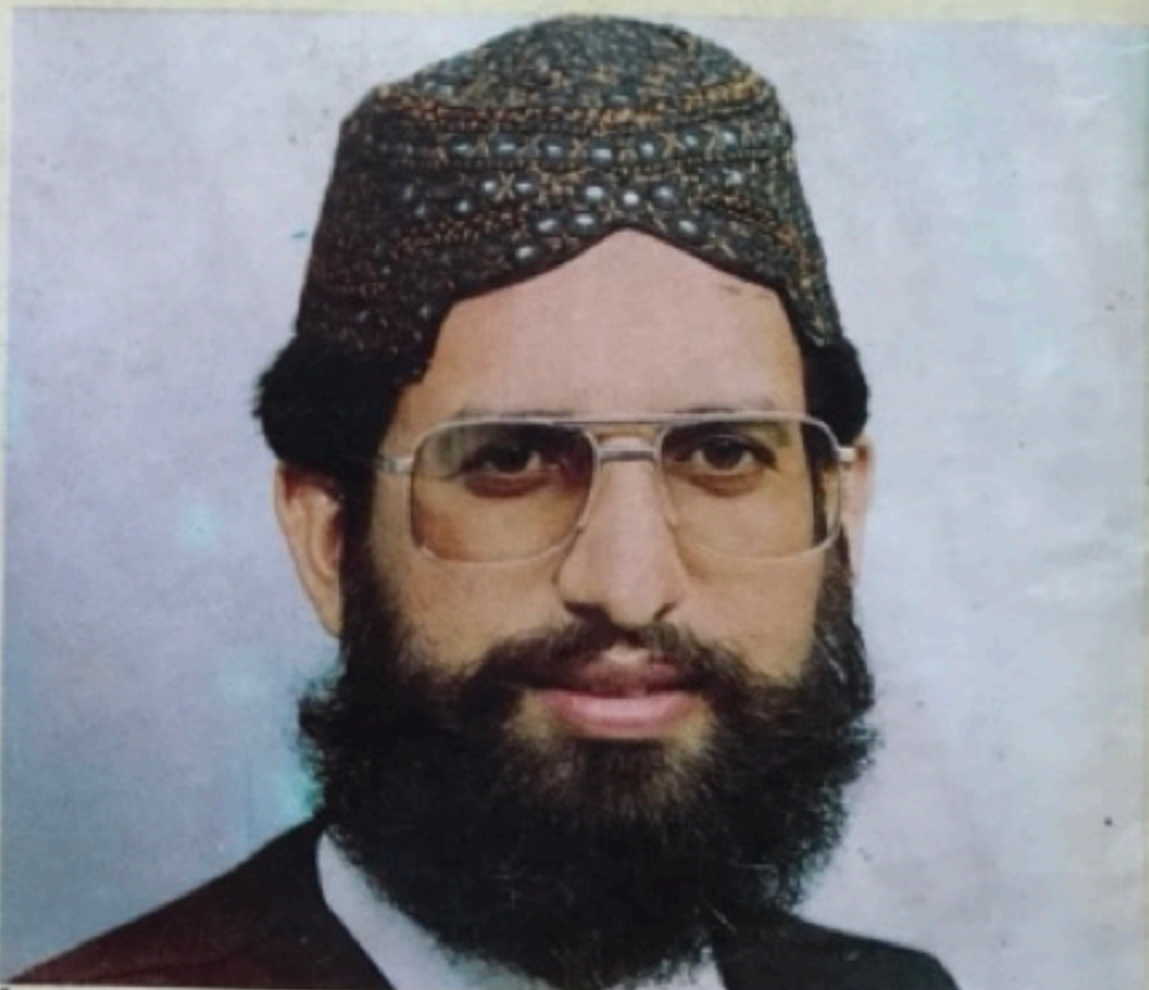

سفیرانِ امن کا عظیم الشان

تعلیمی امن کنونشن

تشدد پسند قوتوں کی موت ثابت ہوگا

مرکزی صدر انجمن طلبا اسلام محمد ظفر اقبال نوری سے خصوصی انٹرویو

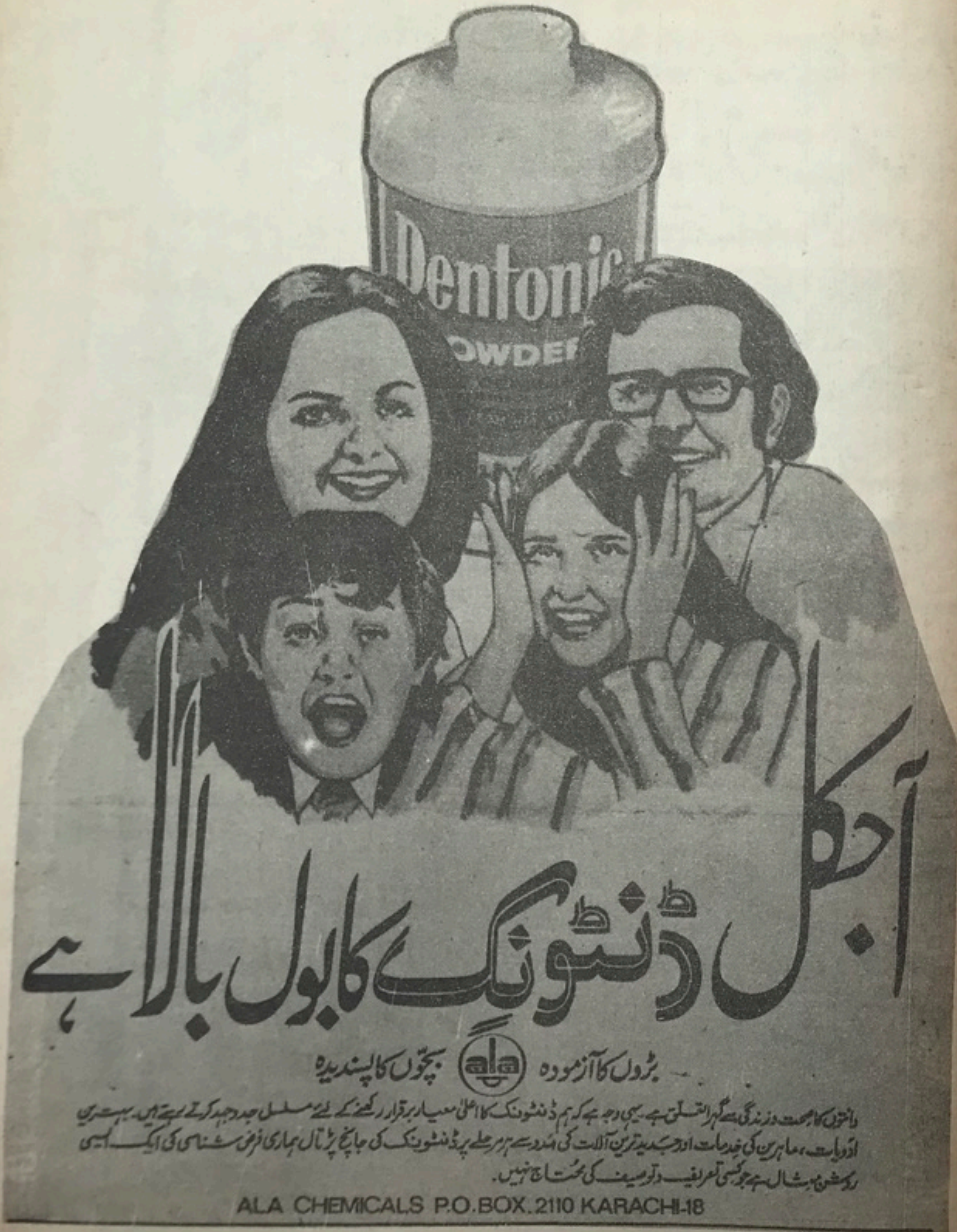

PNSC and SAF GAMES

4th SAF GAMES ISLAMABAD 1989

Contributing to the same cause

SAF GAMES are aimed at fostering friendly relations among SAARC countries. PNSC liners traverse the regional seas --- carrying cargo and also promoting goodwill.

PNSC wishes success to all participants.

Pakistan National Shipping Corporation
The National Flag Carrier

PID - Islamabad

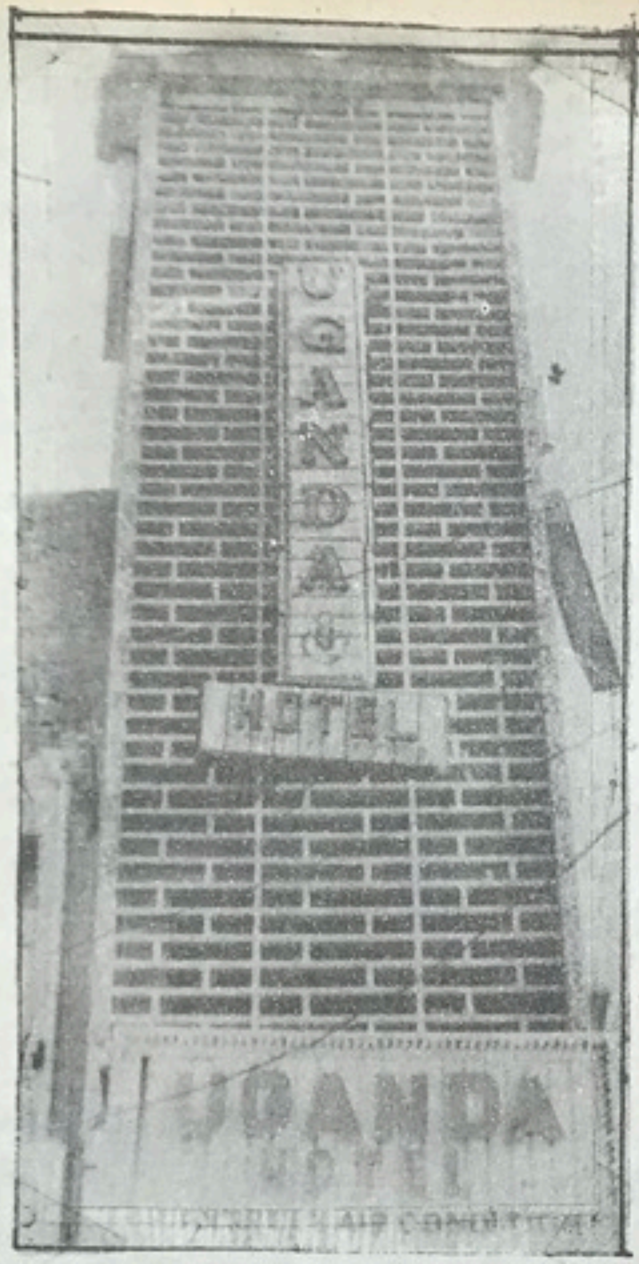

Uganda
HOTEL

یوگنڈا ہوٹل

مکمل ایئر کنڈیشنڈ

میکلوڈ روڈ لاہور (پاکستان)
۳۱۰۵۵ - ۵۶۰۷۷

چوہدری نائب حسین منیجنگ ڈائریکٹر یوگنڈا ہوٹل

چھٹی قرعہ اندازی کیلئے

کروڑوں روپے کے
۱۳ ہزار سے زائد انعامات
انعامات میں مزید اضافہ ۔ جیتنے کے مواقع بھی زیادہ

سپر بمپر پرائز — ۳۵ لاکھ روپے نقد

بمپر پرائز — ۲۵ لاکھ روپے نقد

گرانڈ پرائز — ۱۰ لاکھ روپے کے ۵ پرائز

میگا پرائز — ۵ لاکھ روپے کے ۷ پرائز

۲½ لاکھ روپے کے ۸ پرائز

اور لاکھوں روپے کے ۱۰۰۰۰ سے زائد انعامات

خصوصی انعامات

ایک لاکھ روپے کے ۲۵ پرائز

۵۰ ہزار روپے کے ۴۰ پرائز

۱۰ ہزار روپے کے ۲۰۰ پرائز

ایک ہزار روپے کے ۲۰۰۰ پرائز

۵ سو روپے کے ۱۰۰۰۰ پرائز

SAVER

اہم اعلان

سیور ریفل ٹکٹ حبیب بینک لمیٹڈ کے علاوہ اب نیشنل بینک آف پاکستان کی مقررہ شاخوں پر بھی دستیاب ہیں۔

ریفل ٹکٹ خریدنے کی آخری تاریخ ۳۱ اکتوبر ۸۹ء
چھٹی قرعہ اندازی بتاریخ ۱۵ نومبر ۸۹ء

رُوحانی مسائل

جعلی عاملوں، دست شناسوں اور نجومیوں سے دُور رہیں
اپنے مسائل قرآن وسُنّت کی روشنی میں حل کریں

برصغیر کے مشہور رُوحانی معالج المعروف رُوحانی بابا نوجوان نسل کے ذاتی مسائل، اُن کی ہر قسم کی پریشانیوں اور اُلجھنوں کا حل علم جعفر اور قرآن وسُنّت کی روشنی میں دیتے ہیں

آج ہی اپنے مسائل اور اُلجھنوں کیلیے درج ذیل کوپن پُر کر کے روحانی بابا انچارج روحانی ڈاک معرفت یوتھ انٹرنیشنل ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائیکورٹ لاھور کے پتہ پر ارسال کریں،

- شادی اور محبت کیلئے لڑکے، لڑکی اور اُن کی ماں کا نام آنا ضروری ہے!
- ھر کوپن کے ساتھ مبلغ -/۱۵ روپے بذریعہ پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ آنا ضروری ہے
- ایک کوپن اور فیس میں دو سوال کئے جا سکتے ھیں،
- جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ارسال کیا جائے۔ نیز ایسے مخصوص جوابات رسالے میں شائع نہیں کئے جائیں گے۔

نام ________ تاریخ پیدائش ________
والدہ کا نام ________
مسئلہ ________
____
____
____
____
ایڈریس ________

امدادِ باہمی کے زرّیں اصولوں کے تحت معزز ممبران کی

ترقی وخوشحالی کی شاہراہ پر گامزن

دِی مُسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امدادِ باہمی کے زرّیں اصولوں کے مُطابق اپنی درج ذیل برانچوں کی وساطت سے چھوٹے کاشتکاروں، دکانداروں اور صنعت کاروں کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، کارپوریشن کا مُستعد اور بااخلاق عملہ ہمہ تن مصروفِ کار ہے

برانچیں

مُسلم ٹاؤن — راولپنڈی	ڈھوک سیداں چوک منج بھاٹہ راولپنڈی	بھارا کہو — ضلع اسلام آباد	جی ٹی روڈ — گوجر خان
مشین محلہ ۳ — جہلم	مین بازار ڈنگہ — ضلع گجرات	مین بازار — شیخوپورہ	سرکلر روڈ — قصور
غلہ منڈی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ	لاری اڈا کنگن پور ضلع قصور	ٹھینگ موڑ — ضلع قصور	سٹی روڈ — سرگودھا
مین بازار — روات	مین بازار — شاہ پور صدر	منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات	مین روڈ جوہر آباد ضلع خوشاب
لاری اڈہ — جھاوریاں	صرافہ بازار بھلوال	جی ٹی روڈ — کھاریاں	کچہری روڈ — چکوال
مین بازار ڈھڈیال۔ چکوال	ملہال مغلاں ضلع چکوال	لاری اڈہ دولتالہ ضلع راولپنڈی	بھون — ضلع چکوال
کلر کہار — ضلع چکوال	چوہا سیدن شاہ	بشارت — ضلع چکوال	پنن وال تحصیل پنڈ دادنخان
پنڈ دادنخان مین بازار	تمن — ضلع چکوال	للہ ٹاؤن تحصیل پنڈ دادنخان	مین روڈ — تلہ گنگ
پنیجند تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال	فوارہ چوک اٹک ضلع جہلم	چینجی تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال	مین بازار — فتح جنگ
مین کوہاٹ روڈ ،	پنڈی گھیب	چھب — ضلع اٹک	نرسری برانچ — کراچی
جنڈ — ضلع اٹک	کھیوڑہ — ضلع جہلم ،	میانی اڈہ — ضلع چکوال	مجوزہ — ملک وال ،
— لاھور	— مرید کے	— گوجرانوالہ ،	ملتان خورد ،

منجانب :- سیّد ظہور حسین نوشاہی ڈائریکٹر / کنٹرولر آف برانچز

ھیڈ آفس : دی مسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ
۵۹۰ رجی ناتھن تھری کمپلیکس روڈ اسلام آباد فون : ۸۵۵۸۶۲ و ۸۵۴۲۱۰

زونل آفس ① کچہری روڈ چکوال ② مین روڈ تلہ گنگ چکوال ③ ۷، اورئیگا کمپلیکس گلبرگ لاھور

armor
MEETS THE CHALLENGE
of the production and installation of Fiber Glass Chairs at
Jinnah Stadium, Sports Complex Islamabad for 4th SAF GAMES 1989.
Well before the target time.
armor
LEADING MANUFACTURER OF
Fiber Glass Reinforced Plastic's Products
SPECIALIST IN :
Storage Tanks, Safety Helmets, Luggage Boxes, Automotive body parts,
Furniture, Amusements Gaggets, Children Recreational Apparatus,
Exporters & Importers
CAPITAL CORPORATION
M - 2. Murree Road, P.O. Box: 1449, Rawalpindi. (Pakistan)
Tel. (051) - 73604

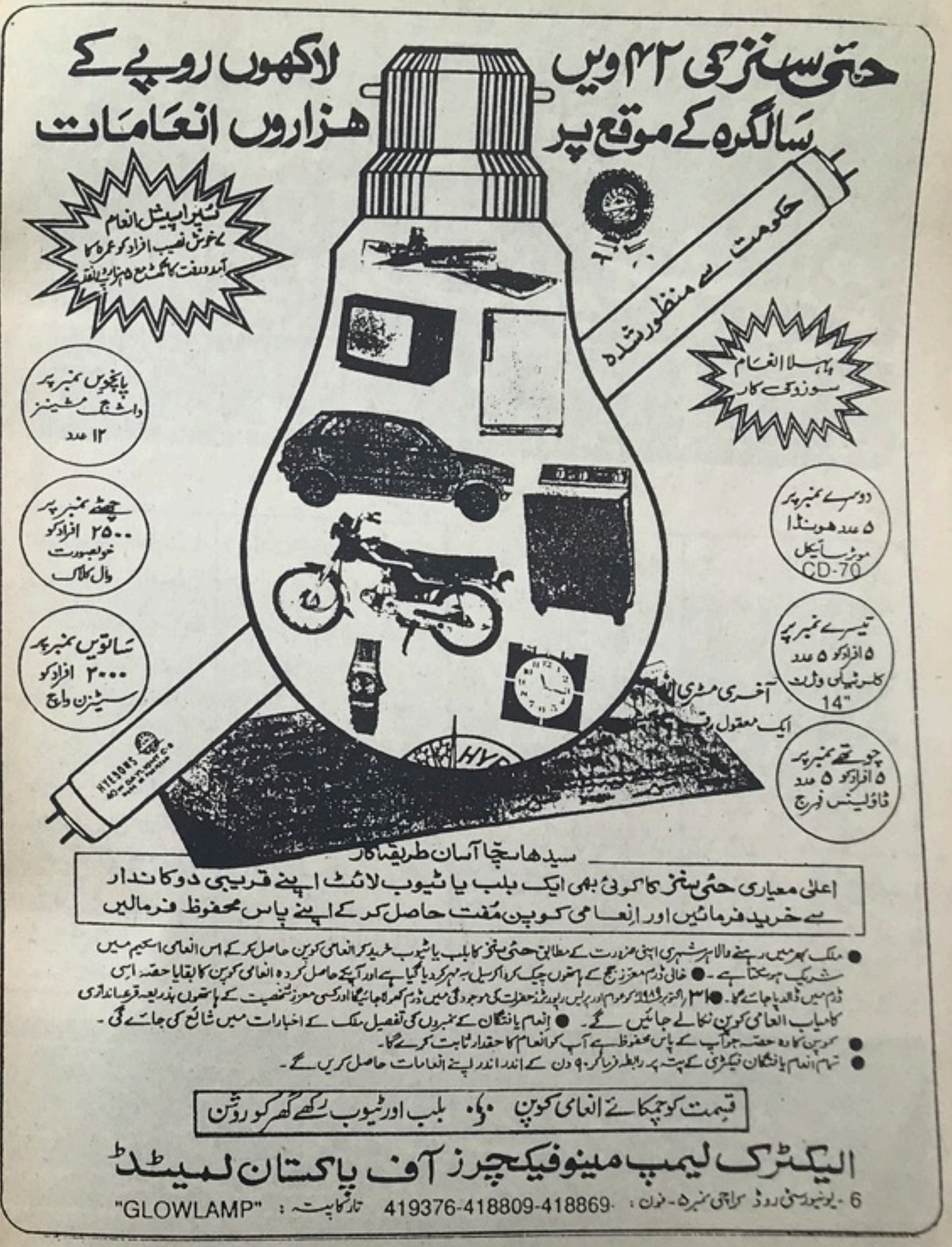
حیسنز کی ۴۲ ویں سالگرہ کے موقع پر
لاکھوں روپے کے ہزاروں انعامات
حکومت سے منظور شدہ
سپر اسپیشل انعام
۷ خوش نصیب افراد کو عمرہ کا
آمد و رفت کا ٹکٹ مع ۵ ہزار روپے نقد
پہلا انعام
سوزوکی کار
دوسرے نمبر پر
۵ عدد ہونڈا
موٹر سائیکل
CD-70
تیسرے نمبر پر
۵ افراد کو ۵ عدد
کلر ٹیلی وژن
14"
چوتھے نمبر پر
۵ افراد کو ۵ عدد
ڈاؤلینس فرج
پانچویں نمبر پر
واشنگ مشینز
۱۲ عدد
چھٹے نمبر پر
۲۵۰۰ افراد کو
خوبصورت
وال کلاک
ساتویں نمبر پر
۲۰۰۰ افراد کو
سیٹیزن واچ
آخری منزل
ایک معقول رقم
HYSONS
سیدھا سچا آسان طریقہ کار
اعلیٰ معیاری حیسنز کا کوئی بھی ایک بلب یا ٹیوب لائٹ اپنے قریبی دوکاندار
سے خرید فرمائیں اور انعامی کوپن مفت حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ فرمالیں
● ملک بھر میں رہنے والا ہر شہری اپنی ضرورت کے مطابق حیسنز کا بلب یا ٹیوب خرید کر انعامی کوپن حاصل کر کے اس انعامی اسکیم میں شریک ہو سکتا ہے۔ ● خالی ڈرم معزز جج کے ہاتھوں چیک کروا کر سیل بہ مہر کر دیا گیا ہے اور آپ کے حاصل کردہ انعامی کوپن کا بقایا حصہ اسی ڈرم میں ڈالا جائے گا۔ ● ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۹ کو عوام اور پریس رپورٹرز حضرات کی موجودگی میں ڈرم کھولا جائے گا اور کسی معزز شخصیت کے ہاتھوں بذریعہ قرعہ اندازی کامیاب انعامی کوپن نکالے جائیں گے۔ ● انعام یافتگان کے نمبروں کی تفصیل ملک کے اخبارات میں شائع کی جائے گی۔
● کوپن کا وہ حصہ جو آپ کے پاس محفوظ ہے آپ کو انعام کا حقدار ثابت کرے گا۔
● تمام انعام یافتگان فیکٹری کے پتہ پر رابطہ فرما کر ۹۰ دن کے اندر اندر اپنے انعامات حاصل کریں گے۔
قسمت کو چمکائے انعامی کوپن ★ بلب اور ٹیوب رکھے گھر کو روشن
الیکٹرک لیمپ مینوفیکچرز آف پاکستان لمیٹڈ
6۔ یونیورسٹی روڈ کراچی نمبر ۵۔ فون : 419376-418809-418869۔ تار کا پتہ : "GLOWLAMP"

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل
MONTHLY YOUTH INTERNATIONAL
(URDU ENGLISH)

جلد ۱ شمارہ ۹

۱۵ اکتوبر تا ۱۵ نومبر ۸۹ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۵۰۲

ایڈیٹر انچیف — محمد صدیق القادری

معاون ایڈیٹر — سلیم الحسن نسیم

قلمی معاونین — اقبال محمود اعوان، چوہدری محمد اسلم، غضنفر کاظمی، ڈاکٹر سرفراز بخاری، مسز شہناز راشد، جی ایم قادری، مس روبینہ قادری، قاضی انیس اظہر بابر، مسز فرحت مصطفےٰ

رپورٹرز — نعیم بخاری، منظور وحید، راجہ محمد اسلم، توصیف القادری، مس خالدہ

فوٹو گرافرز — فرمان قریشی، تبسم نوید، عظمت شاہ۔

آرٹ — ارشد ضمیر ارشد | سرکولیشن منیجر اینڈ بزنس عبدالستار

لے آوٹ اینڈ پروڈکشن — سنی پبلشرز، لطیف بلڈنگ رائل پارک لاہور

اسلام آباد — جمال وحید زیدی | راولپنڈی — خرم رفیق فیضان الحق
کراچی سندھ — عبدالرفیق، سید محمود حسن | کوئٹہ بلوچستان — سرفراز عالم، ایم ریاض
پشاور — ایم ریاض، گل غنی | گلگت — شہزادہ حسین
گوجرانوالہ — امجد علی سلیمی، اعظم بھٹی | فیصل آباد — مقصود احمد طاہر

بیرونی ممالک مغربی جرمنی ایم عارف سلیمی، سعودیہ سلطان احمد، کینیڈا زبیر چوہدری
انگلینڈ — ایم اکرم

لیگل ایڈوائزر — اقبال محمود اعوان ایڈووکیٹ

اس شمارہ میں

ادار یہ — نوجوان باغی کیوں؟

اقوامِ متحدہ کے قومی دن پر خصوصی کالم،

تخفیف اسلحہ پر اہم مضمون

تعلیمی امن کنونشن کے موقع پر خصوصی اشاعت،

مرکزی صدر اے ٹی آئی سے خصوصی انٹرویو

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے (پاکستان میں) سالانہ فیس ۱۸۰ روپے (۱۲ شمارے پاکستان میں) فون: ۵۴۷۲۹

خط و کتابت کے پتے: ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو انگلش ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائی کورٹ لاہور پاکستان پوسٹ بکس نمبر ~~۲۳۴۶~~ 2346 جی پی او لاہور پاکستان

پبلشر محمد صدیق القادری نے ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو انگلش ایور لائٹ پرنٹنگ پریس ۳۲ نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائیکورٹ لاہور سے شائع کیا

چوتھی سیف گیمز کے انعقاد پر مبارکباد

پاکستان میں چوتھی سیف گیمز کا آغاز انتہائی جوش و خروش سے کیا جا رہا ہے۔ ۲۰ اکتوبر سے ۲۷ اکتوبر تک سارک ممالک کے کھلاڑی اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں گے۔ سیف گیمز کے انعقاد کے لئے عوام نے جس جذبے کے ساتھ سیور رفیل کی سرپرستی کر کے کامیابی سے چلایا۔ سیور رفیل کے ذریعے پچاس کروڑ کے قریب فنڈز جمع کروا دیئے۔ پاکستان کے عوام خصوصاً طلبہ اور نوجوان زبردست خراجِ تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے بڑھ چڑھ کر ٹکٹیں خریدیں۔

طلبہ اور نوجوانوں کے حوالے سے ہماری تجویز ہے کہ اگر حکومتِ پاکستان چیف آف آرمی سٹاف کے مشورے سے سیور رفیل کی طرز پر ڈیفنس رفیل کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان کی مسلح افواج دفاعی ضروریات کو باآسانی پورا کر سکیں گے۔ بلکہ دفاع کے لئے قوم اور نوجوان ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ ڈیفنس رفیل سکیم کو بھی چلانے کے لئے اگر لیفٹیننٹ جنرل اسلم مرزا کی خدمات حاصل کی جائیں تو وہ یقیناً اپنی بہترین صلاحیتوں کی بدولت ڈیفنس رفیل کو کامیابی و کامرانی سے چلائیں گے۔

سیف گیمز کے کامیاب انعقاد میں صدرِ پاکستان جناب غلام اسحٰق خان، وزیرِ اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو، چیف آف آرمی سٹاف مرزا محمد اسلم بیگ، لیفٹیننٹ جنرل اسلم مرزا، میجر جنرل رشید بیگ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

سیف گیمز کی پاکستان کی میزبانی کا شرف محترمہ بے نظیر بھٹو وزیرِ اعظم پاکستان جو سارک تنظیم کی چیئر پرسن بھی ہیں کو جاتا ہے۔

نوجوان باغی کیوں؟

جمہوری حکومت کے قیام سے پاکستانی نوجوانوں کو توقع تھی کہ وفاقی حکومت نوجوانوں کے مسائل کو اولیت دے کر نوجوان نسل میں بڑھتی ہوئی بیروزگاری، غربت افلاس اور بے چینی پر قابو پانے میں تاریخی کردار ادا کرے گی۔ مایوس اور بے چین یوتھ کو اطمینان دلانے کیلئے وزیرِ اعظم پاکستان نے نوجوانوں کی علیحدہ وزارت اور قومی یوتھ پالیسی کا اعلان بھی کیا۔ وفاقی وزراء نے بڑے بلند بانگ دعوے بھی کئے بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ دس ماہ گزر جانے کے باوجود نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ادارہ سرمایہ کاری برائے نوجوانان اور وزارتِ یوتھ بیروزگار نوجوانوں کے ساتھ سنگین مذاق کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو نوجوان موجودہ وفاقی حکومت سے متنفر ہو کر سڑکوں پر آ جائیں گے۔ یہ خطرناک صورتحال کسی بھی طور وفاقی حکومت اور خود وزیرِ اعظم صاحبہ کے مفاد میں نہیں ہوگی۔ جمہوریت دشمن قوتیں نوجوانوں کے جذبات ابھار کر موجودہ حکومت کے خلاف تحریک چلانے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہیں۔ وزیرِ اعظم صاحبہ کا مفاد اسی میں ہے کہ وہ یوتھ رہنماؤں اور ان کی فعال نمائندہ تنظیموں سے براہِ راست رابطہ قائم کریں۔ اہم قومی معاملات میں اعتماد میں لیں۔ وزیرِ امور نوجوانان کا قبلہ درست کریں۔ وزارت کو فعال جدید انقلابی انداز سے آرگنائز کریں۔ وزارت کو چلانے کے لئے نوجوانوں کی مشاورتی کونسل تشکیل دیں۔ وزیرِ موصوف کو بااختیار بنائیں۔ بے روزگار نوجوانوں کے لئے قرضہ کی رقم پچاس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ روپیہ کریں۔ قرضہ کے حصول کے لئے آسان شرائط زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر جاری کرنے کے احکامات دیں۔ قومی یوتھ پالیسی پر عمل درآمد کرانے کے لئے طلبہ اور نوجوانوں کی نمائندہ اور مضبوط تنظیموں کو بھی شریک کیا جائے تاکہ نوجوان طبقہ ہراول دستہ بن کر پاکستان کو جمہوری اور اسلامی ملک بنانے میں بھرپور کردار ادا کر سکیں۔“

اقوام متحدہ کے قومی دِن پر خصوصی کالم

اقوام متحدہ کے تمام رکن ملک ہر سال چوبیس اکتوبر کو یوم اقوام متحدہ مناتے ہیں۔ یہی وہ دن ہے جب اقوام متحدہ کا منشور نافذ العمل ہوا تھا۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں جنرل اسمبلی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر سال چوبیس اکتوبر کو منشور کے نافذ العمل ہونے کا دن منایا جائے گا۔ اور اسے سرکاری طور پر یوم اقوام متحدہ تصور کیا جائے گا۔ اس دن کو دنیا کے عوام کو عالمی ادارے کے مقاصد اور کامیابیوں سے آگاہ کرنے کے لئے مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ رکن حکومتوں سے کہا گیا تھا کہ وہ یہ دن منانے میں تعاون کریں۔ منشور کی دفعہ ایک میں اقوام متحدہ کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں جو یہ ہیں۔ بین الاقوامی امن و سلامتی کا تحفظ، ملکوں کے مابین دوستانہ تعلقات کا فروغ، بین الاقوامی اقتصادی، معاشرتی، ثقافتی اور انسانی مسائل کے حل میں تعاون اور انسانی حقوق کے احترام کا اہتمام اور ان مشترکہ مقاصد کی طرف اقوام کے عمل میں اشتراک۔

منشور کی دفعہ ۲ میں وہ اصول بیان کئے گئے ہیں جن پر ادارہ اقوام متحدہ کی بنیاد ہے۔ اس کے تمام ارکان برابر ہیں اور وہ سب نیک نیتی کے ساتھ منشور کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور دوسرے ملکوں کے ساتھ اپنے تنازعات پر امن ذرائع سے حل کرنے، بین الاقوامی تعلقات میں طاقت کا استعمال نہ کرنے یا استعمال کی دھمکی نہ دینے، اسے منشور کے مطابق، اقوام متحدہ کے ہر اقدام میں اس کی حمایت و امداد کرنے اور کسی بھی ایسے ملک کی مدد کرنے سے باز رہنے کے بعد پابند ہیں جس کے خلاف اقوام متحدہ نے کوئی تادیبی کارروائی کی ہو۔

تنظیم کے لئے اقوام متحدہ کا نام اس وقت کے صدر امریکہ مسٹر فرینکلن ڈی روزویلٹ نے تجویز کیا تھا اسے پہلی مرتبہ ۱۹۴۲ء میں استعمال کیا گیا جب ۲۶ ملکوں کے نمائندوں نے ایک اعلان پر دستخط کرتے ہوئے یہ عہد کیا کہ وہ اقوام متحدہ کی حیثیت سے فاشزم پر فتح پانے کی جدوجہد میں اس میں تعاون کریں گے۔ دوسری عالمی جنگ کے آخری ہفتوں میں سان فرانسسکو کانفرنس نئی تنظیم کا منشور مرتب کرنے کے لئے منعقد ہوئی اور اقوام متحدہ کے نام کی منظوری، مسٹر روزویلٹ کے احترام میں متفقہ طور پر دی گئی جو چند ہی ہفتے پہلے انتقال کر گئے تھے۔

اقوام متحدہ کے منشور پر سان فرانسسکو کانفرنس کے اختتام پر ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو دستخط کئے گئے۔ اس کے پیش لفظ میں اقوام متحدہ کے عوام کے اس عزم کا اعلان کیا گیا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو جنگ کی لعنت سے محفوظ کر دیں گے اس میں انسانی حقوق اور عورتوں اور مردوں اور چھوٹے یا بڑے تمام ملکوں کے مساوی حقوق کے ساتھ وابستگی اور ایسے حالات پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے جن میں انصاف اور بین الاقوامی قانون کے لئے احترام کو برقرار رکھا جا سکے اور وسیع تر آزادی میں معاشرتی ترقی اور بہتر معیار زندگی کو فروغ دیا جائے۔

بین الاقوامی تنظیم چوبیس اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اس وقت معرض وجود میں آ گئی جب سلامتی کونسل کے پانچ مستقل رکن ملکوں، چین، فرانس، روس، برطانیہ اور امریکہ اور اس پر دستخط کرنے والے باقی چھیالیس ملکوں میں سے اکثر نے منشور کی توثیق کر دی۔ اقوام متحدہ اس وقت ۱۵۹ رکن ملکوں پر مشتمل ہے۔ پاکستان تیس ستمبر ۱۹۴۷ء کو اس کا رکن بن گیا تھا۔

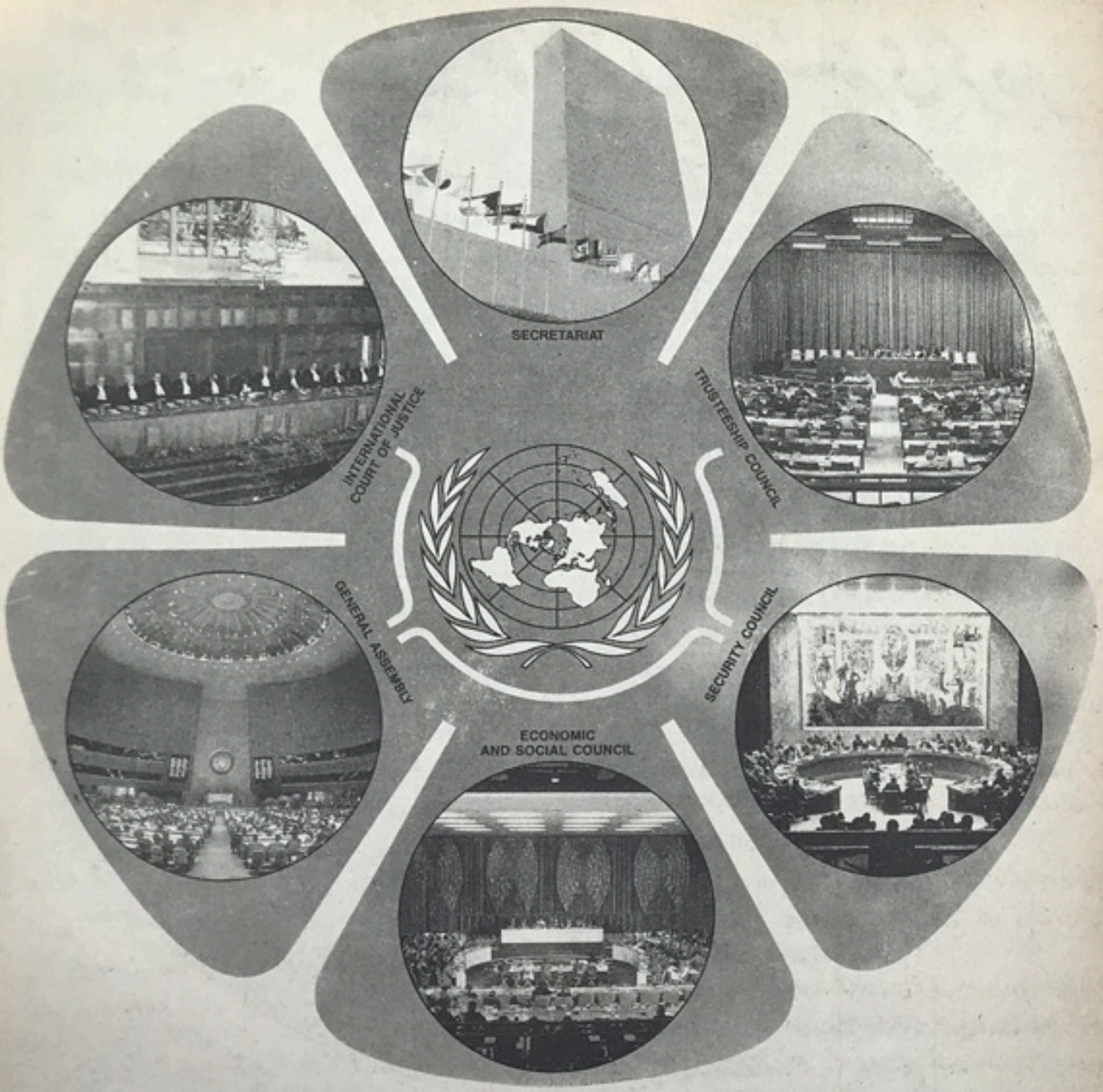

اقوام متحدہ کے قومی دِن پر خصوصی اشاعت

۲۴ اکتوبر کو دنیا بھر میں اقوام متحدہ کا قومی دن شایانِ شان طریقے سے منایا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارے نے عالمی قیامِ امن کے فروغ، ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے، دنیا کو تیسری عالمگیر جنگ سے نجات دلانے، بنی نوع انسان کی بہتری ترقی اور خوشحالی کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل ۲۴ اکتوبر کے موقعہ پر اقوام متحدہ پر خصوصی اشاعت شائع کر رہا ہے۔ اُمید ہے قارئین پسند فرمائیں گے

تخفیف اسلحہ کیلئے اقوامِ متحدہ کا سُنہری کردار

تخفیف اسلحہ کے موضوع پر اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی نے اپنے ۱۹۸۲ء کے دوسرے خصوصی اجلاس میں اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا کہ تخفیف اسلحہ کے لئے عالم گیر مہم شروع کی جائے۔ اس مہم کے یہ تین مقاصد ہیں، دُنیا کے تمام خطوں میں، ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے شعبے میں متوازن حقیقی اور معروضی انداز میں، اقوام متحدہ کے مقاصد کے لئے، عوام کو مطلع اور ان کی تعلیم کرنا اور ان کے اندر احساس پیدا کر کے ان کی حمایت حاصل کرنا۔

تخفیف اسلحہ کی عالم گیر مہم کے سامنے بلاشبہ ایک بہت بڑا مقصد ہے۔ ایک ایسی دُنیا میں جسے ابھی تک نمایاں تخفیف اسلحہ کو دیکھنا بھی نصیب نہیں ہُوا۔ تخفیف اسلحہ کی عالمگیر مہم محض تصوریت پر مبنی ایک ایسا مقصد محسوس ہوگی جو ضروری ہونے کے باوجود حاصل کرنا مشکل ہے۔ بہر حال اس مہم کے ساتھ دلچسپی توقعات، امیدیں اور امکانات ضرور پیدا ہو گئے ہیں۔ اس سے سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں جو اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں کہ اس مہم کے مقصد کو اچھی طرح سے سمجھ لیا جائے تو بڑی مدد مل سکتی ہے۔

(۱) تخفیف اسلحہ کی عالمگیر مہم کیا ہے؟

تخفیف اسلحہ کی عالمگیر مہم، اقوام متحدہ کا ایک منصوبہ ہے۔ سادہ اور آسان الفاظ میں اس کا مقصد یہ ہے کہ دُنیا بھر میں ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے لئے حمایت اور ادراک پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۲) اس کا آغاز کب ہُوا؟

اس کا آغاز سات جون ۱۹۸۲ء کو تخفیف اسلحہ کے لئے مخصوص اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے دوسرے مخصوص اجلاس کے پہلے ہی دن رکن ملکوں کے متفقہ فیصلے کے تحت کیا گیا۔

(۳) اس کے مقاصد کیا ہیں؟

مہم کا مقصد یہ ہے کہ ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے شعبے میں اقوام متحدہ کے مقاصد کے لئے عوامی ادراک اور حمایت پیدا کی جائے۔

(۴) ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے شعبے میں اقوام متحدہ کے مقاصد کیا ہیں؟

اس شعبے میں اقوام متحدہ کا بالآخر مقصد یہ ہے کہ مؤثر بین الاقوامی کنٹرول کے تحت عمومی اور پر اور مکمل طور پر تخفیف اسلحہ کا انتظام کیا جائے۔ فوری مقاصد یہ ہیں کہ جنگ اور خاص طور پر ایٹمی جنگ کا خطرہ ختم کیا جائے اور اسلحہ کی دوڑ کے خاتمے اور پسپائی کے لئے اقدامات پر عملدرآمد کیا جائے

اور مستقل امن کے لئے راہ ہموار کی جائے۔

(۵) مہم کہاں شروع کی جاتی ہے؟

مہم پر عالم گیر طور پر تمام خطوں اور تمام ملکوں میں عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ مقصد کار فرما ہے کہ اسے متوازن حقیقی اور معروضی انداز میں چلایا جائے۔

(۶) مہم کن لوگوں تک پہنچتی ہے؟

کوشش یہ ہے کہ اس مہم کو جتنے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جا سکے پہنچایا جائے زیادہ زور بعض ایسے مخصوص گروپوں کے انتخاب پر دیا گیا ہے جن کے پاس لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد تک پہنچنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ان کا اثر بھی کئی گنا ہوتا ہے اور یہ گروپ غیر سرکاری تنظیموں، تعلیمی اداروں، تحقیقی اداروں اور ذرائع ابلاغ اور منتخب نمائندوں کی صورت میں ہوتے ہیں۔

(۷) یہ مہم اپنے حلقوں تک کس طرح پہنچنا چاہتی ہے؟

اقوام متحدہ کے نظام کے ذریعے رکن ملکوں اور غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے تاکہ ایک کی کوششوں کو دوسرے کی کوششوں سے تقویت حاصل ہو۔

(۸) اقوام متحدہ کا نظام کیا کردار ادا کرتا ہے؟

یہ مہم ان اصولوں اور رہنما خطوط پر چلائی جا رہی ہے جو ۱۹۷۸ء میں طے کئے گئے تھے۔ اگرچہ محکمہ امور تخفیف اسلحہ کو، مجموعی کوآڈی نیٹر مقرر کیا گیا تھا تاہم اقوام متحدہ کے مراکز اطلاعات عملی کردار ادا کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ تخفیف اسلحہ کے مطالعات کا مشاورتی بورڈ بھی مہم کو مربوط بنانے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے یہ بورڈ دُنیا کے مختلف حصّوں کی اہم شخصیات کے گروپ پر مشتمل ہے جو سیکرٹری جنرل کو تخفیف اسلحہ سے متعلق تحقیق و مطالعہ کے امور پر مشورے دیتے ہیں بورڈ کے دوسرے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ تخفیف اسلحہ کی عالمگیر مہم پر عمل درآمد کے بارے میں ہر سال سیکرٹری جنرل کو اپنی سفارشات پیش کرے۔

اقوام متحدہ کا نظام ان پانچ بڑے شعبوں کے اندر اپنی سرگرمیاں جاری رکھتا ہے، مواد کی تیاری اور اشاعت و تشہیر، کانفرنسیں، سیمینار اور تربیت، خصوصی تقاریب نشر و اشاعت کا پروگرام، اور اقوام متحدہ کے فیلڈ آفیسر کی خدمات۔

اقوام متحدہ کا نظام، مہم کو چلانے کے سلسلے میں تحریک، معلوماتی مواد، رہنمائی اور رابطہ مہیا کرتا ہے۔ مطبوعات کے ساتھ سمعی اور بصری مواد بھی مفت تقسیم کیا جاتا ہے، اجلاس، لیکچر، سیمینار، کانفرنسیں اور تربیتی کورس بھی پروگرام کا حصّہ ہیں۔ تخفیف اسلحہ کا پیغام زیادہ سے زیادہ لیکن حد تک موثر طریقے سے پہنچانے کے لئے خصوصی پروگرام بنائے جاتے ہیں جن میں پوسٹروں کے مقابلے ترغیبی اشتہارات آرائشی کتبے اور کیلنڈر بھی شامل ہیں۔

(۹) رکن ملک کیا کردار انجام دیتے ہیں؟

ایک ایک رکن ملک کے تعاون کی اہمیت بہت زیادہ ہے تخفیف اسلحہ کے لئے مخصوص جنرل اسمبلی کے دوسرے خصوصی اجلاس میں مہم کے بارے میں طے پانے والے سمجھوتے میں رکن ملکوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تاکہ وہ مہم کے مقاصد اور سرگرمیوں کی تشہیر کریں۔ تخفیف اسلحہ سے متعلق معلومات کی بہتر اشاعت کو یقینی بنانے اور ہتھیاروں کے بارے میں غلط اور بدنیتی پر مبنی اطلاعات کی اشاعت کو روکنے میں اقوام متحدہ کے ساتھ تعاون کریں۔ ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے سوال پر اطلاعات اور آراء تک لوگوں کے ہر طبقے کی بے روک ٹوک اور وسیع پیمانے پر رسائی کا انتظام کریں۔

۸- روایتی ہتھیاروں کی بڑی بڑی اقسام کیا ہیں؟

روایتی ہتھیاروں کی تعریف میں وہ تمام روایتی ہتھیار شامل ہیں جنہیں بری، بحری اور فضائی افواج، زمین پر، سمندر میں اور فضا میں استعمال کرتی ہیں۔ زمینی ہتھیاروں کا دائرہ انفرادی فوجیوں کی رائفلوں سے لے کر توپ خانے کی توپوں، راکٹوں، ٹینکوں اور دوسری بکتر بند گاڑیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ بحری ہتھیار، جہازوں مثلاً جنگی جہازوں، تباہ کن جہازوں، کروزروں، طیارہ بردار جہازوں یا آبدوزوں پر نصب کئے جاتے ہیں ہوائی جہازوں کا دائرہ چھوٹے لڑاکا طیاروں سے بڑے بمباروں تک پھیلا ہوا ہے جن میں لڑاکا بمبار، ہیلی کاپٹر اور دیکھ بھال کے طیارے بھی شامل ہیں۔ نئی قسم کے روایتی ہتھیار بھی تیار کئے جا رہے ہیں۔ جن کے مؤثر ہونے کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی اور ان میں انتہائی صحت کے ساتھ نشانے پر جانے والے ... گائیڈڈ ہتھیار بھی شامل ہیں۔

۹- روایتی ہتھیاروں کا عالمی ذخیرہ کتنا بڑا ہے؟

روایتی تخفیف اسلحہ کے بارے میں اقوام متحدہ کے ایک حالیہ مطالعہ کے مطابق، روایتی ہتھیاروں کے عالمی اسلحہ خانوں میں ایک لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ بڑے جنگی ٹینک پینتیس ہزار سے زیادہ جنگی طیارے، اکیس ہزار سے زیادہ ہیلی کاپٹر، ایک ہزار ایک سے زیادہ بڑے بحری جہاز، اور سات سو سے زیادہ حملہ کرنے کی اہل آبدوزیں شامل ہیں۔ ایک اندازے کی رُو سے دنیا کے مجموعی فوجی اخراجات کا ۴/۵ حصہ، روایتی ہتھیاروں اور مسلح افواج کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔

۱۰- دوسری عالمی جنگ کے بعد روایتی ہتھیاروں سے کتنے مسلح تصادم ہو چکے ہیں

اندازہ لگایا گیا ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد روایتی ہتھیاروں سے لڑی جانے والی تقریباً ایک سو پچاس لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ ان لڑائیوں میں ہونے والے جانی نقصان کا بالکل صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں، تاہم روایتی تخفیف اسلحہ سے متعلق اقوام متحدہ کے حالیہ مطالعہ میں دو کروڑ اموات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

۱۱- عالمگیر فوجی اخراجات کا اندازہ کیا ہے؟

۱۹۸۲ء میں عالمگیر فوجی اخراجات انتہائی قابل اعتماد اندازے کے مطابق آٹھ کھرب ڈالر تک پہنچ گئے تھے جو فی منٹ پندرہ لاکھ ڈالر سے زیادہ بنتے ہیں۔ قیمتوں کے تسلسل کی صورت میں یہ رقم ۱۹۶۰ء کے مقابلے میں دگنی اور ۱۹۴۹ء کے مقابلے میں چوگنی ہے۔ اس شرح پر تیتیس کروڑ تیتالیس لاکھ ڈالر کی وہ رقم صرف پندرہ دنوں اور پندرہ گھنٹوں میں پوری ہو جاتی ہے جو ۱۹۸۲ء میں تمام ترقی پذیر ملکوں کی سرکاری ترقیاتی امداد پر خرچ کی گئی اقوام متحدہ کے ایک حالیہ مطالعہ میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو موجودہ ڈالر کے حساب سے فوجی اخراجات ۱۹۹۰ء سے پہلے دس کھرب ڈالر سالانہ سے بڑھ سکتے ہیں۔

۱۲- ایٹمی ہتھیاروں سے لیس کتنے ملک ہیں؟

ایٹمی ہتھیاروں کے حصول کی ترتیب سے پانچ ملک، امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین ہیں۔ بنیادی تکنیکوں کے بارے میں بڑھتی ہوئی وسیع معلومات کے پیش نظر کوئی ایٹمی ... صلاحیت آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۱۳- وہ کون سے حالات ہیں جن میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہو سکتے ہیں؟

اگرچہ دوسری عالمی جنگ میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے جانے کے بعد سے ایٹمی ہتھیار کبھی استعمال نہیں کئے گئے، تاہم، جدید ایٹمی ہتھیار کسی ایسے فوجی تصادم میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ جس میں ایٹمی ہتھیار رکھنے والے ملک بالواسطہ یا براہ راست ملوث ہوں۔ اس کے علاوہ یہ خطرہ بھی موجود ہے کہ ایٹمی ہتھیار رکھنے والے ایک یا زیادہ ملکوں میں کسی سامان کی خرابی، یا کسی کمانڈ، کنٹرول، رابطے یا انٹیلی جنس نظاموں میں نقص پیدا ہو جانے سے یہ ہتھیار حادثاتاً بھی اور پھر دہشت گردی کی کسی کارروائی میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ گذشتہ تیس برس تک بھی سامان کی خرابی یا دوسرے سنگین حادثات کئی مرتبہ ہو چکے ہیں۔

۱۴- ایٹمی ہتھیار استعمال ہوئے تو انکے اثرات کیا ہونگے

ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق، اقوام متحدہ کے ایک مطالعہ کی رُو سے سو کیلوٹن کے مقابلتاً کم تر چھوٹے بم کے دھماکے سے ایک شہر میں پانچ سے چھ کیلو میٹر دائرے کے اندر کم سے کم آدھی عمارتیں زمین بوس ہو جائیں گی۔ اس دائرے کے باہر بھی کافی تعداد میں مکان منہدم ہو جائیں گے۔ بم پھٹنے کے مقام کے گرد دو کیلو میٹر دائرے کے اندر تمام لوگ یا تو دھماکے اور اس سے اُڑنے والے شیشوں اور دھات کے ٹکڑوں سے فوری طور پر ہلاک ہو جائیں گے یا حدت آگ اور دم گھٹنے سے جاں بحق ہو جائیں گے۔ دھماکے کے مرکزی مقام پر آگ سے نکلنے والی گیسوں کی وجہ سے پناہ گاہیں بھی مکمل تحفظ مہیا نہیں کر سکیں گی۔ ابتداء میں بچ جانے والے بہت سے افراد بھی جنہیں دھماکے کے فوراً بعد معمولی زخم پہنچے ہوں گے یا جزوی طور پر جھلسے ہوں گے، ریڈیائی اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

۱۵- اگر کئی شہر ایٹم بموں کا نشانہ بنیں تو کیا ہوگا؟

یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ بھرپور ایٹمی جنگ کی صورت میں۔ جس میں دس ہزار میگاٹن طاقت کے بموں کا تبادلہ ہوگا اور جن میں سے نصف شہروں پر پھٹیں گے۔ ایک ارب سے زیادہ افراد فوری طور پر ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہو جائیں گے۔ اس طرح دُنیا کی تقریباً آدھی آبادی جنگ کا فوری نشانہ بن جائے گی اس قسم کی ایٹمی جنگ سے ایک فعال معاشرے کی معمول کی خدمات جن میں ہسپتال، طبی سہولتیں، پانی، بجلی، گرمی، نقل و حمل پیداوار اور تجارت کے نظام بھی شامل ہیں۔ ختم ہو جائیں گی۔

۱۶- کیا ایک بڑی ایٹمی جنگ کے آب و ہوا پر سنگین اثرات ہونگے؟

یہ سوال ایک جامع سائنسی تحقیق اور مطالعہ کا موضوع بنا ہوا ہے بہر حال بعض ابتدائی اندازوں کے مطابق ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال سے آب و ہوا پر اثرات، ان ہتھیاروں کا نشانہ بننے والے علاقوں سے بھی بہت پرے تک ہوں گے۔ اس سلسلے کے اندازوں میں کہ کس قدر طاقت کے ہتھیاروں کے دونوں طرف سے استعمال سے آب و ہوا متاثر ہو سکتی ہے۔ ابھی کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان اثرات میں یہ بات بھی شامل ہو سکتی ہے کہ فضا میں دھوئیں، گرد اور تاریکی کی موجودگی کی وجہ سے سورج کی روشنی کئی ماہ تک زمین پر نہ پہنچے اسی حالت میں بہت بڑی تعداد میں پودے مرجھا جائیں گے اور زمین سے خوراک کی روایتی سپلائی بند ہو جائے گی۔ براہ راست متاثر ہونے والے علاقوں میں درجہ حرارت منفی تیرہ فارن ہیٹ (منفی پچیس سینٹی گریڈ) تک گر کر کافی عرصہ تک برقرار رہ سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایٹمی جنگ سے زندہ بچ جانے والوں کو غالباً منجمد کر دینے والی سردی، قحط، زہریلے مادوں، تاخیر سے خارج ہونے والے ریڈیائی اثرات اور پانی کی قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور یہ سب کچھ دھماکے کے دوسرے فوری تباہ کن اثرات کے علاوہ ہوگا۔ ایٹمی جنگ سے فضا میں اوزون کی حفاظتی سطح میں کمی ہو جائے گی اور زمین زیادہ شدید ریڈیائی اثرات کی زد میں آ جائے گی۔

۱۷- ایٹمی ہتھیاروں کی ممانعت کے لئے کیا کچھ کیا گیا ہے؟

اقوام متحدہ کے قیام کے اوّلین برسوں ہی سے ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کی ممانعت کے لئے مسلسل کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ ایسی قراردادیں بھی منظور کی گئی ہیں جن میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال اقوام متحدہ کے منشور کے منافی ہوگا۔ اور ان پر پابندی لگانے کے لئے کنونشن یا دوسرے بین الاقوامی معاہدے کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ تاہم ابھی تک اس قسم کے کسی معاہدے کی تسوید کے لئے کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ ایٹمی طاقتوں میں سے چین وہ ملک ہے جس نے پہلی بار ۱۹۶۴ء میں یکطرفہ طور پر یہ اعلان کردیا کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال میں پہل نہیں کرے گا۔ اس کے بعد ۱۹۸۲ء میں روس نے بھی یہ عہد کیا کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال میں پہل نہیں کرے گا اور ساتھ ہی اس نے دوسری طاقتوں سے بھی ایسے ہی اعلانات کرنے کو کہا۔ لیکن یکطرفہ اعلانات مؤثر ہونے کو کئی ملکوں نے مشتبہ قرار دیا ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ ایٹمی جنگ کی روک تھام کے مسئلے کو تمام جنگوں کی روک تھام کے ارادے سے دیکھنا چاہیئے یہ ملک سمجھتے ہیں کہ ایٹمی تخفیف اسلحہ کے مؤثر اقدامات کا اندازہ قابلِ پڑتال معاہدوں کے دائرہ کار کے اندر ہی ہوسکتا ہے اور ان پر عمل درآمد ہی روایتی اور ایٹمی دونوں طرح کی فوجی طاقتوں کے مجموعی توازن ہی کے واسطے سے ہوسکتا ہے۔ جنرل اسمبلی نے ایٹمی جنگ کی روک تھام کے لئے کئی اقدامات کا مطالبہ کیا ہے۔ ان میں ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کی ممانعت، ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کا خاتمہ اور پسپائی اور اعتماد پیدا کرنے والے اقدامات بھی شامل ہیں۔ جنرل اسمبلی نے جنیوا کی تخفیف اسلحہ کانفرنس سے یہ درخواست بھی کی ہے کہ وہ ایٹمی جنگ کی روک تھام کے لئے عملی اقدامات پر سمجھوتے کے لئے بات چیت شروع کرائے۔ کانفرنس میں اس مسئلے پر بحث و تمحیص کے ابھی کوئی ٹھوس نتائج برآمد نہیں ہوئے۔

۱۸- ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمے کے لئے کیا کیا کوششیں کی گئی ہیں؟

ایٹمی دور کے آغاز ہی سے اقوام متحدہ کے سامنے یہ مقصد رہا ہے کہ ایٹمی ہتھیار کلی طور پر ختم کردیئے جائیں اور یہ ضمانت دلائی جائے کہ ایٹمی توانائی صرف پُرامن مقاصد کے لئے استعمال کی جائیگی تخفیف اسلحہ کے لئے اس نے ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کے تمام پہلوؤں سے خاتمے اور پسپائی کو اولین ضرورت قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ اس کا آخری مقصد ایٹمی ہتھیاروں کا مکمل خاتمہ ہے اس مقصد کے حصول کے لئے مسلسل کئی اقدامات تجویز کئے گئے ہیں۔ ان میں ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی، ان کی تیاری پر پابندی ایٹمی ہتھیار بنانے کی صلاحیت میں کمی اور ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقوں کے قیام کے اقدامات بھی شامل ہیں۔

۱۹- کیا کوئی ایسے معاہدے ہیں جن کا مقصد بطور خاص ایٹمی جنگ کی روک تھام ہے؟

۱۹۷۳ء میں امریکہ اور روس نے ایٹمی جنگ کی روک تھام کے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے فریقین ایسے طریقے اختیار کرنے پر متفق ہو گئے جن سے دونوں کے تعلقات میں خطرناک حد تک بگاڑ پیدا کرنے والی صورتِ حال کی روک تھام کی جاسکے، فوجی محاذ آرائی سے احتراز کیا جاسکے اور اگر ان کے آپس کے تعلقات یا دوسرے ملکوں کے تعلقات ایٹمی جنگ کے خطرے کی حد تک خراب ہو جائیں تو فوری طور پر بات چیت شروع کی جاسکے۔

۲۰- حادثتاً ایٹمی جنگ ہو جانے کے خطرات کو روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

حادثتاً یا مواصلاتی رابطوں میں خرابی کی وجہ سے جنگ شروع ہونے کے خطرات کا سدباب کرنے کے لئے کئے جانے والے اقدامات میں واشنگٹن اور ماسکو کے درمیان براہ راست مواصلاتی رابطے کا قیام بھی شامل ہے جو ہاٹ لائن کے نام سے مشہور ہے۔ ہاٹ لائن کے معاہدے پر ۱۹۶۳ء میں دستخط کئے گئے تھے۔ معاہدے میں دونوں دارالحکومتوں میں ایک ایک ٹیلی ٹائپ ٹرمینل اور ٹیلیگراف کی تار اور ریڈیو ٹیلی گراف کے ذریعے چلنے والے دو فل ٹائم ڈوپلیکس سرکٹوں کی گنجائش بھی رکھی گئی تھی۔ امریکہ اور روس کے درمیان براہ راست مواصلاتی رابطے کو بہتر بنانے کے لئے ۱۹۷۱ء میں جو معاہدہ کیا گیا اسی کے مجوزہ اقدامات میں خصوصی سیاروں کے مواصلاتی نظاموں کو استعمال کرنے والے مزید دو سرکٹوں کی گنجائش پیدا کی گئی ۱۹۸۴ء میں امریکہ اور روس نے ہاٹ لائن کا درجہ بڑھانے اور اُسے نقشوں، خاکوں اور تحریروں کی عکسی نقول کی تیز رفتار ترسیل کے نظام سے لیس کرنے کا فیصلہ کیا براہ راست مواصلاتی رابطے۔ روس اور فرانس اور روس اور برطانیہ کے درمیان بھی قائم ہو چکے ہیں۔

۲۱- کیا حادثے یا غلط فہمی کے خطرے کے سدباب کیلئے کوئی اور معاہدے بھی ہیں؟

۱۹۷۱ء میں روس اور امریکہ نے ایٹمی جنگ شروع ہونے کے خطرات کم کرنے کے اقدامات پر ایک معاہدے پر دستخط کئے۔ جو ایٹمی حادثات کا معاہدہ کہلایا۔ اس معاہدے کے تحت دونوں ملکوں نے ایٹمی ہتھیاروں کے حادثتاً یا غیر ذمے دارانہ استعمال کے خلاف فنی تحفظ کو بہتر بنانے کا عہد کیا ساتھ ہی دونوں نے کسی میزائل کے حادثتاً چل جانے کی فوری اطلاع ایک دوسرے کو دینے اور اس طرح چلنے والے اپنے میزائل کو خود ہی تباہ کردینے کا عہد کیا اس کے علاوہ معاہدے کے تحت ہر فریق اپنی قومی حدود کے باہر اور دوسرے فریق کی سمت میں میزائل کو تجرباتی طور پر چھوڑنے کی پہلے ہی اطلاع دینے کا پابند ہے ۱۹۷۹ء میں سالٹ دوئم معاہدے میں اس دفعہ کے دائرہ کار میں توسیع کرکے دو یا دو سے زیادہ میزائلوں کے چھوڑے جانے کو بھی شامل کر لیا گیا خواہ وہ قومی حدود کے اندر ہی چھوڑے جارہے ہوں۔ اسی طرح کے معاہدے ۱۹۷۶ء میں روس اور فرانس اور ۱۹۷۷ء میں روس اور برطانیہ کے درمیان بھی ہوئے۔

۲۲- کیا کسی ایٹمی تجربے پر پابندی لگائی گئی ہے؟

ایٹمی تجربات کا تعلق عام طور پر ایٹمی ہتھیاروں میں مزید نفاست یا مزید پھیلاؤ سے ہوتا ہے ۱۹۶۳ء میں ایٹمی تجربات پر جزوی پابندی کے معاہدے کے تحت فضا بیرونی خلاء اور پانی کے اندر ایٹمی تجربات کرنے کی ممانعت کردی گئی اس معاہدے کے لئے بات چیت، روس، امریکہ اور برطانیہ کے درمیان ہوئی اور یہ تینوں اور ایک سو آٹھ دوسرے ملک اس کی توثیق کرچکے ہیں معاہدے میں ایسے زیر زمین تجربات کی بھی ممانعت کردی گئی جن کے ریڈیائی اثرات تجربہ کرنے والے ملک کی سرحدوں کے باہر تک پہنچ جائیں۔ اس معاہدے پر عمل درآمد کی پڑتال، معائنے کے بغیر ہی قومی فنی ذرائع سے کی جاسکتی ہے اور اس کے ذریعے تمام فریق اس بات کے پابند ہیں کہ زیر زمین تجربات سمیت تمام تجربات کی ممانعت کے لئے ایک جامع سمجھوتے پر بات چیت جاری رکھی جائے۔ چین اور فرانس نے اس معاہدے پر دستخط نہیں کئے تمام ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات کی ممانعت کی خاطر اقوام متحدہ کے اندر کوششیں، ابھی تک مختلف مسائل پر اختلافات کی بناء پر جن میں پڑتال کا مسئلہ بھی شامل ہے ناکام رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ایٹمی تجربات پر پابندی سے متعلق ترجیحات پر اختلافات بھی موجود ہیں۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس میں، جہاں اس وقت تمام تجربات کی ممانعت کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ طرز عمل کا اختلاف بھی، ارکان کے درمیان ظاہر ہوا ہے اگرچہ بہت سے ملک یہ سمجھتے ہیں کہ کسی سمجھوتے پر پہنچنے کے لئے تمام متعلقہ معاملات پر بھرپور بحث و تمحیص ہو چکی ہے اور یہ بات چیت فوراً شروع ہو جانی چاہیئے تاہم بہت سے دوسرے ملکوں کے نزدیک بات چیت شروع کرنے سے پہلے ایٹمی تجربات پر پابندی سے متعلق تمام مسائل پر بحث و تمحیص کا ہونا ضروری ہے۔ امریکہ اپنے طور پر یہ سمجھتا ہے کہ ایٹمی تجربات پر جامع پابندی اصل میں اسلحہ کنٹرول کے طویل المیعاد مقاصد ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے اس کے خیال میں موجودہ حالات میں اس قسم کی پابندی سے ایٹمی ہتھیاروں کے خطرے کو کم کرنے یا ایٹمی توازن کے استحکام کو برقرار رکھنے میں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔

۲۳- زیر زمین تجربات کو محدود کرنے کے لئے ۱۹۶۳ء کے بعد کیا کچھ کیا گیا ہے؟

۱۹۷۴ء میں امریکہ اور روس نے تھریشولڈ ٹیسٹ بین ٹریٹی (ٹی ٹی۔ بی ٹی) پر دستخط کئے جس کے تحت ایک سو پچاس کیلوٹن سے زیادہ کے اثرات والے تمام زیر زمین تجربات کی ممانعت کردی گئی۔ اس معاہدے کے تحت تجربات بعض جگہوں تک محدود ہیں اور اس میں ایسی فنی معلومات کے تبادلے کی گنجائش بھی موجود ہے جس سے آب و ہوا کی باہمی پڑتال آسان ہو جائے۔ ٹی ٹی بی ٹی کے تحت فریقین، تجربات پر جامع پابندی کے لئے بات چیت جاری رکھنے کے پابند ہیں۔ پرامن ایٹمی دھماکوں کے ۱۹۷۶ء کے معاہدے میں ایک سو پچاس کیلوٹن سے زیادہ کے کسی ایک تجربے اور پندرہ ہزار کیلوٹن سے زیادہ کے مجموعی سلسلہ تجربات کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس قسم کے محدود تجربات کسی بھی زیر زمین جگہ پر کئے جاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ اثرات کی حدود کی نگرانی کی جائے ابھی تک ان میں سے کسی بھی معاہدے کی توثیق نہیں کی گئی۔

۲۴- کیا ایٹمی تجربات جاری ہیں؟

۱۹۴۵ء سے ۱۹۶۳ء تک کے اٹھارہ برسوں میں ہر قسم کے ماحول میں مجموعی طور پر پانچ سو چھبیس تجربات کئے گئے ہیں۔ ان میں سے تین سو اکتیس امریکہ نے، ایک سو چونسٹھ روس نے، تیئس برطانیہ نے اور آٹھ فرانس نے کئے۔ تجربات پر جزوی معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد ۱۹۸۲ء کے آخر تک کے بیس برسوں میں تقریباً ایک ہزار مزید ایٹمی تجربات کئے گئے ہیں معاہدے کے کسی بھی فریق نے ۱۹۶۳ء کے بعد سے فضا میں یا بیرونی خلاء میں یا زیر آب تجربے نہیں کئے۔ البتہ زیر زمین تجربے امریکہ نے (۴۹۰) روس نے (۳۶۳) اور برطانیہ نے (۱۳) کئے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں بھارت نے ایک زیر زمین ایٹمی دھماکہ کیا اور اس وقت سے یہی مؤقف اختیار کیا ہے کہ یہ دھماکہ صرف پرامن مقاصد کے لئے تھا۔

فرانس اور چین نے جو جزوی پابندی کے معاہدے میں شامل نہیں کئی تجربے کئے ہیں۔ فرانس نے جس نے پہلا تجربہ ۱۹۶۰ء میں کیا، ۱۹۶۳ء سے ۱۹۸۳ء کے آخر تک مزید ایک سو بارہ تجربے کئے۔ فضا میں تجربات ۱۹۷۴ء میں معطل کردیئے گئے تھے چین کا پہلا تجربہ ۱۹۶۴ء میں ہوا اور ۱۹۸۳ء کے آخر تک اس نے ستائیس تجربات کئے۔ فضا میں آخری تجربہ ۱۹۸۰ء میں کیا گیا۔

۲۶- ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کیا کچھ کیا گیا ہے؟

ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کے معاہدے (این۔ پی۔ ٹی) پر ۱۹۶۸ء میں دستخط کئے گئے اور ۱۹۸۳ء کے آخر تک ایک سو پچیس ملک اس میں شریک ہو گئے تھے۔ جن میں تین ایٹمی طاقتیں روس، امریکہ اور برطانیہ بھی شامل ہیں۔ معاہدے کی اصل دفعہ کی رُو سے معاہدے میں شریک ایٹمی طاقتیں ایٹم بم یا دوسرے ایٹمی ہتھیار کسی دوسرے ملک کو منتقل نہیں کریں گے۔ اور غیر ایٹمی ملک ایٹمی ہتھیار حاصل نہ کرنے یا تیار نہ کرنے کے پابند ہیں۔ اگرچہ معاہدے میں پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی توانائی کی ترقی کے حق کو تحفظ دیا گیا ہے تاہم غیر ایٹمی ملک ایٹمی توانائی کی بین الاقوامی ایجنسی کے ساتھ بات چیت کے ذریعے طے شدہ تحفظات کے پابند ہیں۔ اس کے تحت ایٹمی طاقتیں بھی اس بات کی پابند ہیں کہ ایٹمی تخفیف اسلحہ کے لئے مؤثر اقدامات کی خاطر بات چیت جاری رکھیں فرانس نے معاہدے میں شریک نہ ہوتے ہوئے بھی اس کی دفعات کی پابندی کرنے کا اعلان کیا ہے چین نے مختلف اوقات پر این پی۔ ٹی کے بارے میں ناقدانہ رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس کے نزدیک یہ معاہدہ بنیادی طور پر امتیازی نوعیت کا ہے۔

۲۷- کیا ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقے قائم کرنے کے معاہدے موجود ہیں؟

۱۹۶۷ء میں لاطینی امریکہ میں ایٹمی ہتھیاروں کی ممانعت کا سمجھوتہ کیا گیا جو معاہدہ تلاٹیلولکو کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدے کے تحت لاطینی امریکہ میں ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقہ قائم کیا گیا۔ لاطینی امریکہ کے پچیس ملکوں نے جواب تک معاہدے میں پوری طرح شریک ہیں یہ عہد کیا ہے کہ وہ نہ تو ایٹمی تجربے کریں گے نہ خود ایٹمی ہتھیار حاصل کریں گے اور نہ کسی دوسری طاقت کو ایسا کرنے دیں گے۔ ساتھ ہی وہ کسی کو اپنے علاقوں میں ایٹمی ہتھیار رکھنے یا نصب کرنے کی اجازت بھی نہیں دیں گے۔ معاہدے کے پراٹوکول اوّل میں یہ کہا گیا ہے کہ معاہدے کی علاقائی حدود کے اندر بعض علاقوں کو کنٹرول کرنے والے ملک مثلاً فرانس، ہالینڈ، برطانیہ اور امریکہ ان علاقوں کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقوں کا درجہ دینے پر متفق رہیں گے۔ جن کے لئے وہ قانونی یا حقیقی طور پر بین الاقوامی ذمے داری کے حامل ہیں اب پراٹوکول کی توثیق، ہالینڈ، برطانیہ اور امریکہ نے کردی ہے۔ فرانس نے اعلان کیا ہے کہ وہ مناسب وقت میں موزوں فیصلہ کرے گا۔ اس کے علاوہ پراٹوکول دوم کے تحت تمام ایٹمی طاقتیں اس بات کی پابند ہیں کہ وہ لاطینی امریکہ کے غیر ایٹمی علاقے کی حیثیت کا احترام کریں گی اور معاہدے کے شرکاء کے خلاف ایٹمی ہتھیار نہ استعمال کریں گی اور نہ استعمال کرنے کی دھمکی دیں گی۔ معاہدہ تلاٹیلولکو واحد معاہدہ ہے جس کے تحت دنیا کے ایک آباد علاقے کو غیر ایٹمی علاقہ قرار دیا گیا ہے

۲۸- کیا ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقے قائم کرنے کے کوئی دوسرے معاہدے بھی ہیں؟

۱۹۵۹ء کے معاہدہ قطب جنوبی میں براعظم قطب جنوبی اور ساٹھ درجے عرض بلد کے جنوب کے علاقے کو غیر فوجی اور غیر ایٹمی علاقہ قرار دیا گیا ہے اور وہاں کسی قسم کے ایٹمی تجربات کرنے کی ممانعت کی گئی ہے ۱۹۶۷ء کے معاہدہ بیرونی خلاء میں بیرونی خلاء میں ایٹمی ہتھیار رکھنے اور چلانے کی ممانعت کی گئی ہے اور چاند اور دوسرے سماوی خطوں میں سرگرمیوں سے متعلق ۱۹۷۹ء کے معاہدے میں ان علاقوں کے بارے میں بھی ممانعت کی گئی ہے ۱۹۷۱ء کے تہہ سمندر کے سمجھوتے میں سمندر کی تہہ میں ایٹمی ہتھیار نصب کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اس کے تحت اس قسم کے ہتھیاروں کے رکھنے، تجربے اور ذخیرہ کرنے کی ممانعت بھی کی گئی ہے۔ ان معاہدوں سے وہ علاقے یا فضائیں محدود ہو کر رہ گئی ہیں جن میں ایٹمی ہتھیاروں کے تجربے کئے جاسکتے ہیں۔ ایٹمی ہتھیار رکھے یا استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح انہیں بھی مزید غیر ایٹمی علاقے کہا جاسکتا ہے۔

۲۹- کیا ایٹمی ہتھیاروں سے پاک مزید علاقے تجویز کئے گئے ہیں؟

افریقی اتحاد کی تنظیم نے ۱۹۶۴ء میں افریقہ کو غیر ایٹمی علاقہ قرار دینے کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے تمام ملکوں سے بار بار اپیل کی کہ وہ افریقہ کا ایٹمی ہتھیاروں سے پاک براعظم کی حیثیت سے احترام کریں وہ جنوبی افریقہ کی ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی کوششوں کی مذمت کی گئی ہے۔ بلقان، وسطی یورپ، شمالی یورپ، بحیرۂ روم، مشرق وسطیٰ، جنوبی ایشیا اور جنوبی بحرالکاہل

کو بھی ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقے قرار دینے کی تجاویز پیش کی گئی ہیں جہاں تک مشرق وسطیٰ کا تعلق ہے۔ جنرل اسمبلی کی اُن قراردادوں پر عام اتفاق رائے ظاہر کیا گیا ہے جن میں براہ راست متعلقہ ملکوں سے کہا گیا ہے کہ اس خطے میں بھی ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقہ قائم کیا جائے۔

۳۰۔ سٹرٹیجک ہتھیاروں پر پابندی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

۱۹۷۲ء کے اے بی۔ ایم معاہدے میں اے۔ بی میزائلوں کے لئے غیر محدود مقامات تنصیب کا انسداد کیا گیا۔ خاص طور پر یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ صرف دو مقامات پر اے بی میزائل نصب کئے جاسکیں گے اور وہ بھی کسی ایک جگہ پر سَو سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ ساتھ ہی فریقین روس اور امریکہ نے اپنے آپ کو اس بات کا پابند بھی کیا ہے کہ وہ گشتی: یعنی، فضائی یا خلائی اے۔ بی۔ ایم نظاموں کے نہ تجربے کریں گے اور نہ انہیں نصب کریں گے اس کے علاوہ معاہدے میں صرف قومی فنی ذرائع سے پڑتال اور عمل درآمد کے سلسلے میں پیدا ہونے والے ابہام یا شکوک پر غور کے لئے سٹینڈنگ مشاورتی کمیشن کے قیام کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے ۱۹۷۴ء میں دونوں فریقوں نے ایک پراٹوکول پر دستخط کئے جس کے تحت ہر ملک میں اے بی میزائیل صرف ایک جگہ نصب کرنے کی پابندی لگا دی گئی ہے۔

۳۲۔ سٹرٹیجک جارحانہ ہتھیاروں پر پابندی کا عبوری سمجھوتہ کیا ہے ؟

۱۹۷۲ء کے اس معاہدے میں پانچ سال کے لئے روس اور امریکہ کے سٹرٹیجک لانچرز کی تعداد پر زیادہ جامع معاہدہ ہونے تک پابندی لگا دی گئی تھی۔ پانچ سال کی اس مدت کے خاتمے پر ستمبر ۱۹۷۷ء میں دونوں فریقوں نے اس مفہوم کا اعلان کیا کہ عبوری معاہدے کی دفعات کے تحت فریقین مزید فکسڈ لینڈ بیسڈ آئی۔ سی۔ بی میزائلوں کی تعمیر شروع نہیں کریں گے اور ہلکے آئی سی۔ بی میزائیلوں کے لانچروں کو بھاری آئی۔ سی۔ بی میزائیلوں میں منتقل نہیں کریں گے۔ معاہدے میں آبدوزوں سے چھوڑے جانے والے بیلسٹک میزائیلوں (ایس ایل بی۔ ایم) کی تعداد بھی روس کی جدید آبدوزوں کے لئے جو باسٹھ سے زیادہ نہ ہو ۹۵۰ تک محدود کر دی گئی اور امریکہ کی جدید آبدوزوں کے لئے جو چوالیس سے زیادہ نہ ہوں ۷۱۰ تک محدود کر دی گئی۔

۳۳۔ سالٹ دوم معاہدہ کیا ہے ؟

سالٹ دوم کے لئے بات چیت کا آغاز ۱۹۷۲ء میں ہوا اور اس کا نتیجہ سٹرٹیجک جارحانہ ہتھیاروں پر پابندی کے معاہدے کی صورت میں نکلا۔ سالٹ دوم کے لئے بنیادی دائرہ کار کی بات چیت سب سے پہلے ۱۹۷۴ء میں روس اور امریکہ کے درمیان ولاڈی واسٹک میں شروع ہوئی۔ پھر ۱۹۷۹ء میں وی آنا میں معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ اس کے تحت یہ طے پایا کہ ہر ایک فریق اپنی سٹرٹیجک ڈیلیوری وہیکلز کی تعداد ابتداء میں کم کر کے دو ہزار چار سو (۲۴۰۰) اور پھر ۱۹۸۱ء تک دو ہزار دو سو پچاس کر دے۔ معاہدے نے ایم آئی آر۔ ویڈ بیلسٹک میزائیلوں کے لانچروں کی اور لانگ رینج کروز میزائلوں والے بھاری بمباروں کی مجموعی تعداد کی مساوی حد ایک ہزار تین سو تیس (۱۳۳۰) مقرر کی (یہ لانچر آزادانہ طور پر کئی نشانوں پر پہنچنے والی ری انٹری وہیکلز سے لیس ہیں) معاہدے میں مزید پابندی ایم۔ آئی۔ آر۔ ویڈ بیلسٹک میزائیلوں کی تعداد پر لگائی گئی اور ایک ہزار دو سو تک محدود کر دی گئی اس تعداد میں بھی انٹر کانٹی نینٹل بیلسٹک میزائیل صرف ۸۲۰ تھے۔ ایم۔ آئی۔ آر۔ ویڈ آئی۔ سی۔ بی میزائیلوں کو بھی دس وار ہیڈ فی میزائیل اور ایس۔ ایل۔ بی۔ میزائیلوں کو چودہ (۱۴) فی میزائیل اور بھاری بمباروں کو اوسطاً اٹھائیس کروز میزائیلوں تک محدود کر دیا گیا۔ یہ معاہدہ ۱۹۸۵ء تک نافذ العمل رہنا تھا معاہدے کے ایک پراٹوکول کے تحت گشتی آئی۔ سی۔ بی میزائیلوں چھ سو کیلومیٹر سے زیادہ تک مار کے زمینی اور بحری کروز میزائیلوں اور زمین سے فضا میں مار کرنے والے بیلسٹک میزائیلوں پر اکتیس دسمبر ۱۹۸۱ء تک پابندی لگا دی گئی۔

۳۴۔ سالٹ دوم میں اور کون سے معاہدے ہوئے ؟

فریقین، روس اور امریکہ، ایک مشترکہ بیان اصول میں، ایک ایسی مستحکم حکمت عملی اختیار کرنے پر متفق ہو گئے جس کے ذریعے سب سے زیادہ عدم استحکام کا باعث بننے والے سٹرٹیجک جارحانہ ہتھیاروں پر پابندی لگائی جا سکے اچانک حملے کے خطرے کا سدباب کیا جا سکے۔ سٹرٹیجک جارحانہ ہتھیاروں کی تعداد میں نمایاں کمی کی جا سکے اور ان ہتھیاروں کے معیار میں اضافے کی روک تھام کی جا سکے انہوں نے اعداد و شمار کی بنیاد پر ایک معاہدے پر بھی دستخط کئے۔ جس میں دونوں فریقوں نے اپنے اپنے جارحانہ ہتھیاروں کی جون ۱۹۷۹ء کی فہرست بیان کی۔

۳۵۔ اعداد و شمار کی کون سی بنیاد پر اتفاق ہوا؟

اعداد و شمار پر مبنی معاہدے کو اولین اور حال ہی میں ہونے والے ایک ایسے جامع بیان کا درجہ حاصل ہے جو روس اور امریکہ نے اپنے اپنے سٹرٹیجک جارحانہ ہتھیاروں کے بارے میں جاری کیا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

	امریکہ	روس
آئی۔ سی۔ بی میزائیلوں کے لانچر	۱۰۵۴	۱۳۹۸
آئی۔ سی۔ بی میزائیلوں کے فکسڈ لانچر	۱۰۵۴	۱۳۹۸
ایم۔ آئی آر۔ وہیکلز سے لیس آئی سی بی میزائیلوں کے لانچر	۵۵۰	۶۰۸
ایس۔ ایل۔ بی میزائیلوں کے لانچر	۶۵۶	۹۵۰
ایم آئی آر وہیکلز سے لیس۔ ایس ایل بی میزائیلوں کے لانچر	۴۹۶	۱۴۴
بھاری بمبار	۵۷۳	۱۵۶
چھ سو کیلومیٹر سے زیادہ کی صلاحیت والے کروز میزائیلوں سے لیس بھاری بمبار	۳	۰
اے ایس بی میزائیل (زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائیل)	۰	۰

سالٹ دوم پر بات چیت میں، امریکہ کا استدلال یہ تھا کہ روسی بمبار ٹی۔ یو۔ ۲۲ ایم (جو بیک فائر کے نام سے مشہور ہے) بھی انٹر کانٹی نینٹل سٹرٹیجک ہتھیار ہے۔ روس کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ ہوائی جہاز ایک میڈیم رینج بمبار ہے اور صدر برزنیف کی طرف سے صدر کارٹر کو دیئے جانے والے ایک بیان میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ان طیارے کو امریکہ میں نشانوں پر حملہ کرنے کی صلاحیت سے لیس نہیں کیا جائے گا۔ امریکہ نے یہ واضح کر دیا کہ وہ سالٹ دوم معاہدے میں اس بیان میں شامل وعدے کی بنیاد پر شامل ہو رہا ہے

۳۶۔ سالٹ دوم معاہدے کی حیثیت کیا ہے ؟

اگرچہ سالٹ دوم معاہدے کی ابھی تک توثیق نہیں ہوئی جس کی ایک وجہ بگڑتی ہوئی بین الاقوامی صورت حال بھی ہے تاہم روس اور امریکہ دونوں یکطرفہ طور پر اعلان کر چکے ہیں کہ وہ اس وقت تک اس معاہدے کی دفعات کی پابندی کرتے رہیں جب تک دوسرا فریق بھی ایسا کرتا رہے گا۔ جنرل اسمبلی اس مفہوم کی کئی قراردادیں منظور کر چکی ہے کہ سالٹ دوم معاہدے کو نافذ العمل کیا جائے۔

۳۷۔ سالٹ کے عمل کے نتیجے کی صورت میں کیا کچھ ہوا ہے؟

روس اور امریکہ نے جون ۱۹۸۲ء میں سٹرٹیجک ایٹمی ہتھیاروں کے نظام کے بارے میں بات چیت کا ایک نیا دور شروع کیا۔ جسے روس نے سٹرٹیجک ہتھیاروں پر پابندی اور کمی کی بات چیت کا نام اور امریکہ نے سٹرٹیجک ہتھیاروں میں کمی (سٹارٹ) کی بات چیت کا نام دیا۔ بات چیت کے پانچ اجلاس ہوئے بہر حال اُن میں کوئی نمایاں پیش رفت نہ ہو سکی اس کی وجہ فریقین کے درمیان مختلف قسم کے اختلافات تھے نومبر ۱۹۸۱ء میں روس اور امریکہ نے ایٹمی ہتھیاروں پر بات چیت شروع کی جسے روس نے یورپ میں ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی کی بات چیت کا نام اور امریکہ نے انٹرمیڈیٹ رینج نیوکلئر فورسز (آئی۔ این۔ ایف) کی بات چیت کا نام دیا ہے یورپی علاقے میں اس قسم کے مزید ہتھیاروں کو نصب کرنے کے سوال پر روس اور امریکہ میں اختلافات کی بنیاد پر یہ بات چیت دسمبر ۱۹۸۳ء میں روک دی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ سٹرٹیجک ایٹمی ہتھیاروں کے نظاموں پر آئندہ بات چیت کی تاریخ مقرر نہ کی جائے۔

سات اور آٹھ جنوری ۱۹۸۵ء کو روسی وزیر خارجہ اے۔ گرومیکو اور امریکی وزیر خارجہ، جی شلٹز نے دونوں ملکوں کے درمیان نئی باہمی بات چیت کی شکل اور مقاصد پر تبادلۂ خیال کے لئے جنیوا میں ملاقات کی نئی بات چیت ایٹمی اور بیرونی خلائی ہتھیاروں سے متعلق تمام سوالوں کے وسیع دائرے پر مرکوز ہوگی۔

۳۸۔ کیا غیر ایٹمی ملکوں کو سلامتی کی کوئی یقین دہانی کرائی گئی ہے ؟

ایٹمی ہتھیار نہ بنانے کے معاہدے کے دائرۂ کار کے اندر سلامتی کونسل نے انیس (۱۹) جون ۱۹۶۸ء کو روس، برطانیہ اور امریکہ کی پیش کردہ قرارداد، سلامتی کی ضمانتوں سے متعلق منظور کی اس قرارداد کے ذریعے سلامتی کونسل نے یہ تسلیم کیا کہ کسی غیر ایٹمی ملک کے خلاف، ایٹمی ہتھیاروں سے جارحیت یا دھمکی کی صورت میں کونسل کو فوری کارروائی کرنی ہو گی اور سب سے بڑھ کر اس کے مستقل رکن ملک یعنی ایٹمی طاقتوں کو حرکت میں آنا ہو گا۔ غیر ایٹمی ملکوں نے ان یقین دہانیوں کا خیر مقدم تو کیا وہ انہیں مکمل ضمانت تصور نہیں کرتے اور بار بار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ غیر ایٹمی ملکوں کو ایٹمی ہتھیاروں سے حملے یا حملے کی دھمکی کے خلاف تحفظ کے لئے مؤثر بین الاقوامی انتظامات کئے جائیں۔ اس وقت تخفیف اسلحہ کانفرنس اس مسئلے پر غور کر رہی ہے۔

۳۹۔ ایٹمی ہتھیاروں کی پیداوار کو روکنے کے لئے دوسری کیا کوششیں کی گئی ہیں ؟

۱۹۸۴ء میں جنرل اسمبلی نے ایٹمی ہتھیاروں کی پیداوار کو روک دینے کے مطالبے پر مشتمل تین قراردادیں منظور کیں۔ ایک قرارداد میں تمام ایٹمی طاقتوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کو منجمد کر دینے پر متفق ہو جائیں۔ قرارداد میں ایٹمی ہتھیاروں کے ذخیروں میں بات چیت کے ذریعے کمی کی لازمی ضرورت کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ دوسری قرارداد میں روس اور امریکہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وُہ دونوں بڑی ایٹمی طاقتوں کی حیثیت سے ایک ساتھ جاری ہونے والے ایک طرفہ یا مشترکہ بیان کے ذریعے ایٹمی ہتھیاروں کو فوری طور پر منجمد کرنے کا اعلان کریں۔ قرارداد میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ اس کارروائی کے ساتھ ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات اور ڈیلیوری وہیکلز پر مکمل پابندی، انکی پیداوار کے خاتمے انکی مزید تنصیب کی ممانعت اور ہتھیار بنانے کی خاطر قابل افزودگی مواد کی پیداوار مکمل طور پر بند کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔ تیسری قرارداد میں دونوں بڑی طاقتوں پر جن کے پاس سب سے بڑے ایٹمی اسلحہ خانے ہیں زور دیا گیا ہے کہ وہ باہمی بنیاد پر اپنے اپنے ایٹمی ہتھیاروں کو فوری طور پر منجمد کر کے دوسری ایٹمی طاقتوں کے لئے مثال قائم کریں۔ بہر حال بہت سے ملکوں کے نزدیک منجمد کرنے کا تصور درست نہیں۔ اس لئے کہ اس سے سٹرٹیجک توازن میں پیچیدگیاں باقی رہیں گی اور اس سے پڑتال کے سنگین مسائل پیدا ہو جائیں گے۔

۴۰۔ خاص نوعیت کے ہتھیاروں پر پابندی کے لیے کیا کوششیں کی گئی ہیں ؟

جنرل اسمبلی نے تخفیف اسلحہ کانفرنس سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ دوسرے مسائل کے علاوہ ایک معاہدے پر بھی سوچ بچار کرے جس کے تحت ریڈیائی اثرات والے یا ریڈیولاجیکل ہتھیاروں کی تیاری، تنصیب، ذخیرہ اندوزی اور استعمال کی ممانعت کر دی جائے۔ اگرچہ ایسی کوئی اطلاع نہیں کہ اس قسم کے ہتھیار بنائے گئے ہیں، بین الاقوامی برادری کا مفاد اسی میں ہے کہ ان کی ممانعت کر دی جائے اس لئے کہ یہ بنائے جانے سے پہلے ہی وسیع پیمانے پر تباہی کے ہتھیار ثابت ہو سکتے ہیں۔

۴۱۔ کیمیائی اور جراثیمی ہتھیاروں کے استعمال پر کب پابندی لگائی گئی تھی؟

۱۹۲۵ء کے جنیوا پراٹوکول میں زہریلی گیسوں اور جراثیمی حربوں کو جنگوں میں بطور جنگی ہتھیار استعمال کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس پراٹوکول کے ذریعے کیمیائی ہتھیاروں کی ممانعت کے سابقہ معاہدوں کی توثیق کی گئی ہے اور جراثیمی ہتھیاروں کو بھی پابندی کے دائرے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس میں ان ہتھیاروں کی تیاری، پیداوار یا ذخیرہ اندوزی کی ممانعت نہیں کی گئی۔ اب اس پراٹوکول کے شرکاء کی تعداد کم و بیش سو ہے۔ بہت سے فریق یہ حق رکھتے ہیں کہ ان کے خلاف ایسے ہتھیار استعمال ہونے کی صورت میں وہ بھی جوابی کارروائی کریں گے۔

۴۲۔ جراثیمی ہتھیاروں کی پیداوار کی ممانعت کے لئے کیا کچھ کیا گیا ہے ؟

۱۹۷۲ء میں جراثیمی اور زہریلے ہتھیاروں کی تیاری، پیداوار اور ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اور ان ہتھیاروں کی تباہی کے کنونشن پر دستخط کئے گئے یہ کنونشن تخفیف اسلحہ کی کمیٹی نے تیار کیا اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس کی توثیق کی۔ کنونشن کے ذریعے جو جراثیمی ہتھیاروں کے کنونشن کے نام سے مشہور ہے ۱۹۲۵ء کے جنیوا پراٹوکول میں جراثیمی ہتھیاروں کے استعمال پر لگائی گئی پابندی کے علاوہ ان ہتھیاروں کی تیاری، پیداوار اور ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کے ساتھ موجودہ ذخیرے کی تباہی بھی شامل ہے۔ اس طرح اس کنونشن سے ان ہتھیاروں کے مکمل خاتمے کی گنجائش نکلتی ہے۔ اس سلسلے میں کسی بھی پیدا ہونے والے مسئلے کو فریقین ایک دوسرے کے تعاون سے حل کر سکتے ہیں۔ ذمہ داریوں سے انحراف یا خلاف ورزی کی شکایت سلامتی کونسل کو کی جائے گی اور فریقین کونسل کی طرف سے کی جانے والی تحقیقات سے تعاون کریں گے۔ یہ کنونشن لامحدود مدت کے لیے ہے اور اس میں شرکاء کو جن کی تعداد ۱۹۸۴ء تک اٹھانوے تھی اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ کیمیائی ہتھیاروں پر بھی اسی قسم کی پابندی کے لئے بات چیت جاری رکھیں گے۔

۴۳۔ کیمیائی ہتھیاروں پر مکمل پابندی کے لئے کیا کوشش کی گئی ہے؟

جنیوا کی تخفیف اسلحہ کانفرنس کیمیائی ہتھیاروں کے بارے میں ایک ایسے کنونشن کے مسودے کی تیاری کے لئے بات چیت کرتی رہی ہے جس میں جراثیمی ہتھیاروں کی طرح کیمیائی ہتھیاروں کی تیاری، پیداوار اور ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اور ان کی تباہی کی گنجائش رکھی جا سکے۔ ان کوششوں میں رویوں کے اختلافات کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اختلافی مسائل میں پڑتال کا طریق کار بھی شامل ہے۔ اس بات چیت کی طوالت کے پیش نظر اقوام متحدہ کی طرف سے بار بار یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ کیمیائی ہتھیاروں سے متعلق کنونشن جلد سے جلد مکمل کیا جائے۔

۴۴۔ روایتی ہتھیاروں میں کمی کے لئے کیا کوششیں ہو رہی ہیں؟

۱۹۷۳ء سے معاہدۂ شمالی اوقیانوس اور معاہدہ وارسا کے ملکوں کے اجلاس وی آنا میں افواج اور ہتھیاروں میں باہمی کمی اور وسطی یورپ میں متعلقہ اقدامات (جو فوجوں میں باہمی اور متوازن کمی کی بات چیت کے نام سے بھی مشہور ہے) کے دائرہ کار کے اندر ہوتے رہے ہیں۔ اس بات چیت کا مقصد وسطی یورپ میں متعین فوجوں اور نصب کئے گئے ہتھیاروں میں کمی کرنا ہے۔ عام الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ متعین کی جانے والی فوجوں کی زیادہ سے زیادہ [illegible] وسیع البنیاد اتفاق موجود ہے تاہم اس وقت دستیاب تعداد کے بارے میں فریقین کے درمیان اختلافات برقرار ہیں۔ نتیجہ یہ کہ کوئی نمایاں پیش رفت ابھی تک نہیں ہو سکی۔

۴۵۔ فوجی اخراجات میں کمی کے لئے کیا کیا جا رہا ہے؟

کئی سال سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی فوجی اخراجات میں کمی کے مسئلے سے نبرد آزما ہے۔ بجٹ اخراجات کا اسی فیصد روایتی ہتھیاروں اور مسلح افواج کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے اخراجات معلوم کرنے میں تمام ملکوں کے بارے میں متعلقہ اطلاعات اور ان کے تقابل کے بارے میں رویوں کے نمایاں اختلافات بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

۴۶۔ روایتی ہتھیاروں کے استعمال میں باقاعدگی لانے کے لئے حال ہی میں کون سے معاہدے کی کوشش کی گئی ہے؟

۱۹۸۰ء میں اقوام متحدہ کی ایک کانفرنس میں ایسے ہتھیاروں میں کمی یا ان کے استعمال کی ممانعت کے ایک کنونشن پر اتفاق ہو گیا جو انتہائی نقصان دہ یا بری طرح متاثر کرنے والے ہتھیار گنے جاتے ہوں (یہ غیر انسانی ہتھیاروں کا کنونشن کہلایا) کنونشن اور اس کے تین پراٹوکول ایسے اصولوں کا تعین کرتے ہیں جو فوجی حملے کے تحفظ اور خاص طور پر شہریوں اور شہری املاک کے تحفظ کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے ذریعے بطور خاص ظالمانہ اور غیر انسانی روایتی ہتھیاروں کے استعمال کی ممانعت کی گئی ہے۔ مثلاً وہ ہتھیار جن کے ٹکڑے انسانی جسم میں اس طرح رہ جاتے ہیں کہ ایکسرے سے بھی نظر نہیں آتے۔ آگ لگانے والے بم بارودی سرنگیں اور کھلونا نما بم۔

۴۷۔ بیرونی خلا میں فوجی سرگرمیوں سے کیا خطرات پیدا ہو سکتے ہیں؟

بیرونی خلا کے ۱۹۶۷ء کے معاہدے میں بیرونی خلا میں ایٹمی ہتھیار چھوڑنے یا نصب کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ بہر حال اس معاہدے کے تحت اس قسم کے ہتھیاروں کی بیرونی خلاء میں آمد و رفت پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی اور نہ اس کے ذریعے مصنوعی سیارہ شکن ہتھیاروں کی تیاری کے سوال پر پوری توجہ دی گئی ہے (یہ ہتھیار رایسات کے نام سے مشہور ہیں) تخفیف اسلحہ کے پہلے خصوصی اجلاس کی ۱۹۷۸ء کی قطعی دستاویز میں جنرل اسمبلی نے معاہدۂ بیرونی خلاء کی روح کے مطابق بیرونی خلا میں ہتھیاروں کی دوڑ کی روک تھام کے لئے مزید اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد سے جنرل اسمبلی میں ایسی تحریکیں ہوئی ہیں کہ کسی بھی قسم کے ہتھیاروں کے خلاء میں ٹھہرنے یا گھومنے کی ممانعت کر دی جائے اور کئی قرار دادوں میں تخفیف اسلحہ کانفرنس سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ فضا میں اسلحہ کی دوڑ کو روکنے کی غرض سے مؤثر اور قابل پڑتال معاہدوں کے لئے بات چیت کی جائے۔ جنرل اسمبلی نے ۱۹۸۲ء میں تخفیف اسلحہ کانفرنس سے اپنی کوششیں تیز کرنے اور بیرونی خلاء میں تمام پہلوؤں سے دوڑ کو روکنے کی بات چیت کے لئے ایک ورکنگ گروپ قائم کرنے کو کہا۔ تاہم کانفرنس ۱۹۸۳ء کے اجلاس میں ذیلی ادارے کے لئے کسی مناسب ہدایت پر کوئی اتفاق رائے نہ ہو سکا۔

۴۸۔ بیلسٹک میزائیل ڈیفنس کے بارے میں کیا کچھ ہوا ہے؟

سائنسدانوں اور پالیسی سازوں نے حال ہی میں یہ خیال پیش کیا ہے کہ ابھرتی ہوئی خلائی ٹیکنالوجیوں کو جن میں لیزرز اور پارٹیکل بیم ڈیوائیسز بھی شامل ہیں ترقی دے کر ایک مؤثر بیلسٹک میزائیل ڈیفنس (بی ایم ڈی) سسٹم تیار کیا جا سکتا ہے۔ یہ سسٹم اس قابل ہو سکتا ہے کہ میزائیلوں کو چھوڑے جانے کے فوراً بعد ان کے اوپر جانے کے مرحلے میں، پرواز کے عین وسط میں، ہتھیاروں سمیت اور اپنے نشانہ پر پہنچنے کے لئے فضا میں دوبارہ داخلے کے وقت تباہ کر سکے۔ بی۔ ایم۔ ڈی کا تصور پیش کرنے والوں کا استدلال یہ ہے کہ اس قسم کے نظام کے قائم ہو جانے سے سابق فوجی تصورات میں نمایاں تبدیلی آ سکتی ہے۔ خاص طور پر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وسیع پیمانے پر جوابی کارروائی (یقینی باہمی تباہی یا ایم۔ اے۔ ڈی) کو ترک کر دیا جائے اور اس کی جگہ واضح ایٹمی حملے کے خلاف کارگر دفاعی ہتھیاروں پر اعتماد کیا جائے۔ بی۔ ایم۔ ڈی کے مخالفین دفاعی نظام کے عدم استحکام کے اثرات کی باتیں کرتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ابھی بہت سے ٹیکنالوجیکل مسائل ہیں اور آرمز کنٹرول کے موجودہ معاہدوں مثلاً ۱۹۷۲ء کے معاہدۂ اے۔بی۔ایم ۱۹۶۷ء کے معاہدۂ بیرونی خلاء اور ۱۹۶۳ء کے تجربات پر جزوی پابندی کے معاہدے کی موجودگی میں اس قسم کے نظام کی آزمائش یا تنصیب کی راہ میں کئی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ وہ سمجھتے ہیں کہ خلائی ہتھیاروں کے لئے مصنوعی سیارہ شکن ہتھیاروں کی تیاری سے نیا چیلنج پیدا ہو جائے گا۔

۴۹۔ مخالف ماحولی تبدیلیوں پر پابندی کے لئے کیا گیا ہے؟

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے ماحول اور خاص طور پر فوجی مقاصد کے لئے موسم اور آب و ہوا میں تبدیلیوں کو ممکن بنا دیا ہے۔ جینوا میں تخفیف اسلحہ کمیٹی کی کانفرنس میں فوجی یا کوئی بھی دوسری مخالف ماحولی تبدیلی کی تکنیک کے استعمال پر پابندی کا کنونشن تیار کیا گیا۔ جسے ۱۹۷۷ء میں دستخطوں کے لئے کھول دیا گیا۔ ای این ایم او ڈی کنونشن کے نام سے شرکاء سے کہا گیا ہے کہ وہ فوجی یا دوسری مخالف ماحولی تبدیلیوں کی ایسی تکنیک کو استعمال نہ کریں۔ جس کے وسیع اور دیر پا یا شدید اثرات ہوں اور وہ کسی دوسرے شریک ملک کی تباہی یا نقصان کا باعث بن جائیں۔ مثلاً کنونشن نے ایسی تکنیک کے استعمال کی ممانعت کی ہے جو موسمی انداز میں شدید تبدیلی پیدا کر دے یا زلزلوں، طوفانی لہروں یا سمندری لہروں کا رخ موڑنے کا باعث بن جائے۔ اس میں ایسے اقدام کی بھی ممانعت کی گئی ہے جن سے زمین کو تحفظ دینے والی بالائی سطح کمزور ہو جائے۔ بالائی ماحول کو تہہ و بالا کر دے یا کسی علاقے میں پودوں کی نشو و نما کو درہم برہم کر دے۔ ای۔ این۔ ایم او ڈی کنونشن کے شرکاء کی ایک جائزہ کانفرنس ۱۹۸۴ء میں ہوئی۔ کانفرنس کی آخری دستاویز میں جو اتفاق رائے سے منظور کی گئی یہ بیان کیا گیا ہے کہ معاہدے کی تمام دفعات کا اب تک پوری طرح احترام کیا گیا ہے اور ایک بار پھر بنی نوع انسان کے لئے کنونشن کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے جس کے ذریعے ماحولی تبدیلیوں کی تکنیک کو بطور جنگی حربہ استعمال کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

۵۳۔ تخفیف اسلحہ کا جامع پروگرام کیا ہے؟

تخفیف اسلحہ کے بارے میں ۱۹۷۸ء کے خصوصی اجلاس کی قطعی دستاویز میں تخفیف اسلحہ کانفرنس سے کہا گیا کہ تخفیف اسلحہ کانفرنس کا ایک ایسا جامع پروگرام بنائے جس سے مؤثر بین الاقوامی کنٹرول میں عام اور مکمل تخفیف اسلحہ کا مقصد ایک حقیقت بن جائے۔ کانفرنس میں مختلف تجاویز کا جائزہ لیا گیا اگرچہ تمام فریق کسی ایک قابل قبول متن پر متفق نہ ہو سکے تاہم ایک قابل غور متن تخفیف اسلحہ سے متعلق ۱۹۸۲ء کے خصوصی اجلاس میں پیش کیا گیا۔ اجلاس میں مختلف رویوں میں ہم آہنگی نہ پیدا کی جا سکی۔ اور پروگرام کا مسودہ

مزید غور کے لئے تخفیف اسلحہ کانفرنس کو بھیج دیا گیا۔ ۱۹۸۳ء میں کانفرنس جنرل اسمبلی کو ایک [illegible] مختصر پروگرام ارسال کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسمبلی نے کانفرنس سے کہا کہ وہ ایک جامع پروگرام کی تیاری کا کام جاری رکھے اور ۱۹۸۶ء تک مکمل مسودہ پیش کر دے۔ کانفرنس اپنے ۱۹۸۴ء کے اجلاس میں اس مسئلے پر کوئی پیش رفت حاصل کر سکی۔

۵۴۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی تخفیف اسلحہ کے لئے کیا کرتی ہے۔

تخفیف اسلحہ کے میدان میں جنرل اسمبلی اقوام متحدہ کا بڑا عامل ادارہ ہے اور اسے یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ بین الاقوامی سلامتی اور تخفیف اسلحہ کے تمام مسائل پر غور کرے اور سفارشات پیش کرے حالیہ برسوں میں جنرل اسمبلی نے تخفیف اسلحہ پر ساٹھ سے زیادہ قرار دادیں فی سال کے حساب سے منظور کی ہیں۔ جنرل اسمبلی کی اول کمیٹی، تمام رکن ملکوں کے نمائندوں پر مشتمل ہے اور تخفیف اسلحہ پر ۱۹۷۸ء کے خصوصی اجلاس کے بعد سے یہ کمیٹی تخفیف اسلحہ اور بین الاقوامی سلامتی سے متعلقہ دوسرے مسائل پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ اس کے فیصلے موجود ارکان کے ووٹوں کی اکثریت سے کئے جاتے ہیں اور یہ فیصلے قرار دادوں کے مسودوں کی صورت میں غور اور منظوری کے لئے، اسمبلی کے پورے اجلاس میں پیش کر دیئے جاتے ہیں اول کمیٹی کے فرائض میں ان فیصلوں اور سفارشات پر عمل درآمد کرانا بھی شامل ہے جو تخفیف اسلحہ کے لئے مخصوص جنرل اسمبلی کے دو خصوصی اجلاسوں میں کئے گئے۔ اس کے علاوہ ایٹمی جنگ کی روک تھام ایٹمی تجربات پر جامع پابندی۔ ایٹمی ہتھیاروں کا انجماد، ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقوں کا قیام، فوجی اخراجات میں کمی، کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں، بیرونی خلاء میں اسلحہ کی دوڑ کی روک تھام اور ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال یا استعمال کی دھمکی کے خلاف غیر ایٹمی ملکوں کی سلامتی کے استحکام کے لئے بین الاقوامی کنونشن کی تیاری جیسے مسائل بھی کمیٹی کے سپرد ہیں۔

۵۵۔ کیا تخفیف اسلحہ کا کام کرنے والے کوئی اور عامل ادارے بھی ہیں؟

جس وقت جنرل اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو اس وقت، اقوام متحدہ کا تخفیف اسلحہ کمیشن، تخفیف اسلحہ کے مسائل پر بحث و تمحیص کا موقع مہیا کرتا ہے۔ عام طور پر اس کے اجلاس نیویارک میں مئی یا جون میں اندازاً چار ماہ تک ہوتے ہیں تخفیف اسلحہ کمیشن، جنرل اسمبلی کے قواعد کار کے تحت کام کرتا ہے اور وہ اس مفہوم کی یقین دہانی کے لئے پوری کوششیں کرنے پر متفق ہو چکا ہے کہ ہر ممکن حد تک، اہم مسائل پر فیصلے زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے سے کئے جائیں گے۔ یہ کمیشن ۱۹۷۸ء میں دوسری مرتبہ قائم کیا گیا تھا اس کے ایجنڈے میں تخفیف اسلحہ کے ایک جامع پروگرام کے عناصر، ایٹمی تخفیف اسلحہ، تخفیف اسلحہ اور ترقی کے درمیان تعلق، روایتی ہتھیاروں کے بارے میں ایک جامع مطالعہ کے راہنما خطوط، اعتماد سازی کے اقدامات کے راہنما خطوط فوجی اخراجات کی کمی کا مجموعی مسئلہ اور جنوبی افریقہ کی ایٹمی صلاحیت کے مسائل شامل ہیں۔

۵۶۔ تخفیف اسلحہ سے متعلق اقوام متحدہ کے اور کونسے ادارے ہیں؟

اس وقت جنرل اسمبلی کی جو مختلف کمیٹیاں اور ورکنگ گروپ اس مسئلے پر کام کر رہے ہیں ان میں تخفیف اسلحہ کانفرنس کی ایڈہاک کمیٹی، بحر ہند سے متعلق ایڈہاک کمیٹی اور فوجی تحقیق و ترقی اور ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقوں سے متعلق حکومتوں کے ماہرین پر مشتمل کئی گروپ بھی شامل ہیں۔ ساتھ ہی اقوام متحدہ کے نظام کے اندر مطالعات تخفیف اسلحہ کا مشاورتی بورڈ ہے۔ تخفیف اسلحہ پر تحقیق کا یو۔ این۔ انسٹی ٹیوٹ ہے اور مختلف قسم کی کئی دوسری ایجنسیاں ہیں جو اپنے اہم کام کا حصہ سمجھ کر اور اسے اپنے دائرہ کار کے اندر جانتے ہوئے تخفیف اسلحہ سے متعلق موضوعات پر کام کرتی ہیں اقوام متحدہ کے سیکرٹریٹ کا اپنا محکمہ امور تخفیف اسلحہ بھی ہے جو نیویارک کے صدر دفتر میں قائم ہے محکمہ کی ایک شاخ جینوا میں قائم ہے۔

۵۷۔ ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کی بات چیت کہاں اور کس طرح ہوتی ہے؟

کثیر الاقوام بات چیت جینوا کی تخفیف اسلحہ کانفرنس میں ہوتی ہے اس کے علاوہ اس قسم کی بات چیت علاقائی سطح پر بھی ہوتی ہے۔ مثلاً لاطینی امریکہ میں ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقے کے قیام کی بات چیت وی آنا میں نیٹو اور معاہدۂ وارسا کے ملکوں کے درمیان یورپ میں ہتھیاروں میں کمی کی بات چیت اور یورپ میں اعتماد و سلامتی ساز اقدامات کیلئے سٹاک ہوم کانفرنس دو بڑی ایٹمی طاقتوں کے درمیان باہمی بات چیت، خصوصی کانفرنسوں کی صورت میں ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً سالٹ اوّل اور سالٹ دوم اور ابھی حال ہی میں روس اور امریکہ کے درمیان جینوا میں سٹریٹیجک ہتھیاروں میں کمی پر بات چیت بھی ہوئی ہے۔

۵۸۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس کیا ہے؟

تخفیف اسلحہ کانفرنس تخفیف اسلحہ پر کثیر الاقوام تبادلۂ خیال کے لئے بین الاقوامی برادری کی واحد مجلس ہے جو اپنی پیش رو مجالس کی بات چیت کی صورت میں کوششوں کو آگے بڑھا رہی ہے۔ پیش رو مجالس میں تخفیف اسلحہ کمیٹی کی کانفرنس (۱۹۶۹ - ۱۹۷۸) اٹھارہ ملکوں کی تخفیف اسلحہ کمیٹی کی کانفرنس (۱۹۶۲ - ۱۹۶۹) اور دس ملکوں کی تخفیف اسلحہ کمیٹی کی کانفرنس (۱۹۵۹ - ۶۲) شامل ہیں۔ تخفیف اسلحہ کے دوسرے خصوصی اجلاس میں موجودہ شکل میں تخفیف اسلحہ کانفرنس وجود میں لائی گئی اس کے چالیس ارکان میں پانچوں ایٹمی طاقتیں اور پینتیس ۳۵ دوسرے ملک شامل ہیں۔ جن میں ۲۱ غیر جانبدار ملک، ۷ سوشلسٹ اور ۷ مغربی ملک بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس جو ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۳ء تک تخفیف اسلحہ کمیٹی کے نام سے مشہور رہی۔ جینوا میں ہر سال تقریباً چھ ماہ تک اجلاس کرتی ہے یہ اپنا ایجنڈا خود تیار کرتی ہے اور اس سلسلے میں جنرل اسمبلی کی سفارشات کو پیش نظر رکھتی ہے اور پھر سالانہ اور اگر مناسب سمجھے تو وقتاً فوقتاً رپورٹ پیش کرتی ہے۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس نے اپنے حالیہ اجلاس میں حسب ذیل موضوعات پر غور کیا۔

ایٹمی تجربات پر پابندی، ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کا خاتمہ اور ایٹمی تخفیف اسلحہ، ایٹمی جنگ کی روک تھام اور تمام متعلقہ امور، کیمیائی ہتھیار، بیرونی خلاء میں ہتھیاروں کی دوڑ کی روک تھام، غیر ایٹمی ملکوں کے لئے یقین دہانیاں، وسیع تباہی کے نئی اقسام کے ہتھیار، ریڈیو لاجیکل ہتھیار، اور تخفیف اسلحہ کا ایک جامع پروگرام۔

۵۹۔ تخفیف اسلحہ پر پہلے خصوصی اجلاس کی قطعی دستاویز کیا ہے؟

۲۳ مئی سے یکم جولائی ۱۹۷۸ء تک جنرل اسمبلی کا دسواں خصوصی اجلاس ہوا۔ تخفیف اسلحہ کے لئے مخصوص ہونے والا یہ پہلا خصوصی اجلاس تھا۔ ملکوں کی بین الاقوامی برادری نے پہلی مرتبہ تخفیف اسلحہ کی حکمت عملی پر عام اتفاق رائے حاصل کر لیا۔ جو اجلاس کی قطعی دستاویز میں شامل ہے۔ قطعی دستاویز کے اعلان میں جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان کے ذریعے بات چیت کے لئے اصول متعین کئے گئے ہیں اور تخفیف اسلحہ کو اقوام متحدہ کے منشور کی روح اور [illegible] وضاحت قرار دیا گیا ہے۔ قطعی دستاویز کے پروگرام آف ایکشن میں تخفیف اسلحہ کے لئے یہ ترجیحات مقرر کی گئی ہیں، ایٹمی ہتھیار، وسیع پیمانے پر تباہی کے دوسرے ہتھیار، جن میں کیمیائی ہتھیار بھی شامل ہیں۔ روایتی ہتھیار جن میں ہر وہ ہتھیار شامل ہیں، جو انتہائی نقصان دہ اور اندھا دھند اثرات کے حامل ہوں اور مسلح افواج میں کمی، اعلان میں کہا گیا ہے کہ ایٹمی ہتھیار بنی نوع انسان اور تہذیب و تمدن کے وجود کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں اور یہ ضروری ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال والی جنگ کے خطرے کو روکنے کے لئے ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کی تمام پہلوؤں سے روک تھام اور پسپائی کا انتظام کیا جائے۔ اس میں ایٹمی تخفیف اسلحہ کے لئے ضروری اقدامات

کی فہرست دی گئی ہے اور تخفیف اسلحہ کے حق میں عالمی رائے عامہ کو منظم کرنے کے کے لئے مخصوص اقدامات کا خاکہ بیان کیا گیا ہے ان اقدامات میں غیر سرکاری تنظیموں کا بڑھتا ہُوا کردار بھی شامل ہے۔ قطعی دستاویز میں کہا گیا ہے کہ بنی نوع انسان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے اور یہ کہ ہم اسلحہ کی دوڑ کو لازمی طور پر ختم کردیں۔ اور تخفیف اسلحہ کی طرف پیش قدمی کریں یا پھر تباہی کا سامنا کریں۔ اس میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ تخفیف اسلحہ کے اقدامات ایک ایسے مساویانہ اور متوازن انداز میں ہونے چاہئیں کہ ہر ملک کی سلامتی کے حق کی ضمانت دی جا سکے۔ تخفیف اسلحہ کے ہر مرحلے پر مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ ہتھیاروں اور فوجی قوتوں کی سب سے نچلی ممکن حد تک غیر متزلزل سلامتی یقینی ہو۔

۶۰۔ قطعی دستاویز پر عمل آمد کے لیے کیا کیا گیا ہے؟

تخفیف اسلحہ کے نظام کو مزید مستحکم کیا گیا ہے۔ خاص طور پر متعلقہ عامل اور بات چیت کے اداروں کی سفارشات پر اس طرح عمل درآمد کیا گیا ہے کہ اب تخفیف اسلحہ کانفرنس میں پانچوں ایٹمی طاقتیں شامل ہیں اور تخفیف اسلحہ کمیشن کو جس کا کوئی اجلاس ۱۹۶۵ء سے نہیں ہوا تھا اب دوبارہ فعال بنا دیا گیا ہے۔ کانفرنس اب قطعی دستاویز کی روشنی میں تخفیف اسلحہ کا ایک جامع پروگرام مرتب کرنے میں مصروف ہے۔ اور ساتھ ہی تخفیف اسلحہ کے جزوی اقدامات پر بھی غور کر رہی ہے۔ تخفیف اسلحہ کی مہارت کو فراغ دینے کے لئے تخفیف اسلحہ پر وظائف کا ایک پروگرام شروع کیا گیا اور عالمی رائے عامہ کو منظم کرنے کے لئے مجوزہ سرگرمیوں کا آغاز کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ مطالعات تخفیف اسلحہ کا مشاورتی بورڈ قائم کیا گیا۔ اور کئی ماہرانہ مطالعات کا انتظام کیا گیا ہے۔ جن میں وہ مطالعات بھی شامل ہیں۔ جن کی سفارش تخفیف اسلحہ اور ترقی و تخفیف اسلحہ اور سلامتی اور اسلحہ کی دوڑ کے اقتصادی اور معاشرتی نتائج کے بارے میں قطعی دستاویز میں کی گئی تھی۔ قطعی دستاویزات کے مطالبے کی روشنی میں بعض ایسے روایتی ہتھیاروں کے استعمال کی ممانعت کے لئے جو انتہائی نقصان دہ یا اندھا دھند اثرات کے حامل تصور کئے جاتے ہوں۔ ۱۹۸۰ء میں ایک کنونشن منظور کیا گیا

۶۱۔ ۱۹۸۲ء کے تخفیف اسلحہ کے خصوصی اجلاس میں کیا حاصل ہُوا؟

مشکل بین الاقوامی صورتِ حال اور رکن ملکوں کے درمیان اختلافات کی وجہ سے خصوصی اجلاس صرف اختتامی دستاویز پر متفق ہو سکا۔ جس کی نوعیت طریق کار کی ہے تاہم دستاویز میں اتفاق رائے سے اور غیر مبہم الفاظ میں ۱۹۷۸ء کے خصوصی اجلاس کی قطعی دستاویز کی توسیع کی گئی۔ اور اقوام متحدہ کے تمام رکن ملکوں کی اس کے ساتھ وابستگی کا عہد کیا گیا اس میں مقاصد اور ارادوں کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ کام کرنے کے طریقوں کا خاکہ بھی بیان کیا گیا۔ اسمبلی نے تخفیف اسلحہ پر وظائف کے پروگرام کی تعریف کی اور وظائف کی سالانہ تعداد بیس سے بڑھا کر پچیس کر دی۔ ملکوں اور حکومتوں کے اٹھارہ سربراہوں اور چوالیس وزراء نے اجلاس سے خطاب کیا اس کے علاوہ سینتالیس ملکوں اور چار سو پچاس غیر سرکاری تنظیموں کے تین ہزار سے زیادہ نمائندوں نے اجلاس میں شرکت کی۔ اور ترپن غیر سرکاری تنظیموں اور بائیس تحقیقی اداروں کے نمائندوں نے تقریریں کیں۔

۶۲۔ تخفیف اسلحہ کی عالم گیر مہم کیا ہے؟

تخفیف اسلحہ کی عالم گیر مہم ۱۹۸۲ء میں تخفیف اسلحہ کے لئے مخصوص جنرل اسمبلی کے دوسرے اجلاس میں شروع کی گئی۔ مہم کا مقصد ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے میدان میں اقوام متحدہ کے مقاصد سے آگہی، علم اور عوامی ادراک و حمایت پیدا کرنا ہے۔ مہم کی عالمگیر حیثیت کو یقینی بنانے کے لئے تمام ملکوں کا تعاون اور شرکت بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر ملکوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے مسائل پر معلومات بہتر طور پر مہیا کرنے اور غلط اور بدنیتی پر مبنی اطلاعات کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے اقوام متحدہ سے تعاون کریں۔ مہم پر عمل درآمد کے دائرہ کار کے اندر اقوام متحدہ نے بہت سے ملکوں میں سیمیناروں اور کانفرنسوں کا اہتمام کیا جن میں میکسیکو، کینیا، تھائی لینڈ، رومانیہ، بھارت، وینزویلا اور روس بھی شامل ہیں۔ کئی اور پروگرام اور سرگرمیاں بھی شروع کی گئی ہیں جن میں معلوماتی مواد کی عالمگیر تنظیم بھی شامل ہے یہ معلوماتی مواد تخفیف اسلحہ پر اقوام متحدہ کا سالنامہ، قرطاس حقائق، رسالہ تخفیف اسلحہ اور تخفیف اسلحہ کی عالمگیر مہم کے نیوز لیٹر پر مشتمل ہے۔ اسکے علاوہ کئی دوسری ہنگامی مطبوعات بھی جاری کی جاتی ہیں

(۳۲) علاقائی سیمیناروں / کانفرنسوں میں افراد اور تنظیموں کی شرکت کا کیا معیار ہے؟

شرکاء کی فہرستیں بنیادی طور پر متعلقہ خطے میں واقع اقوام متحدہ کے مختلف مراکز اطلاعات کی مدد سے حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ، اقوام متحدہ کی ایسوسی ایشنوں کے مقامی دفاتر سے بھی امکانی امیدواروں کی فہرستیں ارسال کرنے کے لئے رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں امکانی تجاویز کے لئے غیر سرکاری تنظیموں اور نیو یارک اور جینوا میں غیر سرکاری تنظیموں کی تخفیف اسلحہ کمیٹیوں سے بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔

(۲۱) کیا طلباء اور نوجوانوں کی خاطر بھی کوئی خصوصی پروگرام تیار کئے جاتے ہیں؟

ہائی سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے گروپوں کے لئے معلوماتی جلسوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ عام طور پر درخواستیں، اقوام متحدہ کے وزیٹرز سیکشن کی معرفت موصول ہوتی ہیں اور محکمے کا کوئی افسر طلباء سے ملتا ہے انہیں تخفیف اسلحہ کے شعبے میں اقوام متحدہ کے کام سے آگاہ کرتا ہے اور ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہے محکمہ تخفیف اسلحہ کی طرف سے اس کی جینوا شاخ میں بھی ایسی معلوماتی مجالس کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(۳۲) کیا طلباء کے لئے کوئی خصوصی تربیتی پروگرام بھی ہیں؟

محکمہ تخفیف اسلحہ اقوام متحدہ کے ایڈہاک انٹرنشپ پروگرام کے تعاون سے سال بھر کے لئے اور ڈیپارٹمنٹ آف پبلک انفرمیشن گریجویٹ سٹوڈنٹ انٹرنشپ پروگرام کے تعاون سے موسم گرما کے لئے گریجوایٹ طلباء کی خاطر انٹرنشپ پروگراموں کا انتظام کرتا ہے۔

ان پروگراموں کا مقصد یہ ہے کہ گریجویٹ طلباء کو اقوام متحدہ کے اصولوں، مقاصد اور سرگرمیوں اور خاص طور پر ہتھیاروں پر پابندی اور تخفیف اسلحہ کے شعبے میں سرگرمیوں کے بارے میں اپنی فہم اور ادراک نیز چشم دید جائزے اور مطالعہ کے ذریعے اضافہ کرنے کا موقع مہیا کیا جائے۔

(۲۳) ان پروگراموں میں کیا کچھ شامل ہوتا ہے؟

ان میں اقوام متحدہ کے اعلیٰ افسروں کی طرف سے معلوماتی اجلاس تخفیف اسلحہ کے مختلف مسائل پر اجتماعی مباحثے اور اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کے اجلاسوں میں جب وہ ہو رہے ہوں شرکت بھی شامل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، پروگراموں میں شریک افراد کو، محکمہ امور تخفیف اسلحہ کے ساتھ کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور متعلقہ انفرادی تحقیق کے بہت سے منصوبے ان کی یونیورسٹیوں میں شروع ہوتے ہیں۔

(۲۴) انٹرنشپ پروگراموں کے لئے گریجویٹ طلباء کا انتخاب کس طرح کیا جاتا ہے۔ ؟

ایڈہاک انٹرنشپ پروگراموں کے امیدواروں کو چاہیئے کہ وہ پرسنیل سروسز کے دفتر اقوام متحدہ، نیو یارک، این۔ وائی۔ ۱۰۰۱۷ کے ریکروٹمنٹ پروگرام سیکشن سے رابطہ قائم کریں اور پروگرام میں شرکت کے لئے اپنی خواہش کا اظہار کریں۔ سمر انٹرنشپ سے دلچسپی رکھنے والے طلباء کو چاہیئے کہ وہ گریجویٹ سٹوڈنٹ انٹرن پروگرام کے کوآرڈینیٹر سے کمرہ نمبر ۱۰۳۷ الف۔ محکمہ پبلک انفرمیشن اقوام متحدہ نیو یارک۔ این۔ وائی ۱۰۰۱۷ کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ اس کے بعد تخفیف اسلحہ کے شعبے میں انٹرنشپ کے امیدواروں کو محکمہ تخفیف اسلحہ کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

خبرنامۂ اقوامِ متحدہ

لبنان کے عوام کی امداد کے لئے سیکرٹری جنرل کی اپیل

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر جیویئر پریز ڈی کوئیار نے لبنان کے عوام کی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر فوری امداد کی اپیل کی ہے سیکرٹری جنرل نے ۱۲ اپریل کو جنیوا میں ایک بیان جاری کیا جس میں کہا گیا ہے کہ لبنان اب خانہ جنگی کے پندرہویں سال میں داخل ہو رہا ہے اس خانہ جنگی نے وسیع پیمانے پر تباہی کے ساتھ ساتھ انسانی و مادی وسائل دونوں کی صورت میں بے شمار نقصانات پہنچائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ چند ہفتوں میں بیروت کے شہر اور اس کے گرد و نواح کے علاوہ دوسری بستیوں کو بھاری بمباری کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں افراد کسمپرسی کی حالت میں پانی، بجلی، ایندھن، خوراک اور دواؤں سے محروم ہیں۔

سیکرٹری جنرل نے کہا کہ حال ہی میں، اقوامِ متحدہ کے کئی اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ایک جائزہ مشن لبنان بھیجا گیا تھا جس نے مجھے فوری ضرورتوں سے آگاہ کیا ہے اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امداد کی ضرورت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی برادری سے امداد کی اپیل کرتے ہوئے بتایا کہ یہ امداد ان لوگوں کی مصیبتیں کم کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی جو موجودہ بحران سے بُری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اقوامِ متحدہ کو جو بھی امداد مہیا کی جائے گی وہ نظام اقوام متحدہ میں شامل اُن اداروں کے ذریعے تقسیم کی جائے گی جو لبنان میں کام کر رہے ہیں اور یہ جان سکتے ہیں کہ امداد کی تقسیم منصفانہ ہو رہی ہے اور سب سے زیادہ ضرورت مندوں کو مل رہی ہے۔

مسٹر پیریز ڈی کوئیار نے کہا کہ جائزہ مشن کے اندازے کے مطابق ان ایک لاکھ پچاس ہزار خاندانوں یا آٹھ لاکھ افراد کی امداد کے لئے جو عام امداد اور فوری بحالی کے شدید حق دار ہیں۔ آٹھ کروڑ ستر لاکھ ڈالر درکار ہیں اس کے علاوہ بیروت میں بجلی کی سپلائی جاری رکھنے کے لئے فوری طور پر پچاس لاکھ ڈالر چاہئیں۔ بجلی ہی پر پانی کی سپلائی اور ہسپتالوں کی کارکردگی کا انحصار ہے۔

افغانستان میں صحت کا پروگرام

عالمی ادارۂ صحت نے افغانستان میں صحت کی بنیادی دیکھ بھال کا ایک نظام قائم کرنے کے مقصد سے صحت کے پانچ تجرباتی پروگرام شروع کئے ہیں۔ ابتدا میں یہ نظام ان علاقوں کا احاطہ کرے گا جہاں بے گھر لوگوں کو واپس پہنچنا ہے

یہ پروگرام اُن غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے شروع کئے گئے ہیں جو پاکستان کی سرحدوں سے ملنے والے علاقوں میں عالمی ادارۂ صحت کی مدد سے صحت کی دیکھ بھال کے عملی پروگرام چلا رہی ہیں۔ یہ پروگرام بالآخر افغانستان کی ہیلتھ سروسز کی بحالی کے بعد اُن میں مدغم ہو جائیں گے۔

فش مارکیٹنگ

عالمی ادارۂ خوراک و زراعت، اقوامِ متحدہ کے ترقیاتی پروگرام اور حکومت پاکستان نے کراچی میں مچھلیوں کی فروخت اور استعمال کی ترقی کے ایک منصوبے پر دستخط کئے ہیں اقوامِ متحدہ کا ترقیاتی پروگرام اس منصوبے کے لئے پانچ لاکھ اکہتر ہزار ڈالر دے گا اور وزارت خوراک و زراعت اور امداد باہمی کے محکمے عالمی ادارۂ خوراک و زراعت کی مدد سے اس پر عملدرآمد کریں گے۔

اس منصوبے کا بڑا مقصد، سمندری مچھلی کے استعمال کو مقبول بنانا اور اس میں اضافہ کرنا ہے اس مقصد کے لئے ماہی گیری کے طریقوں کو اور فروخت کے نظام کو بہتر بنایا جائے گا۔ اس طرح مچھلی کا فی کس استعمال بھی بڑھ جائے گا۔ اور قومی غذا میں پروٹین کا اضافہ ہو جائے گا۔

ان سرگرمیوں میں پانچ غیر سرکاری تنظیمیں حصہ لے رہی ہیں اور ان کے پروگراموں کی خاطر ۱۹۸۹ء کے لئے اب تک مجموعی طور پر گیارہ لاکھ چونسٹھ ہزار ڈالر کی رقمیں مخصوص کی گئی ہیں۔

یہ امداد اس ہنگامی طبی امداد کے علاوہ ہے جو دو لاکھ ڈالر کی مالیت کے تیئیس ٹن طبی سامان کی صورت میں مہیا کی گئی ہے۔ یہ امداد افغانستان کی آبادی کے اُس حصے کے لئے ہے جو بیماریوں سے جلد متاثر ہو سکتا ہے۔

ماہرانہ مطالعات

اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے گزشتہ سال پانچ ایسی قراردادیں منظور کیں جن کے تحت سیکرٹری جنرل آئندہ دو سال میں تخفیفِ اسلحہ کے شعبے میں پانچ ماہرانہ مطالعات کرائیں گے۔ ان مطالعات کا تعلق تحدیدِ اسلحہ اور تخفیفِ اسلحہ، ایٹمی اسلحہ، مشرقِ وسطیٰ میں ایٹمی ہتھیاروں سے پاک خطے کے قیام، بین الاقوامی تبادلے کی پڑتال کے بارے میں اقوامِ متحدہ کے کردار سے ہے۔ یہ مطالعات محکمہ امور تخفیفِ اسلحہ کے مطالعاتی پروگرام کے دائرہ کار کے اندر کرائے جائیں گے۔

افریقہ کی اقتصادی بحالی اور ترقی پر بین الاقوامی کانفرنس

افریقہ کی اقتصادی بحالی اور ترقی میں عوامی شرکت کے موضوع پر ایک بڑی بین الاقوامی کانفرنس کے لئے منصوبہ بندی شروع ہوگئی ہے یہ کانفرنس فروری ۱۹۹۰ء میں افریقہ میں ہوگی اس براعظم کے بارے میں اپنی نوعیت کی اس پہلی کانفرنس میں حکومتوں، بین الاقوامی اور قومی غیر سرکاری تنظیموں اور نظام اقوام متحدہ کے نمائندوں اور افریقی وغیر افریقی ماہرین کی صورت میں تین سو افراد شرکت کریں گے۔ یہ کانفرنس افریقہ کی بحالی اور ترقی کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کاموں کا نچلی سطح سے آغاز کرنے اور ان کی اہمیت واضح کرنے کی طرف بین الاقوامی اور قومی توجہ دلائے گی۔

کانفرنس کی تیاری کمیٹی کا اجلاس افریقہ کے لئے اقوام متحدہ کے اقتصادی کمیشن کے ایگزیکٹو سیکرٹری پروفیسر اڈے باڈو ادیدیجی کی صدارت میں حال ہی میں ادیس ابابا ایتھوپیا میں کانفرنس کی منصوبہ بندی شروع کرنے کے لئے ہوا۔ کمیٹی کے ارکان میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام، عالمی خوراک پروگرام، بین الاقوامی ادارہ محنت، یونیسیف اور مختلف غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندے شامل ہیں۔ تیاری کمیٹی کا آئندہ اجلاس جون میں لاگوس، نائیجیریا میں ہوگا جس میں کانفرنس کی جگہ کا فیصلہ کیا جائے گا۔

پروفیسر ادیدیجی نے کانفرنس کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ افریقہ میں یہ غیر سرکاری تنظیموں اور اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کی ایک منفرد معاونانہ باہمی کوشش ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ یہ کانفرنس افریقی عوام کی زبردست توانائیوں کو مجتمع کر کے براعظم کے بحران کو ختم کرنے کے موجدانہ طریقوں کی دریافت کے لئے افریقہ کی نچلی سطح کی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا ایک نادر موقع مہیا کرے گی۔ افریقہ کی ترقی اور انقلاب کے لئے عوام کی کوششیں انتہائی اہم حیثیت کی حامل ہیں۔

یہ کانفرنس افریقہ کی اقتصادی بحالی اور ترقی کے لئے اقوام متحدہ کے پروگرام آف ایکشن (۱۹۸۶ء-۱۹۹۰ء) پر عملدرآمد کے سلسلے میں تیسرا بڑا اجتماع ہوگا۔ یہ "افریقہ - اقتصادی بحالی اور تیز رفتار ترقی کا انسانی پہلو" کے موضوع پر خرطوم کانفرنس ہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہوگی۔

تجارتی مسائل

اقوام متحدہ نے افریقہ کے تجارتی مسائل کا نیا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سیکرٹری جنرل مسٹر جیویر پیریز ڈی کوئیار نے ماہرین کے ایک گروپ کے قیام کا اعلان کیا ہے جس کے سربراہ آسٹریلیا کے ایک سابق وزیراعظم میلکم فریزر ہیں۔

یہ گروپ افریقی اجناس اور ان کی برآمدات میں تبدیلی کے امکان کا تفصیلی مطالعہ کرے گا۔ اقوام متحدہ کے ایک افسر نے بتایا کہ گروپ افریقہ کی اقتصادی بحالی اور ترقی کے لئے اقوام متحدہ کے ایکشن پروگرام کے دائرہ کار کے اندر قائم کیا گیا ہے۔

ایشیا میں افلاس

ایشیا اور بحرالکاہل کے لئے اقوام متحدہ کے اقتصادی و معاشرتی کمیشن نے جو پانچ قراردادیں منظور کی ہیں ان میں سے دو کی رو سے ایشیا اور بحرالکاہل میں افلاس کے خلاف جنگ، خاص طور پر دیہی علاقوں میں زیادہ کوششوں کی متقاضی ہے دونوں قراردادوں میں جن کا تعلق علی الترتیب مربوط دیہی ترقی اور سن ۲۰۰۰ء تک کے لئے علاقائی معاشرتی ترقیاتی حکمت عملی سے ہے۔ زیادہ معاشرتی مساوات پر زور دیا گیا ہے۔

قراردادیں حکومتوں سے کہا گیا ہے کہ وہ دیہی غربت و افلاس کے خاتمے کے لئے زیادہ وسائل مختص کریں اور وسائل کی مساوی تقسیم کے لئے زیادہ کوششیں عمل میں لائیں عورتوں کی ترقی اور مربوط دیہی ترقی میں عوام کی شرکت پر بھی زور دیا گیا ہے۔

معاشرتی ترقی سے متعلق قراردادیں ان گروپوں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے جو محروم القسمت ہیں مثلاً عورتیں، بچے اور نوجوان، بوڑھے، معذور اور منشیات کا ناجائز استعمال کرنے والے ایشیاء اور بحرالکاہل کے بہت سے ملکوں میں وسیع پیمانے پر پائی جانے والی غربت اور محرومی کا ذکر کرتے ہوئے محروم القسمت لوگوں میں مساوات، انسانی غربت کے خاتمے اور عوام کی شرکت کی اہمیت سن ۲۰۰۰ء تک اور اس کے بعد کے لئے علاقائی معاشرتی ترقیاتی حکمت عملی کے دائرہ کار میں واضح کی گئی ہے۔

حکمت عملی کے باضابطہ اعلان کے لئے تیاری کے قیام کے جزوی اخراجات یو۔این۔ڈی۔پی ادا کرے گا۔ اعلان وزارتی سطح کی ایک باقاعدہ کانفرنس میں کیا جائے گا جو معاشرتی بہبود اور معاشرتی ترقی کے موضوع پر ۱۹۹۱ء میں منیلا میں ہوگی۔ اجلاس میں جو دوسری قراردادیں منظور کی گئیں ان میں بین الاقوامی سال خواندگی (۱۹۹۰ء) اور انسانی حقوق کے مواد کیلئے ایک ڈپیازٹری سنٹر کے قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

ایشیائی ترقیاتی بنک کا قرضہ

پاکستان کے چاروں صوبوں میں ۱۹۸۸ء کے شدید سیلاب سے سرکاری شعبے میں معاشرتی و اقتصادی بنیادی ڈھانچے کو جو شدید نقصان پہنچا اس کا ازالہ کرنے کے لئے ایشیائی ترقیاتی بنک چار کروڑ چالیس لاکھ ڈالر کے رعائتی قرضے سے حکومت پاکستان کی مدد کرے گا۔

اس قرضے سے چاروں صوبوں، پنجاب سندھ، سرحد اور بلوچستان کو فائدہ پہنچے گا۔ اس قرضے سے فوری بحالی کے ان کاموں میں بھی مدد ملے گی جو عالمی بنک اور اسلامی ترقیاتی بنک کی مالی امداد سے پہلے ہی جاری ہیں۔ بنک کے قرضے سے حکومت کو آبپاشی نکاسی آب، سیلاب پر کنٹرول کے نظام، صوبائی سڑکوں اور پرائمری سکولوں کی بحالی میں مدد ملے گی۔ اس منصوبے کے کل خرچ کا اندازہ پانچ کروڑ اسی لاکھ ڈالر لگایا گیا ہے اس میں سے چھہتر لاکھ ڈالر (چودہ فیصد) کا غیر ملکی زرمبادلہ ہوگا۔ منصوبے پر عملدرآمد کے عرصے میں قرضے پر سود کی رقم چار لاکھ پچاس ہزار ڈالر بھی زرمبادلہ کا حصہ ہوگی۔

پاکستان کے لئے بین الاقوامی ترقیاتی بنک کا قرضہ

عالمی بنک کی رعائتی قرضے دینے والی شاخ بین الاقوامی ترقیاتی ایسوسی ایشن (آئیڈا) کے بارہ کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کی مالیت کے قرضے سے ایک منصوبہ شروع کیا جا رہا ہے جس کی تکمیل پر پاکستان کے سب سے بڑے شہری علاقے کے تقریباً پچیس لاکھ افراد کو پینے کا صاف پانی اور بیس لاکھ افراد کو نکاسی آب کی سہولتیں حاصل ہونے لگیں گی۔ اس منصوبے کی کل مالیت تیس کروڑ اٹھارہ لاکھ ڈالر ہے۔ اس سے کراچی میں جو تجارتی، بنک کاری اور صنعت کا مرکز ہے پینے کے پانی کی سپلائی بڑھ جائے گی۔ منصوبے کے تحت تقریباً ایک سو پچاس کلو میٹر لمبی واٹر ٹرانسمیشن لائنیں، پمپنگ سٹیشن، فلٹریشن کے نظام، پانی کی ٹانیاں اور آبی ذخائر بنائے جائیں گے۔ شہر کے کم آمدنی والے لوگ اور ساحلی علاقے اس سے مستفید ہوں گے۔ نکاسی آب کے نظام پر جو سرمایہ کاری ہوگی اس میں پانی کی صفائی کے تین نظام شامل ہوں گے اس کے علاوہ کم آمدنی والے علاقوں کے لئے چھوٹے سیوریج سسٹم تعمیر کئے جائیں گے۔

کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے منصوبے پر عملدرآمد اسی بورڈ کو کرنا ہوگا اس علاقے کیلئے بورڈ کو اپنی کارکردگی کو بہتر بنانا ہوگا۔ کراچی میں جو ستر لاکھ شہریوں کا علاقہ ہے ملک کی دو بندرگاہیں ہیں زیادہ تر انتظامی اور مالی معاملات میں مشکلات کی وجہ سے شہری سہولتیں ناکافی چلی آرہی ہیں شہر کے آدھے حصے سے بھی کم گھرانوں کو تقریباً ۹ ہزار سٹینڈ پائپوں اور کچی کنوؤں سے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

We are
Manufacturers, Exporters, Contractors, Suppliers & Prequalified Contractor of Health Deptt. Of:
Surgical Gauze, Surgical Bandage, Hospital Linen Cloth, Hospital Garments. Uniforms of Armed Forces.
Contact:
M/S
Al-Qadri Trading Corp (Regd)
(Member of Chamber of Comerce).
Head Office:
6th Floor Aiwan-e-Auqaf. P.O. Box No. 2441, G.P.O. Shahrah-e-Quaid-e-Azam Lahore, Pakistan. Phone: 54729

رشتے ناطے

اپنی اولاد کا رشتہ طے کرتے وقت ہر ماں باپ کو نیک سیرت، خوب سے خوب تر رشتے کی تلاش ہوتی ہے۔ ماہنامہ "یوتھ انٹرنیشنل" نے ہر قصبے ہر شہر اور ملک کے لیے یہ سلسلہ شروع کیا ہے، آپ کا تعلق چاہے کسی مذہب / فرقے / سوچ سے ہو یہ کالمات آپ کے لیے حاضر ہیں۔ چونکہ "یوتھ انٹرنیشنل" بین الاقوامی اہمیت کا میگزین ہے۔ یہ میگزین اندرون اور بیرون ملک میں پڑھا جاتا ہے۔ اس میگزین کے ذریعے آپ کا اشتہار اندرون بیرون ملک سے آپ کی خواہشات کے عین مطابق اچھا رشتہ لا سکتا ہے۔

تلاش رشتے ناطے کے اس صفحے میں اشتہار کی اجرت بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ قارئین آسانی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہم ایک کالم کی بارہ سطروں تک کے اشتہار کے دو سو روپے لیں گے۔ اشتہار دینے والے اپنی ڈاک براہ راست پتہ پر ہمارے میگزین کی معرفت منگوا سکتے ہیں۔ ہماری معرفت ڈاک کے لیے خصوصی بکس الاٹ کیے گئے ہیں۔ تین ماہ تک جتنی ڈاک اکٹھی ہوگی ہم بحفاظت بذریعہ رجسٹرڈ آپ کے لکھے گئے ایڈریس پر بھجوا دیں گے

اس کالم میں تمام اشتہارات نیک نیتی کی بنیاد پر شائع کیے جاتے ہیں اس سلسلہ میں غلط بیانی میں یوتھ انٹرنیشنل پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوگی، معرفت آنے والے رجسٹری خطوط وصول نہیں کیے جائیں گے!

ماہنامہ "یوتھ انٹرنیشنل" ایوان اوقاف بلڈنگ نزد ہائیکورٹ پوسٹ بکس نمبر ۲۳۴۶ لاہور، فون ۵۴۷۲۹

انجمن طلباء اسلام کی بائیس سالہ روشن تاریخ

۱۹۶۸ء کا وہ زمانہ جب کہ تعلیمی اداروں میں ایک طرف وہ عناصر تھے جو اللہ کے نام پر سادہ لوح طلبہ کو دھوکہ دیکر بد عقیدگی کے گہرے غار میں دھکیلنے کی سعی کر رہے تھے۔ دوسری جانب طلبہ کا ایک گروہ سرخ انقلاب کے نام پر مسلم طلبہ کو دہریت کی راہ پر لگانا چاہتا تھا۔ اس پرآشوب دور میں چند احساس طلبہ نے کراچی میں ۱۹، جنوری ۱۹۶۸ء کی شب اجتماع منعقد کیا۔ جس میں شہر کراچی کے علاوہ نواب شاہ، ٹنڈو جام، کے طلبہ بھی شریک ہوئے اور پھر ۲۰، جنوری ۱۹۶۸ء کی صبح اپنے جلو میں وہ مبارک ساعت لے کر طلوع ہوئی جس نے اس فتنہ پروری کے خاتمہ کے لیے عزم صمیم کیا۔ اپنے قیام کے چند ہی سالوں بعد انجمن طلباء اسلام آندھی کی طرح وطن عزیز کے محب وطن طلبہ میں چھا گئی۔ انجمن طلباء اسلام سے وابستہ باکردار نوجوان بائیس سال سے مسلسل محو سفر ہیں۔ مشکلات سے اٹی ہوئی...... خطرات میں گھری ہوئی۔ دشوار راہ پر جان و مال کی پرواہ کئے بغیر چلتے جا رہے ہیں۔

جب سے یہ سفر شروع ہوا تھا تو ماحول منجمد تھا مکتب و خانقاہ کی فضائیں بھی افسردہ تھیں۔ ایوبی آمریت کا عفریت اپنے تسلط کا دس سالہ جشن منا رہا تھا... اجتماعی، اضطراب اور بے اطمینانی قوم کا مقدر بن چکی تھی انہی عوامل کے زیر اثر تعلیمی اداروں میں ایک طرف معاشی محرومیوں کا تذکرہ کر کے کچھ لوگ کمیونزم کا پرچار کر رہے تھے اور کچھ لوگ اپنے مخالف کو کمیونسٹ قرار دے رہے تھے اور اپنے اسلام کے مخصوص دائرے کو محدود سے محدود تر بنا رہے تھے۔

ان حالات میں اپنے عہد کے دینی، سماجی، روحانی اور سیاسی تقاضوں کا جواب بن کر انجمن طلباء اسلام قائم ہوئی اس تنظیم کو طلبہ نے بنایا، طلبہ نے چلایا اور آج تک طلبہ ہی اس کے روح رواں ہیں۔ انجمن طلباء اسلام نے اپنے قیام کے دن ہی فیصلہ کیا کہ طلبہ میں صحیح اسلامی روح بیدار کرتے کے لیے ان کے قلوب میں عشق مصطفیٰ کے چراغ روشن کیے جائیں گے...... یہ نصب العین دراصل شخصیت پرستی کے سومنات میں محمود غزنوی کی صدائے بازگشت تھی.... کارکنان انجمن نے متنفر مذہبی گروہوں میں سے کسی ایک گروہ کا ساتھ نہ دیا...... دینی تحریکات میں سے کسی ایک شخصیت کی پرستش نہ کی۔ اور نہ بہت سی سیاسی جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کا دم چھلا بننا پسند کیا..... یہی انفرادیت اور خصوصیت تھی جو محبت رسولؐ کی روشن تکبیر بن کر ابھری..... بڑھتی پھیلی اور پھر پھیلتی چلی گئی...... اس نظریہ عشق رسولؐ نے انجمن طلباء اسلام کو طلبہ کے دلوں کی دھڑکن بنایا۔

اے ٹی آئی، بائیس سالہ تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس دوران وطن عزیز میں قومی اور ملی تحریکوں میں انجمن کے کارکنان نے ہراول دستے کا کام کیا۔ ۱۹۷۱ء میں جب سابقہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش پر وہاں کے محب وطن پاکستانی پاکستان بچانے کی کوشش کر رہے تھے تو اس وقت کے مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام حاجی محمد حنیف طیب نے مشرقی پاکستان کا دورہ کیا

وطنِ عزیز میں قومی و ملی تحریکوں میں انجمن کے طلباء نے ہراول دستے کا کام کیا۔

اور وہاں محب وطن طلبہ میں اپنی تنظیم کی اساس قائم کر کے انھیں راہ اعتدال پر لگانے کی پہلی کوشش کی۔ ۱۹۷۱ء کے اس زمانے میں جب مشرقی پاکستان کے بارے میں برطانوی ریڈیو، بی بی سی لندن نے جھوٹی اور شرانگیز نشریات شروع کیں۔ تو اس وقت صدر انجمن نے کراچی میں دیگر چار طلبہ کے ساتھ برطانیہ کے ہائی کمشنر سے ملاقات کر کے ایک تحریری یادداشت پیش کی علاوہ ازیں ملک بھر میں مختلف شہروں میں مظاہروں کا پروگرام بنایا۔ ۱۹۷۰ء میں جب نیشنل عوامی پارٹی کے صدر جناب عبدالحمید بھاشانی نے "سرخ کانفرنس" کا افتتاح کیا اور وہاں پاکستان کو لینین گراڈ بنانے کا عزم کیا تو اہلسنت کے اکابرین نے سنی کانفرنس کے نام سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اجتماع منعقد کیا۔ اس اجتماع میں انتظامی ذمہ داری کو بطریق احسن سرانجام دینے کیلئے اے ٹی آئی کے نوجوانوں نے پوری کوشش کی۔

اور اس کنونشن میں انجمن کے نمائندہ نے خطاب کر کے نوجوان نسل کی جانب سے ایسے عناصر کے خلاف مقابلے کا اعلان کیا۔ ۱۹۷۱ء کو جب سانحہ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد ہمارے ۹۰ ہزار فوجی ہندوستان کے جنگی قیدی بنے تو ان کی رہائی کے لیے ۱۹۷۲ء میں ہفتہ بیداری ضمیر عالمی ۱۵ رجون سے منایا گیا۔ اس ہفتہ میں مختلف ممالک کے علاوہ اقوامِ متحدہ کی تنظیم کو پاکستانی نوجوانوں اور عوام کے جذبات سے آگاہ کرنے اور ان کی رہائی کے لیے تحریری یادداشت پیش کی اور پاکستان کے مختلف شہروں میں مظاہرے اور جلسے کئے گئے۔

۷۳-۱۹۷۲ء میں جب اس وقت کے حکمران نے بنگلہ دیش کو منظور کرنے کی تحریک چلائی تو انجمن نے سب سے پہلے اپنے وجود کے اس حصہ کو الگ حیثیت میں منظور کرنے کی مخالفت میں تحریک شروع کی اور جنوری ۱۹۷۲ء کو جب وزیراعظم بھٹو نے کراچی کے نشتر پارک میں عوام سے منظوری چاہی تو اے ٹی آئی کا ایک جیالا کارکن عبدالوحید تمام حفاظتی اقدامات کے خارج سے بے پرواہ ہو کر سٹیج پر چڑھ گیا۔ اور بنگلہ دیش نامنظور کا نعرہ بلند کیا۔ جس کی بنا پر اس وقت کے حکمران کی یہ سازش کامیاب نہ ہو سکی اور عبدالوحید نے اپنی جوانمردی کے اس جرم میں جیل کی سزا بھگتی۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جب ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانی عفریت نے اپنے انتہائی بزدلانہ انداز میں نشتر میڈیکل کالج کے نہتے طلبہ پر حملہ کیا تو اس کے جواب میں پورے ملک میں مقامِ مصطفیٰؐ کے تحفظ کی تحریک شروع ہوئی اور تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں انجمن طلباء اسلام نے نوجوان طبقہ کی قیادت کی۔ اور پاکستان کے کونے کونے میں جلسے کیئے اور پوری قوم کو اس مسئلہ کی نزاکت سے آگاہ

کیا اور جہاد کیلئے تیار کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی۔ لیکن جان نثاران مصطفیٰؐ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

اس تحریک میں سب سے پہلے گرفتاری کا شرف انجمن طلباء اسلام کراچی کے اس وقت کے ناظم حافظ محمد تقی کے حصہ میں آیا اور سب سے آخری گرفتاری انجمن کے بانی رکن محمد حنیف طیب نے ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کراچی کے آرام باغ میں اپنے ساتھیوں کو پولیس کے چنگل سے چھڑاتے ہوئے دی۔ واضح رہے کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کی قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس تحریک ختم نبوت میں محتاط اندازے کے مطابق انجمن نے ۳۷۵ عظیم الشان جلسے منعقد کیئے۔ اس کے علاوہ عوامی رابطہ مہم میں مساجد اور جلسوں میں بھی عوام سے خطاب کر کے انھیں اس مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ اس تحریک میں انجمن طلباء اسلام اس وقت کے ناظم محمد اقبال اظہری کتابچے بعنوان "قادیانی کفریات" "مرزا کی کہانی اس کی زبانی" اور "قادیانی مسئلہ" تحریر کیئے۔ جناب اقبال اظہری صاحب اور تقی حسین اشرفی، رضوان شکیل، سید لیاقت علی، ارشاد جاوید اور رانا لیاقت بار بار پابند سلاسل کیے گئے۔ پولیس کا ظالمانہ سلوک اور گولیوں کی بوچھاڑ غلامان مصطفیٰؐ کا راستہ نہ روک سکیں اور نوجوانوں نے قومی اسمبلی کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ قادیانی جماعت کو غیر مسلم قرار دے

اسلامی نظام تعلیم کا نفاذ ہماری تحریک کے پروگرام کا حصہ ہے اس کیلئے فروری ۱۹۷۶ء میں انجمن طلباء اسلام نے پورے ملک میں ہفتہ اسلامی نظام تعلیم منایا۔ اس موقع پر ہمارے اس موقف کی حمایت میں پاکستان کے قومی اخبارات نے اپنے اداریے تحریر کیئے۔ کارکنان نے مختلف شہروں میں مظاہرے کیئے جس کے نتیجہ میں گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اس کے علاوہ اسلامی نظام تعلیم کے عنوان سے ناظم کراچی محمد اشرف سیالوی نے ایک کتابچہ تحریر کیا۔ اور انجمن کے وفد نے اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کر کے اسلامی نظام تعلیم کے لیئے انھیں سفارشات پیش کیں۔ اور اسلامی نظامِ نظریاتی کونسل کے سربراہ جسٹس حمود الرحمان کو تفصیلی یادداشت پیش کی جس سے انھوں نے اتفاق کیا

مارچ ۱۹۷۷ء میں جب تحریک نظامِ مصطفیٰؐ کا آغاز ہوا تو انجمن طلباء اسلام نے اس جدوجہد میں ہراول دستے کے طور پر کام کیا۔ ۱۶ مارچ ۱۹۷۷ء کو سب سے پہلے بورے والا میں اے ٹی آئی ملتان کے ناظم افتخار احمد نے تحریک نظام مصطفیٰؐ کے شہید اول ہونے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے علاوہ خانیوال سے کارکنانِ انجمن ظفر اقبال اور حضور بخش نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے قوم کے عمل کی راہ دے گئے۔

تحریکِ نظام مصطفیٰؐ کے دوران انجمن کی دعوت پر تمام طلبہ تنظیموں نے "طلبہ اتحاد" قائم کیا۔ اس طلبہ اتحاد کی صدارت بھی انجمن کے صدر امجد علی چشتی کے سپرد کی گئی۔ اس طرح تمام طلبہ برادری کی نمائندگی کا شرف بھی انجمن کے حصے میں آیا۔ نہ صرف مرکزی سطح پر بلکہ ہر شہر میں پاکستان طلبہ اتحاد کے روح رواں کارکنان انجمن تھے۔ اس تحریک میں بہت سے کارکنان نے جیلوں کی سزائیں برداشت کیں۔ کئی طلبہ شدید زخمی بھی ہوئے۔

القدس مسجد اقصیٰ کی بازیابی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اسرائیل کے خلاف انجمن کے کارکنوں نے اپنے جذبات کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اسرائیلی جارحیت کے جواب میں کراچی میں واقع یہودیوں کی عبادت گاہ سامنے بھرپور مظاہرہ کیا گیا۔ اور اس پر قبضہ کر کے اس میں اذان دی گئی۔ ۱۹۸۳ء میں میں لیاقت آباد کراچی میں ایک بھرپور مظاہرہ ہوا جس میں اس وقت کے صدر ریگن کا پتلا شہید چوک جلایا گیا۔

فروری ۱۹۸۴ء کو انجمن طلباء اسلام نے پنجاب کے تعلیمی اداروں میں کامیابی کے بعد عظیم الشان طلبہ ریلی کا انعقاد انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ہوا۔ ریلی کے اگلے روز پنجاب کے تعلیمی اداروں میں طلبہ تنظیموں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ لاہور میں انجمن کا اعلیٰ سطحی اجلاس اس وقت کے مرکزی صدر نور المصطفیٰ رضوی کی صدارت میں ہوا جس میں پابندی کے خلاف شدید ردعمل کے اظہار کا پروگرام تیار کیا گیا فیصلہ کے مطابق ملک بھر میں کارکنانِ انجمن زرعی یونیورسٹی کے بہت سے کارکنان کو اے ٹی آئی کے ناظم پنجاب محمد فیاض سمیت یونیورسٹی سے خارج کر دیا گیا۔

کراچی میں پابندی کے باوجود پابندیوں کے خلاف ہینڈ بل تقسیم کرنے کی پاداش میں ناظم کراچی ڈاکٹر غلام قادر فیاض اور کئی کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ یونینز پر پابندی کے خلاف انجمن نے پوسٹر شائع کیئے اور ہر سال ۹ فروری کو "یوم حقوق طلبہ" منا کر یونینز پر پابندی کے خلاف بھرپور آواز بلند کی۔ ۹ فروری ۱۹۸۸ء کو انجمن کے صدر ظفر اقبال نوری کی کوشش سے ایم اے او کالج لاہور میں سات طلبہ تنظیموں کی مشترکہ ریلی صدر انجمن کی زیر صدارت منعقد ہوئی اس ریلی میں وقت کی حکومت پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ اگر طلبہ کے حقوق بحال نہ ہوئے تو طلبہ خود تعلیمی اداروں میں الیکشن کروائیں گے۔ اس مشترکہ ریلی کے بعد طلبہ تنظیمیں بحال ہوگئیں۔

گذشتہ کئی سالوں سے طلبہ سیاست میں تشدد اور قتل و غارت کو فروغ ملا ہے۔ انجمن طلباء اسلام نے درسگاہوں کے تقدس اور طلبہ کے وقار کی بحالی کیلئے "تعلیمی امن تحریک" کا آغاز کیا۔ جنوری ۱۹۸۸ء میں.... "ہفتہ تعلیمی امن" منایا گیا۔ صدر انجمن طلباء اسلام ظفر اقبال نوری نے "پانچ نکاتی امن فارمولہ" پیش کیا۔ طلبہ تنظیموں کا مشترکہ اجلاس بلایا گیا اور اے ٹی آئی کی کوششوں سے تمام طلبہ تنظیموں نے "چودہ نکاتی ضابطہ اخلاق" پر اتفاق کیا۔ تمام اخبارات نے تعلیمی امن تحریک کی حمایت میں اداریے لکھے اور اہم ملکی شخصیات نے اے ٹی آئی کی قیامِ تعلیمی امن کوششوں کی تعریف کی۔

انجمن طلباء اسلام نے اپنے ۲۱ ریوم تشکیل کے مبارک موقع پر جون ۱۹۸۸ء میں انسانی قدروں کی بحالی، طلبہ میں منفی رجحانات کے خاتمے اور طلبہ میں سماجی خدمت کا جذبہ اجاگر کرنے کے لیئے "عشرہ سماجی انقلاب" منا کر طلبہ تاریخ میں ایک جدید روایت کا اضافہ کیا عشرہ کے دوران انجمن کے مرکزی صدر سے لیکر عام کارکنان تک ہزاروں طلبہ نے غریب اور نادار مریضوں کو خون کے عطیات دیئے۔ پنجابی بولنے والے محبتوں کے سفیر بن کر سندھ، سرحد، اور بلوچستان گئے۔ اس طرح دوسرے صوبوں اور شاہ لطیف کے پریم دھرتی سندھ سے طلبہ الفتوں کا نذرانہ لیکر پنجاب میں مریضوں کو خون دینے آئے۔ عطیہ خون مہم کے ساتھ عشرہ سماجی انقلاب کے دوران ہسپتالوں میں جاکر مریضوں کی عیادت کی گئی۔ اور ان میں پھل تقسیم کیا گیا۔ سماجی، برائیوں رشوت، سفارش، منشیات، اور غنڈہ گردی کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ اور طلبہ میں سماجی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیئے مذاکرے و سیمینار منعقد کئے گئے۔

انجمن طلباء اسلام نے صوبہ پرستی اور علاقائی، لسانی تعصبات کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے ۱۹۸۹ء کو قومی یکجہتی سال قرار دیا۔ جنوری میں ہفتہ قومی یکجہتی منایا گیا۔ اس دوران طلبہ نے سینوں پر قومی پرچم والے کارڈ آویزاں کیئے گئے۔ تعلیمی اداروں پر قومی پرچم لہرایا گیا۔ مختلف شہروں میں پاکستان زندہ باد کانفرنسیں منعقد ہوئی۔ صوبائی، علاقائی، لسانی عصبتوں کے خلاف مظاہرے کیے گئے اور ملک بھر میں قومی یکجہتی کی ضرورت پر ہینڈ بل تقسیم کیئے گئے۔

انجمن طلباء اسلام کی تعلیمی اداروں میں قیام امن کے لیے مثالی جدوجہد

تحریر: محمد نواز کھول

انجمن طلبۂ اسلام نے ہمیشہ تعلیمی اداروں کو سیاست دانوں اور حکمرانوں کے بے جا اثر سے پاک رکھنے کی سعی کی ہے۔ اور سیاسی مداخلت کے نتیجہ میں ہونے والے ہنگاموں اور طلبہ کے قتل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ گذشتہ سیشن ۸۶-۱۹۸۷ء کے سیشن کی انجمن کی مرکزی مجلس مشاورت نے بھی تعلیمی اداروں میں تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کی تجاویز پر غور کیا۔ اور پندرہ ستمبر ۸۷ء کو ملک گیر سطح پر "یوم تعلیمی امن" منایا۔ لاہور میں امن مارچ کے نام سے سفید پرچم تھام کر داتا دربار سے سول سیکرٹریٹ تک جلوس نکالا۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے شروع سے نیا تعلیمی سیشن شروع ہوا تو پہلے ہی اجلاس میں اس قومی اہمیت کے مسئلہ پر غور کر کے ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ چنانچہ ۲۰ اکتوبر ۸۷ء کو صدر انجمن ظفر اقبال نوری نے فلیٹیز ہوٹل لاہور میں پریس کانفرنس کے ذریعے "پانچ نکاتی امن فارمولا" پیش کیا۔ اور ساتھ ملک بھر کی درسگاہوں کے شیوخ، طلبہ تنظیموں کے سربراہوں، وفاقی وزیر تعلیم اور وزیر اعظم کو خطوط لکھ کر حالات کی سنگینی کا احساس دلایا۔ امن فارمولہ میں مندرجہ ذیل نکات شامل تھے۔

(۱) طلبہ پر بلاجواز مقدمات ختم کر کے سیاسی طور پر گرفتار طلبہ کو رہا کیا جائے اور معمولی واقعات کی وجہ سے خارج شدہ طلبہ کو بحال کیا جائے۔

(۲) طلبہ تنظیمیں ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ اور ایک دوسرے پر کرائے گئے مقدمات از خود واپس لیں۔

(۳) وہ طلبہ تنظیمیں جو سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہیں اگر قطعی طور پر سیاستدانوں سے الگ نہ ہو سکیں تو کم از کم سیاستدانوں کو تعلیمی اداروں میں نہ بلائیں نہ ہی سیاست دان طلبہ معاملات میں مداخلت کریں۔

(۴) تمام طلبہ تنظیمیں متفقہ ضابطۂ اخلاق پر دستخط کریں تاکہ درسگاہوں میں اسلحہ کی دوڑ ختم ہو سکے۔

(۵) حکومت طلبہ تنظیموں اور انجمنوں پر سے پابندی اٹھائے۔

تعلیمی امن فارمولہ پیش کرنے کے بعد مختلف طلبہ تنظیموں سے مجموعی سطح پر رابطے کئے گئے۔ اور انجمن طلبۂ اسلام کے ایک نمائندہ وفد نے اُس وقت کے مرکزی نائب صدر سید محمد صفدر شاہ کی قیادت میں لاہور، کراچی اور دیگر شہروں میں اہم قومی اور ملی زعماء پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، محمد حنیف رامے، ایس ایم ظفر، سٹر فخر امام، جسٹس پیر محمد کرم شاہ، خورشید محمود قصوری، مولانا فضل الرحمٰن، نوابزادہ نصر اللہ خاں، ملک محمد قاسم، پروفیسر غفور احمد، رفیق احمد باجوہ،

طلباء تنظیمیں تعلیمی اداروں میں قیام امن کے لئے ایک دوسرے پر مقدمات واپس لیں

پروفیسر شاہ فرید الحق، علامہ سید محمود احمد رضوی، افتخار احمد نقوی، شمیم حسین قادری سے ملاقات کر کے انہیں امن فارمولہ اور امن تحریک کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ تمام راہنماؤں نے اپنے اپنے تحریری پیغامات میں تعلیمی امن فارمولہ کو قابل عمل قرار دیا۔ اور قیام تعلیمی امن کے لئے انجمن طلبۂ اسلام کی کوششوں کی تعریف کی۔

ان ملاقاتوں کے بعد پاکستان کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں ۱۶ تا ۲۲ جنوری ۱۹۸۸ء "ہفتہ تعلیمی امن" منایا گیا۔ ہفتہ کے دوران تعلیمی اداروں میں سفید پرچم لہرایا گیا، اساتذہ میں سفید رومال تقسیم کئے گئے۔ طلبہ میں تعلیمی امن کے قیام کا شعور اجاگر کرنے کے لئے ہینڈ بل تقسیم کیا گیا۔ اور اشتہارات چسپاں کئے گئے تعلیمی امن سیمنار، مذاکرے، مشاعرے اور کانفرنس منعقد کی گئیں ۲۰ جنوری کو ملک بھر میں امن مارچ کیا گیا۔ کلاشنکوف کے پتلے جلائے گئے۔ طلبہ، اساتذہ کی مشترکہ ٹی پارٹیاں ہوئیں ہفتہ تعلیمی امن طلبہ، اساتذہ، والدین اور قومی زعماء نے

بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ قومی اخبارات نے اداریئے لکھے اور امن فارمولے کو سراہتے ہوئے اس پر عمل در آمد کی تجویز دی۔ لاہور کے امن سیمنار میں ہم نے دیگر طلبہ تنظیموں کے نمائندوں کو دعوت دی۔ پی ایس ایف پنجاب کے چیئرمین انجم نسیم، ایم ایس ایف پنجاب کے چیئرمین ارشد امین چوہدری، آئی ایس او کے شہزاد علی ذوالقرنین نے شرکت کی۔ یہ سیمنار طلبہ اتحاد کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

اس کے بعد جنگ فورم میں مذاکرہ ہوا جس میں این ایس ایف اور اسلامی جمعیت کے عہدیدار بھی شریک ہوئے۔ وہاں سب نے مشترکہ طلبہ جدوجہد کے لیے تعاون کا یقین دلایا۔ چنانچہ طلبہ حقوق کی بحالی کے لئے ۹ فروری سے قبل ہی مشترکہ اجلاس بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ پہلا اجلاس انجمن طلبہ اسلام کی دعوت پر انجمن کے مرکزی صدر محمد ظفر اقبال نوری کی صدارت میں صوبائی دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں، ایم ایس ایف، پیپلز ایس ایف، آئی ایس او، این ایس ایف، آئی ایس او کے نمائندوں نے شرکت کی اور ۹ فروری کو مشترکہ طلبہ ریلی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ (اسلامی جمعیت کے سیکرٹری جنرل اس پہلے اجلاس میں وعدہ کرنے کے باوجود شریک نہ ہوئے) ۸ فروری کو لارڈز ہوٹل لاہور میں آٹھ طلبہ تنظیموں کے نمائندوں کے ہمراہ صدر انجمن نے پریس کانفرنس کر کے لائحہ عمل کا اعلان کیا۔

فروری میں ایم او کالج لاہور میں عظیم الشان طلبہ ریلی منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت فلسفہ تعلیمی امن کے علمبردار ظفر اقبال نوری نے کی۔ مشترکہ ریلی کے بہت بڑے اجتماع سے آٹھ طلبہ تنظیموں کے راہنماؤں نے خطاب کیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ اس عظیم الشان طلبہ اتحاد کا سہرا انجمن طلبۂ اسلام کی ابتدائی کاوشوں کے سر ہے۔ اس ریلی میں مندرجہ ذیل مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا۔

۱۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف کوئی پروگرام نہ کیا جائے۔
۲۔ طلبہ تنظیموں کی ملکی سطح پر رابطہ کونسل بنائی جائے۔
۳۔ تعلیمی اداروں میں ایک دوسرے کے پروگراموں کو

سبوتاژ نہ کیا جائے۔
۴۔ پوسٹرز وغیرہ کے لیے تنظیموں کے الگ الگ بورڈ نصب کیے جائیں۔
۵۔ یونینز کے انتخابات ہر سال باقاعدگی سے کرائے جائیں انتخابات میں حصہ لینے والوں کیلئے تعلیمی استعداد اور حاضری کی شرائط رکھی جائیں۔ انتخابی مہم کو پیسے کے بے دریغ استعمال سے پاک رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔
۶۔ کسی ادارے میں تصادم کا فیصلہ فوری طور پر رابطہ کونسل میں پیش ہو۔
۷۔ ہوسٹلز میں اسلحہ جمع نہ کیا جائے۔
۸۔ تشدد اور انتقام کی پالیسی ترک کر کے ایک دوسرے کو معاف کر دیا جائے۔
۹۔ طلبہ، اساتذہ تعلقات کو خوشگوار بنایا جائے۔ وقتاً فوقتاً مشترکہ نشستیں رکھی جائیں۔
۱۰۔ طلبہ میں قومی یکجہتی اور ملی یگانگت پیدا کرنے کیلئے قومی اور دینی تہوار طلبہ تنظیمیں مل کر منائیں۔
۱۱۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طلبہ کی والہانہ وابستگی پیدا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ مشترکہ طلبہ ریلی کے بعد طلبہ تنظیموں کا مشترکہ اجلاس آئی ایس او کے دفتر میں ہوا جس میں طلبہ تنظیموں کی باقاعدہ "رابطہ کونسل طلبہ" بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

لیکن غیر متوقع طور پر انجمن طلبۂ اسلام نے ۱۵۵ سے زائد کالجز میں کامیابی حاصل کر کے تمام طلبہ تنظیموں کو پیچھے چھوڑ دیا۔۔۔

خوشی محمد ناظم سندھ

حیران کن بات یہ ہے کہ پنجاب میں جماعت اسلامی اور مسلم لیگ مل کر حکومت کے مزے لوٹ رہی ہیں لیکن ان کی ذیلی طلبہ تنظیمیں تعلیمی اداروں میں باہمی تصادم سے بدامنی پھیلا رہی ہیں۔ جمعیت، ایم ایس ایف اور پی ایس ایف قتل و غارت کر رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں جمعیت کے دفتر پر حملہ کر کے ناظم بیت المال کو ہلاک کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے پیش نظر انجمن طلبہ اسلام کے مرکزی صدر محمد ظفر اقبال نوری لاہور میں پریس کانفرنس کے ذریعے اعلان کیا ہے کہ ملک ملت کے وسیع تر مفاد کی خاطر اگر تمام طلبہ تنظیمیں ایک دوسرے پر قائم کیئے گئے مقدمات واپس لینے کا فیصلہ کریں تو انجمن طلبۂ اسلام اس سلسلے میں پہل کرے گی۔

تعلیمی اداروں کے لہولہو ماحول کو مدنظر رکھ کر اپنی تعلیمی امن تحریک کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے سالانہ مرکزی کنونشن کا نام تعلیمی امن تحریک رکھا ہے۔ مجوزہ کنونشن کے موقع پر اے ٹی آئی قیام تعلیمی امن کے لئے مخصوص پالیسی کا اعلان کرے گی۔ تعلیمی امن کنونشن نفرت و تعصب کے اندھیروں میں امن کا روشن مینار ثابت ہوگا۔

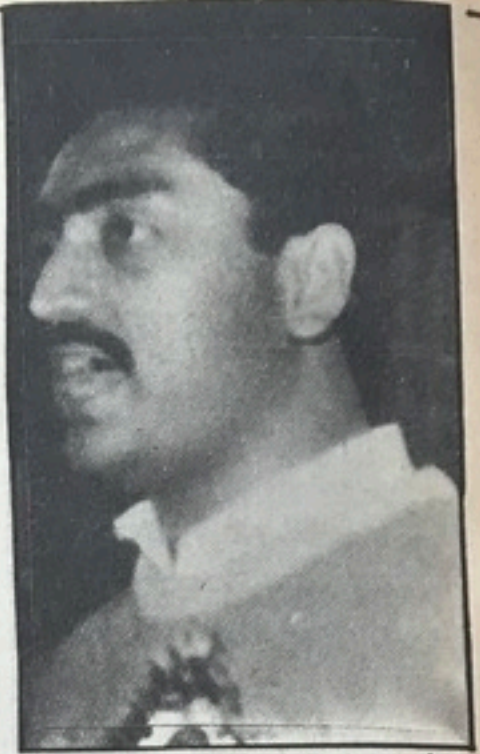

راؤ صابر علی صدر اسلامیہ یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین بہاولپور

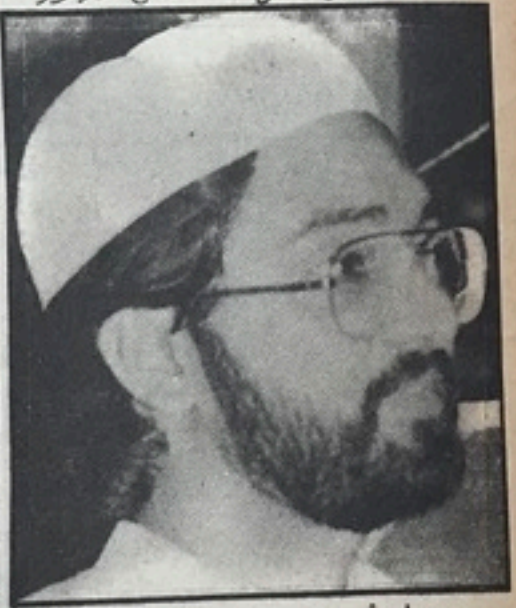

ریاض الدین نوری
مرکزی سکریٹری جنرل

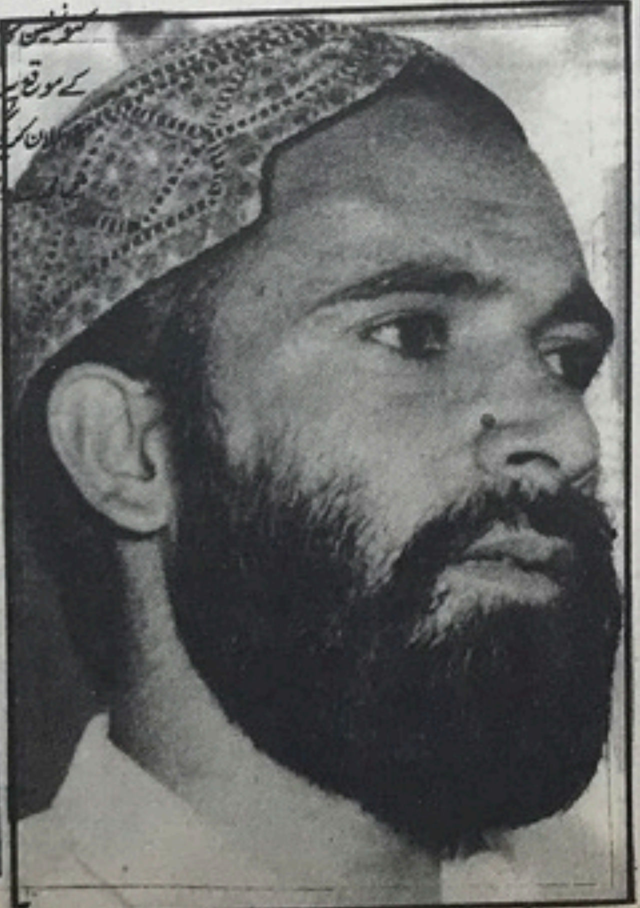

شمس الدین بلوچ مرکزی نائب صدر

محمد نواز کھول پریس سکریٹری پنجاب

ذوالفقار ہدایتی
جوائنٹ سکریٹری

مرکزی صدر انجمن طلباءِ اسلام
محمد ظفر اقبال نوری
سے خصوصی انٹرویو

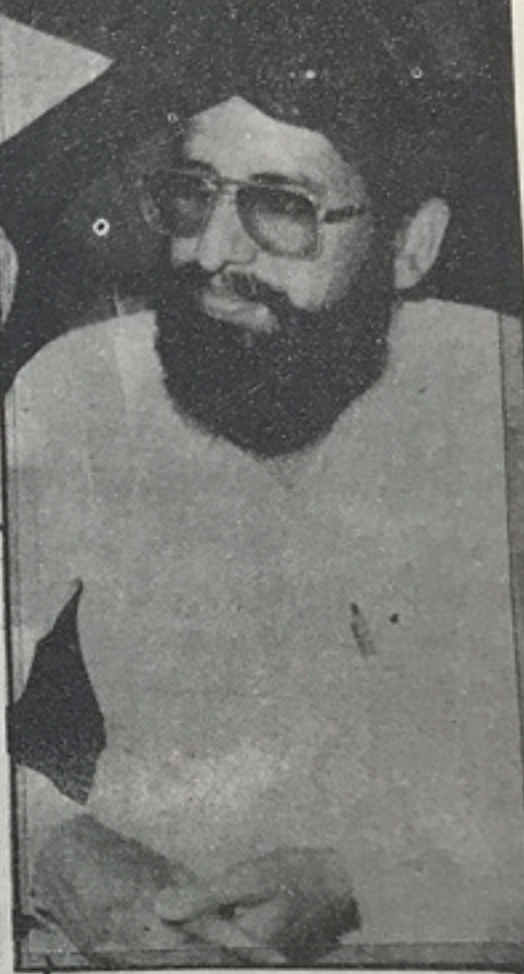

س. آپ کے تعلیمی امن کنونشن کے مقاصد کیا ہیں؟
ج. وطن عزیز کی درسگاہوں میں جبر و تشدد اور قتل و غارت کے خلاف طلبہ، اساتذہ، اور والدین کی پریشانی کو دور کرنے کیلئے ایک پرامن تعلیمی ماحول کا قیام اور معیار تعلیم کی بہتری کی جدوجہد ہمارا مقصد ہے اس کنونشن سے ایک طرف اُن کالی بھیڑوں کی حوصلہ شکنی ہوگی جو سیاست دان اور حکمرانوں سے پیسے لے کر طلبہ کو قتل کرتے ہیں اور دوسری طرف مفاد پرست اور اقتدار پسند سیاسی جماعتوں اور حکومت کو اندازہ ہو جائے گا کہ طلبہ کی اجتماعی سوچ نے جبر و تشدد سے بغاوت کر دی ہے اور اب نہ کوئی قارون طلبہ کو خرید سکے گا۔ اور نہ کوئی فرعون اُنہیں دبا سکے گا.
س. پیسے لے کر قتل کرنے اور سیاسی جماعتوں کا آلہ کار بننے کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہیں؟.

ہم نے ہمیشہ پیپلز پارٹی اور آئی جی آئی کی غلط پالیسیوں سے اختلاف کیا

ج. کیا آپ نے نہیں پڑھا تھا کہ اسلامی جمعیت اپنے مقتول کارکن نواز کے بدلے نواز شریف کا سر مانگنے کی تحریک چلاتی رہی اور پھر بعد میں جماعت اسلامی کے اشارے پر اسی جمعیت کے ناظم اعلیٰ سراج الحق نے نواز شریف کی انتخابی کامیابی کیلئے سائیکلوں کا جلوس نکالا کیا یہ تبدیلی نواز خاں کے خون کی رقم لئے بغیر آگئی تھی؟ جمعیت کا مرکزی خازن قتل ہو جائے اور جماعت اسلامی آئی جے آئی سے چمٹی رہے یہ سب کیا ہے۔
س. اسلامی جمعیت کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے ایشیا میں طلبہ کا سب سے بڑا اجتماع کیا ہے آپ کا کیا خیال ہے.؟
ج. طلبہ کا تاریخی اجتماع تو انشاء اللہ بہاولپور میں ہوگا۔ جمعیت نے طلبہ کا نہیں جماعت اسلامی کے باقاعدہ مشاہرہ پانے والے کارکنوں کی ریلی کی ہے۔ یقین نہ آئے تو ان کا اپنا دعویٰ ملاحظہ ہو کہ جمعیت کی ریلی میں ۳۰ ہزار اور اب جماعت اسلامی کے مینار پاکستان کے اجتماع کے لیے ۶۰ ہزار افراد کا اعلان ہو رہا ہے۔
س. آپ کو بھی توجے یو۔ پی کا ذیلی ونگ کہا جاتا ہے؟
ج. نہیں جناب ہمیں جے یو پی کی طرف سے حریت فکر، ذہن و ضمیر کی آزادی کے جرم کی سزا دی گئی ہے. یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اے ٹی آئی واحد طلبہ تنظیم ہے. جو کسی سیاسی جماعت کا ذیلی ادارہ نہیں۔
س. اے ٹی آئی کی طرف سے جتنے نورانی کے نعرے لکھے جاتے ہیں؟
ج. وہ اے ٹی آئی کے کارکن نہیں مولانا شاہ احمد نورانی کے مرید اور جے یو پی کے خادم لکھتے ہیں. ان کا کسی بھی تعلیمی ادارے سے کوئی تعلق نہیں۔
س. جمعیت والوں کا کہنا ہے کہ اُن میں کبھی گروپنگ نہیں ہوتی جبکہ......
ج. جنگ کراچی کے خالد جامی تسنیم انصاری وغیرہ سے پوچھئے جنہوں نے دو سال تک جمعیت کا ہی انقلابی گروپ چلایا اور یہ تو کل کی بات ہے سابق ناظم پنجاب طیب شاہین کو اُن کے مخالف دھڑے نے کس خوبصورتی سے جمعیت سے فارغ کر دیا ہے
س. آپ کا سیاسی جماعتوں سے غیر وابستگی کا نظریہ موجودہ دور میں غیر فطری اور ناقابل عمل لگتا ہے؟
ج. نہیں جناب عملاً سب جماعتوں نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ پی ایس ایف والوں نے اپنے مطالبات منوانے کے لیئے پی پی پی کے خلاف جلوس نکالا۔ ایم ایس ایف نے اپنے انعامات میں اضافہ کروانے کیلئے نواز شریف کے خلاف بات کی۔ جمعیت والوں نے جماعت اظہار ناراضگی تک ہی سہی مگر بیان دیا۔ کیا اب بھی یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ طلبہ کا سیاسی جماعتوں کا آلہ کار بننا غیر فطری ہے۔

سفیرانِ امن کا عظیم الشان
تعلیمی امن کنونشن
تشدد پسند قوتوں کی موت ثابت ہوگا

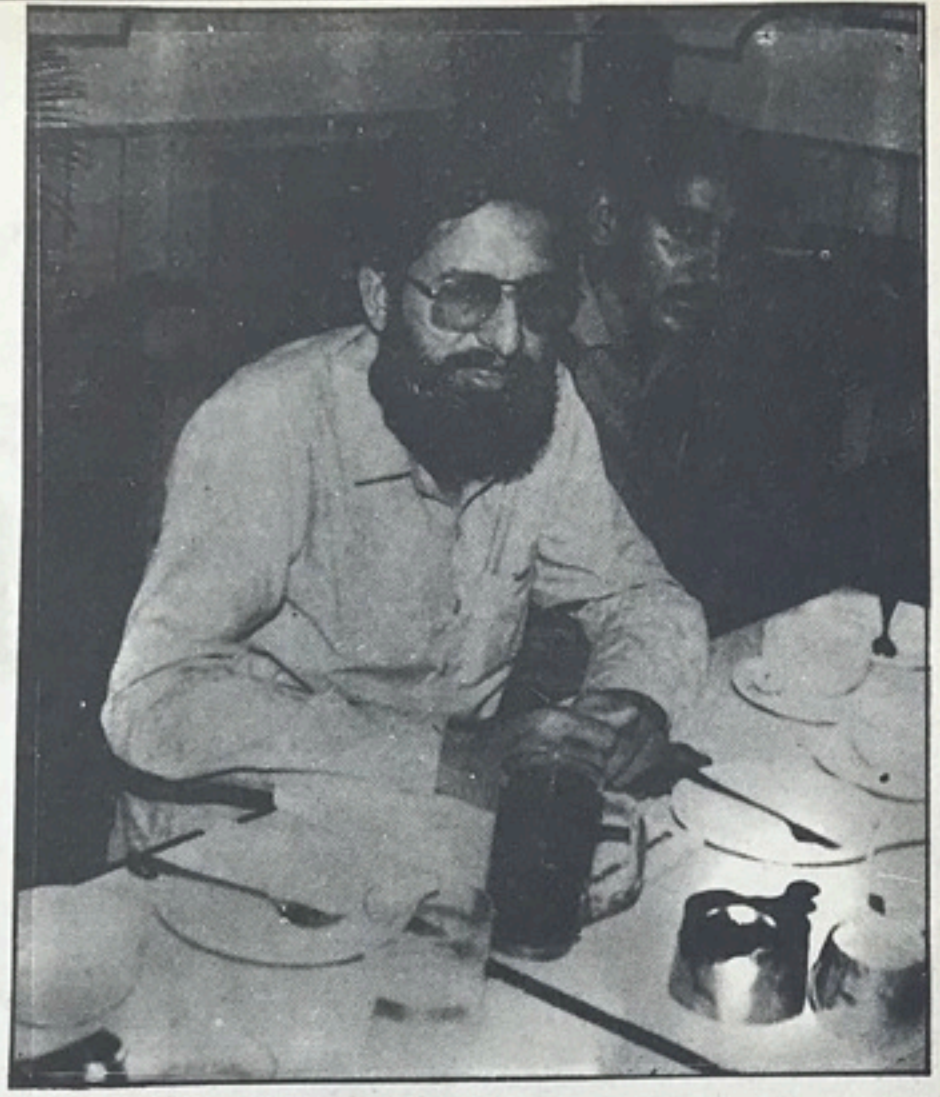

س. آپ اپنے بڑے کنونشن کے لیئے پیسے کہاں سے لیں گے.؟
ج. انجمن ۱۹۶۸ء میں قائم ہوئی تھی اب تک ہزاروں کارکن اس سے فارغ ہوئے ہیں. وہ سابقین ہر سال سالانہ اجتماع کے لیئے معاونت کرتے ہیں۔ اس کیلئے ہم نے کوپن چھاپے ہیں جو تعلیمی اداروں میں بیچ کر رقم اکٹھا کی جا رہی ہے۔ ہر شاخ ضلع میں جو بہ کو اور صوبہ میں مرکز کو رقم روانہ کرتا ہے کنونشن پر ہر طلبہ اپنے خرچے پہ آئے گا. وہاں کھانے کے لیئے سستے ہوٹل لگوا دیئے جائیں گے۔ جہاں مندوبین رقم خرچ کر کے کھانا کھائیں گے۔ اس طرح مرکزی تنظیم پر بہت بوجھ نہیں ہوگا۔
س. پنجاب حکومت کی طرف سے طلبہ جلوسوں پر پابندی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟
ج. پابندیاں ہم نے نہ پہلے قبول تھیں اور نہ اب قبول کریں گے۔ یہ غیر جمہوری طریقہ ہے۔ امن و امان کا قیام تو حکومت کی ذمہ داری ہے اس میں ناکامی کا بدلہ طلبہ سے لینے تو مناسب نہیں۔
س. وفاقی حکومت کی طرف سے نئے طریق کار انتخاب سے درسگاہوں میں امن قائم نہیں ہوگا!
ج. کبھی نہیں اس سے تو انتشار اور بڑھے گا۔ نامناسب طریقے سے من پسند لوگ منتخب کرانے کی کوشش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی. طلبہ کوئی ضابطۂ اخلاق قبول نہیں گے جس میں طلبہ کی رائے شامل نہ ہو۔
س. سنا ہے بیرون ملک سے بھی طلبہ آپ کے کنونشن میں شریک ہونگے۔ آپ کا بیرون ملک کن طلبہ تنظیموں سے رابطہ ہے؟
ج. انشاء اللہ بیرون ملک ہماری شاخوں کے و… شرکت کر رہے ہیں۔ ہمارا انٹرنیشنل اسلامک سٹوڈنٹ… مورمنٹ ناروے۔ ورلڈ فیڈریشن آف مسلم یوتھ لندن انٹرنیشنل اسلامک یوتھ کونسل انگلینڈ اور مجلس طلبہ اسلام بھادنگ سے رابطہ ہے۔
س. آپ کے کنونشن میں کتنے طلباء شریک ہوں گے اور اُس کے اثرات کیا ہونگے؟
ج. ہمارے اندازے کے مطابق ۲۵ ہزار طلبہ شریک ہونگے اور یہ تعلیمی امن کنونشن طلبہ کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کریگا۔ اس سے طلبہ کو نئی جہتیں ملیں گی۔ اور یہ تاریخ ساز اجتماع تشدد پسند اور غنڈہ عناصر کے عزائم خاک میں ملا دیگا

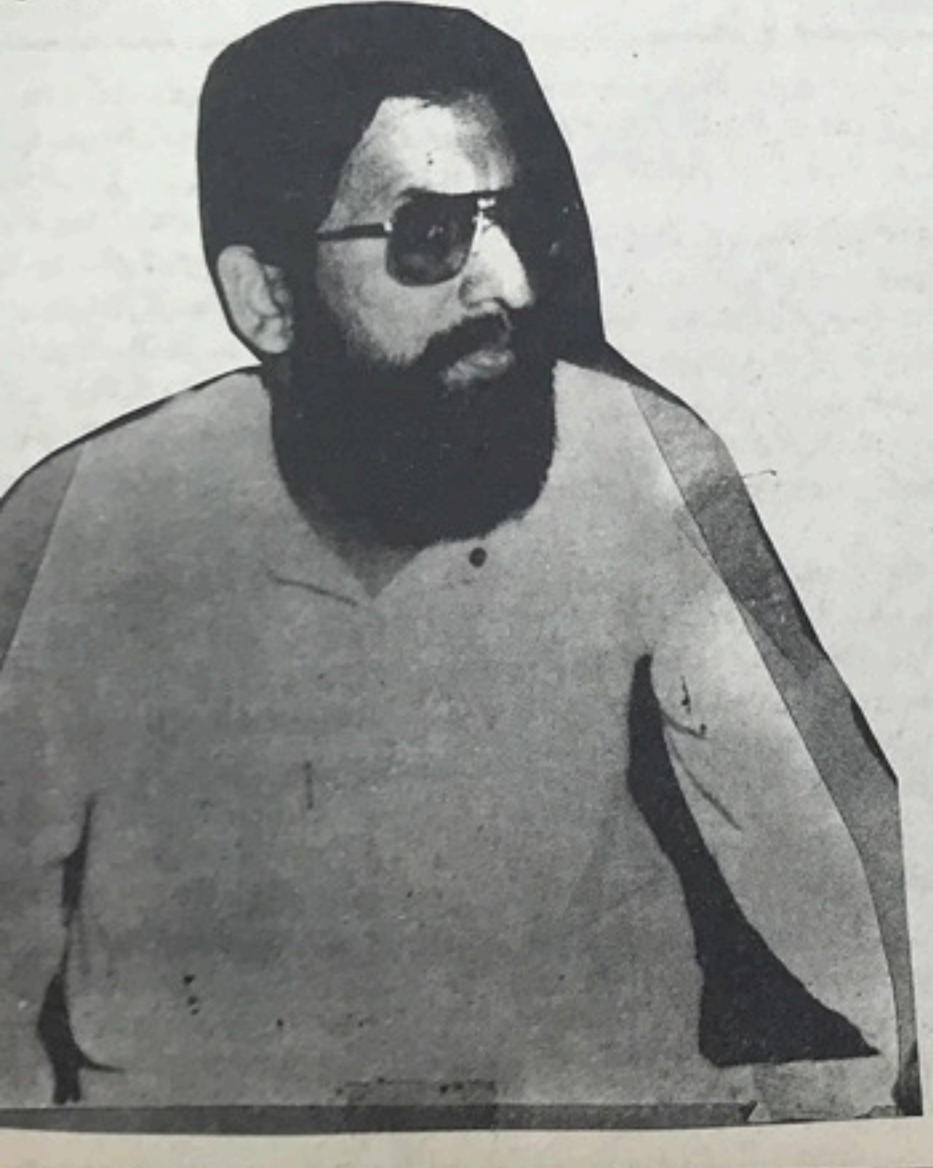

بھارت کی بدنام زمانہ کال گرل پامیلا کی دلچسپ رپورٹ

بھارت کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ اس کی سرکار نے چند ہی ممالک کو چین سے رہنے نہیں دیا تھا۔ کچھ عرصہ پیشتر تک اس کی کمٹ منٹ پاکستان سے چلتی رہی وہ تو بھلا ہو محترمہ بے نظیر بھٹو کا جنہوں نے برسراقتدار آکر نئی نسل کے رہنما جناب راجیو گاندھی کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور یوں دونوں ممالک کو کل کل سے نجات ملی۔

سری لنکا اور بنگلہ دیش سے بھی معاملہ کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ سری لنکا کے ساتھ محبت کا خاتمہ وہاں فوج بھیج کر کیا گیا۔ جبکہ بنگلہ دیش سے اٹھکیلیاں اب بھی جاری ہیں۔ بقول غالب کے مصرع

بجلی خوباں سے چلی جائے اسد۔

کی پیروی کرتے ہوئے اب خیال کی جانب توجہ مبذول ہوئی ہے۔

حکومت کے ہمنوا ایسے اب بھارت کے شہریوں نے بھی اس معاملے میں اپنی سرکار کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا ہے۔ بھارت کے دو شہری ان دنوں برطانیہ سمیت ایک دنیا کا ناطقہ بند کئے ہوئے ہیں۔

رسوائے زمانہ مصنف سلمان رشدی اور آزادانہ جنسی تعلقات کی علمبردار خوبرو حسینہ مس پامیلا بورڈیس نے اپنی سرگرمیوں سے جمہوریت زدہ … برطانوی معاشرے کی … کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

برطانیہ کے سیکرٹری خارجہ مسٹر جیفری ہاؤ نے دہلی میں دانشوروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات میں اسلام کے بارے میں جو توہین آمیز حوالے موجود ہیں ان کا ملک نہ ان کی حمایت کرتا ہے اور نہ اس کو نظر انداز کر سکتا ہے لیکن ان کا ملک تحریر و تقریر کی آزادی کے تحفظ کا قائل ہے۔ چہ خوب! اسلام کے بارے میں برطانیہ میں بیٹھ کر جو چاہے بکا جا سکتا ہے حکومت اس میں مداخلت نہیں کرے گی لیکن فاضل سیکرٹری سے یہ پوچھا جائے کہ جناب والا اگر برطانیہ میں کوئی شخص عیسائیت کو برا بھلا کہے تو کیا آپ اسی رواداری اور تحمل سے کام لیں گے۔

برطانوی مدبر سے ان کی پریس کانفرنس میں سلمان رشدی کے بارے میں تو سوالات کئے گئے لیکن اخبار نویسوں نے غالباً اپنے ملک کی بدنامی کے ڈر سے پامیلا بورڈیس کے معاملہ پر کچھ پوچھنا مناسب خیال نہ کیا۔

دہلی یا جے پور میں 18 اپریل 1962ء کو جنم لینے والی تیکھے نقوش اور صنف مخالف کو پاگل کر دینے والے سڈول بدن کی مالک پامیلا نے نہ صرف برطانوی وزیر اعظم مسز مارگریٹ تھیچر کے اقتدار کو ڈانواں ڈول کر دیا ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ اس کے انکشافات سے بھارت کے ایک سابق وزیر دفاع اور ایک سابق سیکرٹری خارجہ کی بھی مٹی پلید ہو جائے گی۔

برطانوی اخبارات میں ریاست ہریانہ کے جاٹ خاندان کی لڑکی کے بارے میں جنسی اسکینڈل کی اشاعت کے … اخبارات بھی تقریباً روزانہ اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ مرچ مسالہ شائع کر رہے ہیں۔ پامیلا سنگھ چودھری کو 1963ء کے جنسی اسکینڈل کی ہیروئن کرسٹین کیلر سے مشابہت دی جا رہی ہے۔ کرسٹین کیلر سے تعلقات کی پاداش میں ٹوری پارٹی کے وزیر جنگ جان پروفیومو کو مستعفی ہونا پڑا تھا اور وزیر اعظم ہیرالڈ میکملن کی حکومت کا تختہ ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔ برطانوی اخبارات کے مطابق 27 سالہ پامیلا موجودہ اسپورٹس منسٹر کولن موئی ہان کی نوکری لے سکتی ہے اور اپنے سابق باس ممبر پارلیمنٹ ڈیوڈ شا کے سیاسی مستقبل کا بیڑہ غرق کر سکتی ہے۔

ان دو صاحبان کے علاوہ پامیلا کے بے شمار سیاستدانوں، تاجروں اور اخبارات کے ایڈیٹروں سے جنسی تعلقات تھے۔ ڈیوڈ شا نے پامیلا کو پچاس پاؤنڈ ہفتہ کی ملازمت پر بطور ریسرچ اسسٹنٹ مقرر کیا تھا تین ماہ کی قلیل مدت ملازمت کے دوران ڈیوڈ شا نے پامیلا کے لئے ہاؤس آف کامنز کا پاس بنوا دیا۔

ہاؤس آف کامنز میں بے کھٹکے آمدورفت کے پروانے کو پامیلا نے بڑے لوگوں سے تعلقات بڑھانے میں استعمال کیا۔ فی الوقت صورت حال یہ ہے کہ برطانیہ کے دو اخبارات سنڈے ٹائمز اور آبزرور کے ایڈیٹران اینڈریو نیل اور ڈونالڈ ٹریلفورڈ اپنے جریدوں میں ایک دوسرے پر ملامت کی بوچھاڑ میں مصروف ہیں۔ دونوں ایک دوسرے پر الزام دھر رہے ہیں کہ پامیلا کے حسن و شباب سے مستفید ہونے کے علاوہ انہوں نے صحافت کے اعلیٰ اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

ادھر پامیلا کا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی اس کو ایک ملین پاؤنڈ دے تو وہ ایسے ایسے جنسی اسکینڈلوں پر سے پردہ اٹھائے گی جس سے موجودہ برطانوی حکومت کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اخبارات کا کہنا ہے کہ پامیلا کا تعلق لیبیا کے جاسوسوں سے رہا ہے۔ ہتھیاروں کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈیلر عدنان خشوگی اور بھارت کے پراسرار جوگی چندرا سوامی کے لئے کام

کرتی رہی ہے۔ چندرا سوامی کا نام سوئیڈن سے بوفورز توپوں کی خریداری میں 50 کروڑ روپے کمیشن کھائے جانے کے اسکینڈل میں لیا جاتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ سی آئی اے نے پامیلا کو ایران کو نوا ہتھیاروں کی خریداری کے معاملے میں استعمال کیا تھا۔

پامیلا کے بارے میں بھارتی اخبارات یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ ابتداء سے ہی بے راہرو تھی۔ اس کے والد میجر مہندر سنگھ چودھری چین سے 1962ء کی جنگ میں ہلاک ہو گئے تھے۔ ایک بھائی لیفٹیننٹ اوتار سنگھ 1971ء میں مشرقی پاکستان پر حملے کے دوران مارا گیا۔ اس کی ماں مسز شکنتلا نے ہریانہ ٹورزم ڈیپارٹمنٹ میں نوکری کر لی اور اپنی بچی کی پرورش کرنے لگی۔ تاہم اخبارات نے یہ بھی لکھا کہ ہریانہ سے تعلق رکھنے والے سابق وزیر دفاع اور بعد ازاں ہریانہ کے وزیر اعلیٰ مسز شکنتلا پر بے حد مہربان تھے۔ لیکن تعلق اور مہربانی کے باوجود یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ایک عام آرمی میجر کی لڑکی راجستھان کی مہارانی گیاتری دیوی کے خصوصی اسکول میں کس طرح تعلیم پاتی رہی۔ اس اسکول میں صرف مہاراجہ کے خاندان کے بچے اور اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے امراء کے عزیز و اقارب ہی داخل ہو سکتے تھے۔

پامیلا کی پیدائش کے بعد اس کے والدین میں علیحدگی ہو گئی۔ اس کو نہ باپ کی شفقت ملی اور نہ ماں کا پیار بیشتر مواقع پر پامیلا نے اپنے دوستوں سے اپنے والدین کے رویے کی شکایت کی۔ سخت گیر ماں کو جب بھی اپنی رنگ رلیوں سے فرصت ملتی تھی وہ اپنی محرومیوں کا غصہ چھوٹی سی بچی پر اتارا کرتی تھی۔ ایک انٹرویو میں مسز شکنتلا نے تسلیم کیا کہ رات گئے گھر آنے پر اس نے کئی بار پامیلا کو کتے باندھنے والی زنجیر سے پیٹا۔

جے پور سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد پامیلا نے اپنی ماں سے بھی جان چھڑائی اور دہلی کے ایک نامی گرامی تعلیمی ادارے لیڈی شری رام کالج میں داخلہ لے لیا اور ہوسٹل میں رہنے لگی۔ ذہنی آزادی نے اس کی فطری صلاحیتوں کو جلا بخشی اور جلد ہی اس نے دہلی کی ہائی سوسائٹی میں اپنے لئے ایک خاص مقام پیدا کر لیا۔ اس کی ساتھی لڑکیاں کہتی ہیں کہ پامیلا کے لئے دن رات ٹیلیفون آتے تھے اور سب کے سب مردوں کے ہوتے تھے۔ بعد ازاں جب اس کی والدہ بھی دہلی منتقل ہو گئیں تو ایک بار پھر پامیلا کے رنگ میں بھنگ پڑنے لگا۔ وہ قیمتی ملبوسات، زیورات اور غیر ملکی کاروں کی دلدادہ تھی۔ پیسے کی اسے ہر وقت ضرورت رہتی تھی۔ پیسہ کمانے کے لئے اس نے ماڈلنگ شروع کر دی لیکن ماں کی سخت گیری اور دہلی کو اپنے من کی جولانیوں کے لئے تنگ پاتے ہوئے وہ اپنے ایک ہوٹل کی اسٹورز دوست کے ساتھ بمبئی فرار ہو گئی بمبئی میں اس کے جوہر خوب کھلے۔ قدر دانوں کا جمگھٹا اس کے گرد رہنے لگا۔ جنہوں نے اسے 1982ء میں مس انڈیا کے مقابلے میں پہنچوا دیا۔

مس انڈیا منتخب ہونے کے بعد پامیلا کو اندازہ ہوا کہ ہندوستان اس کی کامناؤں کی تکمیل کے لئے بہت محدود ہے۔ … مس یونیورس مقابلے میں شرکت کے لئے پیرو کا سفر … ناکامی اس لئے ہوئی کہ وہاں اسے مختلف مالدار آسامیوں سے اپنے جسم و جاں کا سودا کرنا شروع کر دیا۔ مقابلے کے آرگنائزرس نے اس کو خارج کر دیا۔ پیرو سے پامیلا کیلی فورنیا پہنچی وہاں کچھ عرصے لوگوں کی دل بستگی کا سامان فراہم کیا اور پھر اچانک پیرس چلی گئی۔ پیرس میں اس کا ٹکراؤ ایک ریکارڈ پروڈیوسر ڈومنک جیکولیس بورڈیس سے ہوا۔ چند ماہ کی رفاقت کے بعد پامیلا نے اس سے شادی کر لی اور پامیلا سنگھ چودھری سے پامیلا بورڈیس بن گئی کہا جاتا ہے کہ فرانسیسی شہری بورڈیس سے شادی کا مقصد یورپ میں قیام کی سہولت اور فرنچ پاسپورٹ کا حصول تھا۔ مصلحت کی یہ شادی جلد ہی ختم ہو گئی اور دو سال تک امریکہ اور یورپ میں بھٹکنے کے بعد 1984ء میں پامیلا نے انگلینڈ کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے منتخب کیا۔ بورڈیس کو تین ماہ کے اس ہنی مون کے ختم ہو جانے کا مطلق افسوس نہیں۔ وہ کہتا ہے پامیلا اس سے زیادہ کی مستحق تھی۔ جو شب و روز میں نے اس کے ساتھ گزارے وہ یادگار رہیں گے۔

لندن میں پامیلا نے اپنے بیش قیمت بدن کی دولت کا دنیاوی سیم و زر سے دل کھول کر تبادلہ کیا۔ دن میں وہ ممبر پارلیمنٹ ڈیوڈ شا کی ریسرچ اسسٹنٹ ہوتی تھی اور ہاؤس آف کامنز میں طبقۂ امراء کے ساتھ سرگوشیاں کرتی تھی اور رات کو اسکے دیوانہ بنا دینے والے پیکر سے ہر وہ شخص فیضیاب ہو سکتا تھا۔ جو ایک ہزار پاؤنڈ اس پر نچھاور کر سکتا ہو۔ چار سال تک پامیلا اپنا یہ دوہرا کردار بڑی کامیابی سے نبھاتی رہی لیکن برا ہو اخباری برادری کا جس کو دنیا والوں کی خوشیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں نیوز آف ورلڈ نے 12 مارچ کی اشاعت میں چنگھاڑتی ہوئی سرخیوں کے ساتھ لندن کے باسیوں کو بتا دیا

پامیلا کو اس کے والدین نے ۱۹۸۱ء میں ہی گھر سے نکال دیا تھا۔

کہ پامیلا ایک بے حد مہنگی کال گرل ہے۔ وہ دن ہے اور آج کا روز کہ لندن اور بھارت کے اخبارات اس کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گئے ہیں۔

پامیلا اپنے بدن کا خراج وصول کرنے کے بارے میں بے حد محتاط رہتی تھی۔ وہ صرف ایسے اشخاص کو اپنے شبستان تک آنے کی اجازت دیتی تھی جن کے بارے میں اس کو یقین ہوتا تھا کہ وہ اس کو بلیک میل نہیں کریں گے لیکن چالاک سے چالاک شخص بھی کبھی نہ کبھی دھوکا کھا جاتا ہے۔ پامیلا کو اندازہ نہ ہو سکا کہ ایک پارٹی میں بظاہر شراب کے نشے میں چور جس شخص سے اپنے پوشیدہ لمحات کا سودا کیا تھا وہ دھوکے کی ٹٹی تھی جس کو نیوز آف دی ورلڈ کے ایڈیٹر نے بھیجا تھا۔ پامیلا نے اس سے پانچ سو پاؤنڈ پر بات طے کر لی۔ جعلی شرابی نے پیسے بھی گننے شروع کر دیئے لیکن پھر زیر لب کچھ بڑبڑا کر وہ شخص رفو چکر ہو گیا۔ اور تیسرے دن اخبار میں فوٹوؤں کے ساتھ پامیلا کی بربادی کا سامان موجود تھا۔

پامیلا کو لندن کے بے حد … اور فیشن ایبل علاقے ویسٹ منسٹر میں اپنے گاڑھے پسینے اور کڑی مشقت کی کمائی سے خریدے ہوئے دو لاکھ 75 ہزار پاؤنڈ کے فلیٹ کو یوں اچانک چھوڑتے ہوئے بے حد افسوس ہوا ہو گا لیکن اخبارات میں اس کی قلعی کھل جانے کے بعد اس کے پاس راہ فرار اختیار کرنے کے علاوہ کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔

لندن میں اس کے آشنا تو خوفزدہ ہیں ہی کہ یہ خوبصورت بلا واپس آکر نہ جانے اور کیا گل کھلائے لیکن دہلی میں اس کے حسن و شباب کی خوشہ چینی کرنے والے سابق وزیر دفاع اور سابق سیکرٹری خارجہ کی رات کی نیند اور دن کا چین بھی حرام ہو گیا ہے۔

دہلی کے شمارے سنڈے آبزرور میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق سابق سیکرٹری خارجہ کا تعارف پامیلا بورڈیس سے ایک سندھی بھارتی خاتون نے کرایا تھا۔ یہ خاتون ویسٹ منسٹر میں امراء کی دل بستگی کیلئے ایک بورڈنگ چلاتی ہیں سندھی خاتون سے ملانے کیلئے سابق سیکرٹری خارجہ کو لیجانے والے تھے شہرت یافتہ خدائی خدمتگار چندرا سوامی جن کا دعویٰ ہے کہ سابق فارن سیکرٹری اور لندن میں اس وقت مقیم سندھی خاتون دونوں ان کے مرید ہیں۔

سندھی خاتون کو برطانوی حکام نے عصمت فروشی کی کمائی پر گزارہ کرنے کا مرتکب قرار دے کر ان پر مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ جس میں کم سے کم سزا پانچ سال تھی بتایا جاتا ہے کہ سابق فارن سیکرٹری نے جو اس وقت اس منصب جلیلہ پر فائز تھے برٹش فارن آفس میں اپنے اثرات استعمال کر کے سندھی خاتون کی گلو خلاصی اس بنیاد پر کرائی کہ خاتون انگلینڈ سے رخصت ہو جائے گی اور پھر کبھی سرزمین انگلستان پر قدم نہیں رکھیں گی۔ یہ خاتون اب بمبئی کے ایک پوش علاقے میں اپنی کاروباری مصروفیات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پامیلا کا معاملہ جب اخبارات میں اٹھا تو ان خاتون کا بھی ذکر آیا اخبار نویسوں نے ان سے رجوع کیا لیکن بتایا جاتا ہے کہ انہیں ہدایات ملی ہیں کہ وہ اپنا منہ بند رکھیں ورنہ انجام بخیر نہ ہو گا۔ سابق فارن سیکرٹری دراصل ان تصاویر کے بارے میں زیادہ فکرمند ہیں جن میں انہیں پامیلا کو … سے بڑے والہانہ انداز میں گفتگو کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ فوٹو سندھی خاتون کے قبضے میں ہیں۔

دریں اثناء مقامی اخبارات میں پامیلا کی والدہ مسز شکنتلا کا انٹرویو شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ یہ لڑکی اگر پیدا ہوتے ہی مر جاتی تو اچھا تھا۔ عمر رسیدہ لیکن اب بھی دلکش خدوخال کی مالک مسز شکنتلا نے اپنے سر پر دوپٹے کا بھرپور پلو ڈالتے ہوئے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ یہ افواہ سراسر غلط ہے کہ ڈیفنس کالونی کا موجودہ مکان انہیں پامیلا نے خرید کر دیا ہے۔ ڈیفنس کالونی کا شمار دہلی کی فیشن ایبل کالونیوں میں ہوتا ہے اور یہاں مکانات کی قیمت 30 تا 50 لاکھ روپیہ ہے۔ مسز شکنتلا نے یہ نہیں بتایا کہ یہ مکان انہوں نے کس طرح حاصل کیا۔ انہوں نے کہا اس لڑکی نے ہمیں کہیں کا نہیں رکھا۔ ہمارا گھرانہ ایک معزز گھرانہ ہے۔ ہمارے لوگوں نے وطن کیلئے جانیں قربان کی ہیں لیکن پامیلا نے اپنے کرتوتوں سے ان سب پر پانی پھیر دیا۔ اگر اخبارات میں چھپنے والی یہ سب باتیں درست ہیں تو ہمارے خاندان کو کوئی اعتراض نہیں کہ پامیلا کو کیا سزا ملتی ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تو پامیلا کو 1981ء میں ہی گھر سے نکال دیا تھا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا اپنی بیٹی کو اگر وہ سولی پر لٹکتے دیکھیں تو … انہوں نے جواب دیا "وہ ایک طرح سے ہمارے لئے مر چکی ہے"۔

ماضی کے جھرونکوں سے

ڈینس للّی

آسٹریلیا کے تاریخ ساز بولر کے دلچسپ واقعات اُن کی اپنی زبانی

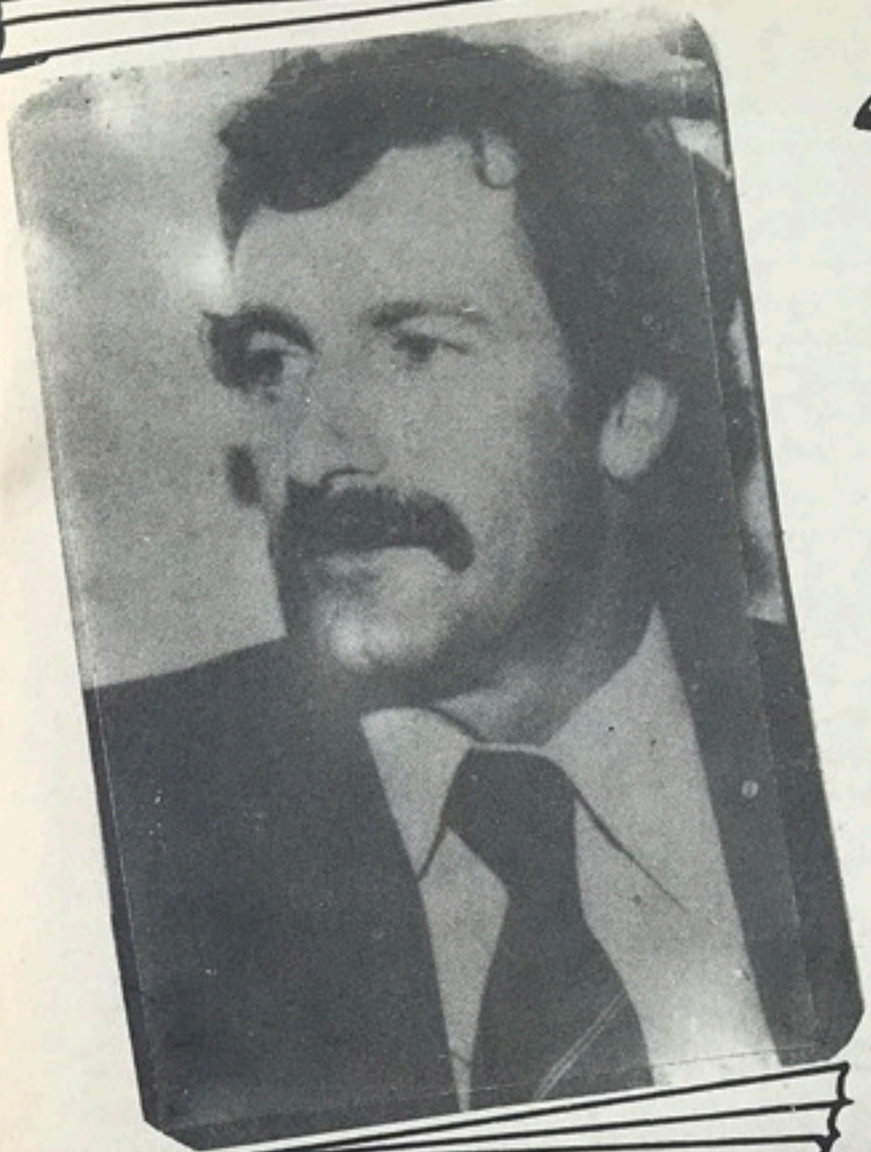

۱۹۷۵ء میں میلبورن کی وکٹ بہت زیادہ خراب کھیل رہی تھی اور کم از کم ان آسٹریلوی شہریوں کے لئے باعث شرم تھا جو سمجھتے ہیں کہ میلبورن کی وکٹ دنیا کی بہترین وکٹ ہونی چاہیئے' اس لئے کہ ٹیسٹ کرکٹ کا آغاز یہیں سے ہوا تھا۔ بہر حال ان دنوں وہ وکٹ بہت خراب ہو گئی تھی' اُس پر ہر طرف سے نکتہ چینی کی جا رہی تھی' چنانچہ جب نیوزی لینڈ اور انڈیا کی ٹیموں سے مقابلہ کا موقع آیا تو اس وکٹ کو ٹھیک کیا گیا اب ایک پرانی وکٹ کی مرمت سے کیا کام چل سکتا ہے۔ بہرحال اس وکٹ کی مرمت کی گئی اس پر نئی گھاس لگا دی گئی۔ آؤٹ فیلڈ ٹھیک کی گئی وہاں بھی گھاس لگائی گئی اور اس مرمت کے بعد یہ فرض کر لیا گیا کہ وہ وکٹ بہت اچھا کھیلے گی' حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ خاص طور پر جب انڈیا کے خلاف ہم نے وہاں ٹیسٹ کھیلا تو صورت حال بہت ہی زیادہ سنگین ہو گئی۔ یہ ٹیسٹ بعد میں کھیلا گیا تھا اس وقت تک وکٹ پر جگہ جگہ ابھار سے بن گئے تھے۔ دراڑیں سی پڑ گئی تھیں اور گیند ان پر ٹپ کھا کر غیر یقینی انداز میں اٹھتا تھا۔ چنانچہ اس پر بیٹنگ کرنا بڑا خطرناک ہو گیا تھا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ انڈیا کے خلاف ٹیسٹ کے دوران خود ہمارے بیٹسمینوں میں سے کئی ایک نے کہا کہ شکر ہے خدا کا ہم یہ ٹیسٹ ویسٹ انڈیز سے نہیں کھیل رہے ہیں۔ اگر ویسٹ انڈین بولروں کو یہاں بولنگ دے دی جائے تو یقینی طور پر ایک آدھ بیٹسمین کی تو جان چلی جائے گی۔ جب انڈیا کے سلو بولرز ہمارا حشر خراب کئے دے رہے ہیں۔۔۔ تو ویسٹ انڈیز کے فاسٹ بولرز کی گیند تو زیادہ مہلک ثابت ہو گی۔ یہ خوف اس لئے بھی تھا کہ آئندہ سال ویسٹ انڈیز کو آنا تھا اور اُن کا ایک ٹیسٹ میلبورن میں یقینی تھا۔

اس وکٹ پر ہم لوگ نیوزی لینڈ سے بھی ہارتے ہارتے بچے۔ ڈاگ والٹرز نے شکست سے بچا لیا۔ اُن کی خوبصورت سنچری ہماری ٹیم کے لئے بچاؤ کا سبب بنی۔ جیکن جم ہگز نے بھی اُن کا خوب ساتھ دیا۔ وہ ۹۰ منٹ تک کریز پر کھڑے رہے اور والٹرز کے ساتھ مل کر اسکور میں ساٹھ رنز کا اضافہ کیا۔ حالانکہ جم ہگز کبھی اچھے بیٹسمین نہیں رہے۔ انہوں نے فرسٹ کلاس کرکٹ میں رنز کم بنائے ہیں اور صفر زیادہ اسکور کئے ہیں۔ مگر اُس دن وہ کچھ غیر معمولی انداز کی بیٹنگ کر گئے۔ جہاں تک ڈاگ والٹرز کی سنچری کا تعلق ہے تو سچی بات یہ ہے کہ یہ سنچری امپائر رابن بیلش کی مرہون منت تھی۔ کیونکہ جم ہگز نے آغاز اچھا نہیں کیا تھا۔ لانس کینز کے ایک باؤنسر پر انہوں نے وکٹ کیپر کو کیچ دے دیا تھا لیکن امپائر بیلش نے اس باؤنسر کو خطرناک گیند قرار دیتے ہوئے نو بال کا اشارہ دیا تھا۔ امپائر کا کہنا تھا کہ آخر میں آنے والے کھلاڑیوں کو باؤنسر نہیں مارا جا سکتا۔ جب کہ میرا خیال ہے کہ امپائر کا فیصلہ غلط تھا۔ لانس کی وہ گیند کسی طرح بھی "خطرناک" نہیں تھی اس لئے کہ کینز ایک میڈیم پیسر ہیں۔ بہر حال امپائر کا فیصلہ اپنی جگہ تھا۔ وہ گیند خطرناک تھی خواہ وہ کتنی ہی سلو رہی ہو۔ قانون میں یہی کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ جم ہگز جمے رہے اور انہوں نے ڈاگ والٹرز کی سنچری بنوا دی۔

ہم کو پہلی اننگز میں نیوزی لینڈ پر صرف چار رنز کی سبقت حاصل تھی' مگر دوسری اننگز میں رچرڈ ہیڈلی کی بولنگ کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکا۔ ہیڈلی نے وکٹ کی صورت حال سے خوب خوب فائدہ اٹھایا اور چھ وکٹ لے لئے۔ اُن کی گیند پچ پر گرنے کے بعد زیادہ اوپر نہیں آتی

اور بیٹسمین بیٹ ہو جاتا تھا۔ ہماری ٹیم صرف ۱۰۸ رنز بنا سکی۔ نیوزی لینڈ کو جیتنے کے لئے ۱۹۰ رنز درکار تھے اور انہوں نے ایک وکٹ کے نقصان پر آدھا اسکور بھی کر لیا۔ اس وقت ہم سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ میچ ہاتھ سے نکل رہا تھا۔ ایسے میں گریگ چیپل نے گیند لی اور انہوں نے آتے ہی ہاورتھ اور پارکر کو آؤٹ کر دیا۔ بس اس کے بعد نیوزی لینڈ والے محتاط ہو گئے۔ انہوں نے میچ جیتنے کی کوشش ترک کر کے میچ بچانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس میچ میں جہاں بولر آسانی سے وکٹ لے سکتے تھے مجھے پہلی اننگز میں کوئی وکٹ نہیں ملی اور دوسری اننگز میں صرف ایک وکٹ مل سکی۔ اس کی وجہ شاید یہ رہی کہ میں وکٹ کی گندی حالت دیکھ کر خود اتنا نروس ہو گیا کہ ایسی وکٹ پر مجھ سے گیند نہیں کرائی گئی۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں کوئی کھلاڑی میری گیند سے شدید زخمی نہ ہو جائے۔ حالانکہ بعد میں مجھے افسوس بھی ہوا کہ میں نے زیادہ وکٹیں لینے کا چانس گنوا دیا۔

نیوزی لینڈ کے خلاف سیریز ہم نے دو صفر سے جیت لی۔ اب اس سیزن کے دوسرے پروگرام کا انتظار تھا۔ یعنی انڈین ٹیم کے خلاف زور آزمائی کا موقع آ رہا تھا۔ انڈیا کے بیٹسمین زیادہ بہتر تھے اس لئے وہ کم از کم میرے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتے تھے مگر میرے تمام اندیشے پہلے ہی ٹیسٹ میں غلط ثابت ہوئے۔ سڈنی ٹیسٹ میں انڈین بیٹسمین ناکام رہے اور ہم نے اُن کو بہت جلد پویلین کا راستہ دکھا دیا۔ جب کہ آسٹریلیا کی بیٹنگ اور بولنگ ان سے زیادہ بہتر تھی۔ ٹیسٹ تین دن میں ختم ہو گیا۔ اس سیزن کے دوران یہ تیسرا ٹیسٹ میچ تھا جس کا فیصلہ تین دن میں ہو گیا۔ انڈین بیٹسمین آسٹریلیا کی بولنگ کا سامنا کرتے ہوئے گھبرا رہے تھے اور وہ ایک اننگز سے ہار گئے۔ سڈنی ٹیسٹ کی خاص بات گریگ چیپل کی ڈبل سنچری تھی۔ چیپل کے ۲۰۴ رنز دونوں ملکوں کے درمیان زیادہ انفرادی اسکور کا ریکارڈ ہے۔ یہ اننگز اس لئے بھی بڑی یادگار تھی کہ گریگ چیپل نے بیماری کی حالت میں جرأتمندانہ کھیل پیش کیا۔ انہوں نے تمام دن گرمی اور دھوپ میں وکٹ پر گزارا اور آسٹریلیا کے لئے فتح کی بنیاد رکھ دی۔ میں نے کئی موقعوں پر چیپل کو بیماری کی حالت میں کھیلتے دیکھا اور اس حالت میں اُس نے کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ بیمار ہے یا تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ وہ بہت عظیم کھلاڑی تھا' اُس نے ہمیشہ آسٹریلیا کے لئے عمدہ کھیل پیش کرنے کی کوشش کی اس لئے ٹیم کے تمام ممبر اس کی بے انتہا عزت کرتے تھے۔

کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ کرکٹ کسی ایک خاندان کے کئی افراد کھیل سکتے ہیں اور کھیلے ہیں۔ لیکن کیا کوئی خاندان ایک ہی وقت میں دو اتنے عظیم کھلاڑی پیدا کر سکتا ہے۔ گریگ چیپل اور آئن چیپل دونوں کا شمار آسٹریلیا کے عظیم کھلاڑیوں میں کیا جاتا ہے۔ دونوں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ پھر تیسرے بھائی ٹریور چیپل بھی کچھ کم نہیں۔ وہ بھی بہت اچھے کھلاڑی ہیں۔ کسی ایک فیملی میں اتنے نادر روزگار کھلاڑی پیدا ہوں' یہ سب کچھ ناقابلِ یقین معلوم ہوتا ہے۔

سڈنی ٹیسٹ میں ہی میں نے پہلی مرتبہ انڈیا کے مشہور آل راؤنڈر کپیل دیو کو دیکھا۔ کپیل دیو پہلی مرتبہ آسٹریلیا آئے تھے مگر اُن کی شہرت پہلے سے آسٹریلیا میں پھیل گئی تھی۔ پہلی نظر میں ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ کپیل کوئی معمولی بولر نہیں ہے۔ اُس کی گیند انڈیا کے دیگر تمام بولروں سے کہیں زیادہ تیز نکلتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آؤٹ سوئنگر اور آف کٹر کے سبب سے وہ مخالف بیٹسمین کے لئے بڑا خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ مجھے وہ نیوزی لینڈ کے رچرڈ ہیڈلی کی طرح کا بولر دکھائی دیا۔ خصوصاً لائن و لینتھ پر کنٹرول زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ ہیڈلی کی طرح بیٹسمین پر چھا جاتا ہے۔ انڈین ٹیم اپنے بیٹسمینوں کی خراب بیٹنگ کے باعث سڈنی ٹیسٹ ہار گئی۔ ورنہ کپیل دیو جیسے بولر سے وہ زیادہ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ کپیل دیو یقینی طور پر میچ جتوانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ مگر انڈیا کے بیٹسمین سر مایہ نکلنے والے کسی کروڑپتی کی طرح وکٹیں گنواتے رہے اور ہار گئے۔

اتفاق سے پہلا ٹیسٹ کرسمس کے چند روز بعد شروع ہوا تھا۔ اُس کے حوالے سے کپتان سنیل گاواسکر نے بیان دے ڈالا کہ۔

"ہم نے اپنے وکٹ کرسمس کے تحفے کی طرح آسٹریلوی بولرز کو پیش کئے ہیں۔۔ مشکل یہ ہے کہ ہم انڈین خود کرسمس نہیں مناتے لیکن ہم نے آپ کو خوش کر دیا۔"

دوسرا ٹیسٹ ایڈیلیڈ میں پانچ دن تک چلتا رہا۔ گرمی کی شدت اور دھوپ کے باوجود کھیل کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اس میچ کی دو اننگز قابلِ دید تھیں۔ کم ہیوز نے اپنے جڑواں بیٹوں کی خوشخبری ملتے ہی ڈبل سنچری بنا ڈالی اور انڈیا کے خلاف زیادہ اسکور

کرنے کا اعزاز چیپل سے چھین لیا۔ ہیوز کی اننگز کافی خوبصورت تھی۔ انہوں نے بہترین فٹ ورک کا مظاہرہ کرتے ہوئے آسٹریلیا کا اسکور ۵۲۸ تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد تو مجھے یقین ہو چلا تھا کہ آسٹریلیا یہ میچ بھی جیت جائے گا۔ لیکن انڈین ٹیم کے کھلاڑی سندیپ پاٹل کچھ اور موڈ میں نظر آئے۔ وہ ذرا بھاری بلا استعمال کرنے کے عادی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اُن کے بلے کی بیک لفٹ بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ جب بلا گیند پر پڑتا ہے تو گیند کسی فیلڈر کے ہاتھ آنی مشکل ہوتی ہے۔ سندیپ پاٹل جب بیٹنگ کے لئے آئے تو اس وقت انڈیا کے چند کھلاڑی ۱۳۰ کے اسکور پر آؤٹ ہو چکے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے آسٹریلیا کے خلاف بولروں کو گنتی کا ناچ نچا دیا۔ سندیپ پاٹل کی اننگز کم ہیوز کی اننگز سے زیادہ سنسنی خیز تھی اور آسٹریلیا کے خلاف ۱۷۴ رنز کسی انڈین کھلاڑی کا زیادہ رنز بنانے کا ریکارڈ تھا۔ سندیپ پاٹل کی اننگز کی وجہ سے آسٹریلیا کو انڈیا کے خلاف زیادہ بڑی لیڈ نہ مل سکی اور دوسری اننگز میں ہم لوگوں کو زیادہ رنز بنا کر انڈیا کو بیٹنگ کرانے کا وقت نہ مل سکا

میچ ڈرا ہو گیا حالانکہ لین پاسکو نے بڑی تیز بولنگ کرنے کی کوشش کی اور ان کو جلدی جلدی تین وکٹ بھی مل گئے مگر انڈین بیٹسمین میچ بچا گئے۔ ممکن ہے کہ اگر ہم ہگز کو ٹیم میں رکھا جاتا تب بھی ہم جیت جاتے۔ ہم ہگز اس سیزن میں بڑے کامیاب جا رہے تھے مگر آسٹریلین سلیکٹرز کی عقل کو کیا کہیے کہ انہوں نے ہم ہگز کو بارھواں کھلاڑی لیا اور یارڈلے کو موقع دیا۔ میرا خیال ہے کہ اس میچ میں دو اسپنرز کھلانے چاہیے تھے۔

تیسرے ٹیسٹ میں سلیکٹرز نے ایک اور حماقت کی۔ اس بار ایک فاسٹ بولر کم کر کے دو اسپنرز کھلا دیئے۔ جہاں دو اسپنرز کی ضرورت تھی وہاں سے تو ہگز کو ہٹا دیا جہاں کی وکٹ کے لئے یہ مشہور تھا کہ وہ فاسٹ بولروں کی مدد کرتی ہے وہاں دو اسپنرز لے لئے اور فاسٹ بولر کم کر دیا۔ تیسرے ٹیسٹ میں راڈنی ہاگ کو ڈراپ کر دیا گیا۔

چنانچہ اس حماقت کے نتیجہ میں میلبورن ٹیسٹ ہم ہار گئے اس لئے کہ ہمارے پاس فاسٹ بولنگ کمزور ہو چکی تھی۔ انڈیا نے میلبورن میں ٹاس جیت کر پہلے خود بیٹنگ کی گنڈپا وشواناتھ نے مشکل حالات میں بڑے تحمل کے ساتھ بیٹنگ کی اور سنچری بنا ڈالی۔ ان کی سنچری کی وجہ سے بھارتی ٹیم کا اسکور ۲۳۷ ہو گیا۔ آسٹریلیا کی طرف سے اس کے جواب میں ایلن بورڈر نے سنچری کی اور ہمارا اسکور مجموعی طور پر ۴۱۹ ہو گیا۔ اس وقت تک مجھے یہ یقین تھا کہ ہم لوگ جیت جائیں گے۔ لیکن دوسری اننگز میں گواسکر نے بڑی عمدہ بیٹنگ کی۔ بلاشبہ گواسکر دنیا کا بہترین اوپننگ بیٹسمین ہے۔ انڈین ٹیم نے بغیر کسی نقصان کے ۱۶۵ رنز بنا لئے تو ہم کو یہ میچ بھی جیتنا مشکل معلوم ہونے لگا۔ چیتن چوہان اور گواسکر پر ہم میں سے کسی کا کوئی بس نہیں چل رہا تھا۔ بالآخر میں نے گواسکر کو ایل بی ڈبلیو کر دیا۔ اپیل ہوئی اور امپائر نے انگلی اٹھا دی۔ مگر گواسکر وکٹ پر کھڑے رہے۔ وہ اپنے بلے کی جانب اشارہ کر رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ گیند بلے پر لگ کر گئی ہے۔ میں خود گواسکر کے پاس گیا اور میں نے ان کو امپائر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے آپ کا کھڑا رہنا بیکار ہے..... اب آپ کو معلوم ہے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ گواسکر نے میری نصیحت پر عمل کیا اور وکٹ چھوڑ کر پویلین کی طرف چل دیئے لیکن اپنے ساتھ چیتن کو بھی لے گئے بلکہ انہوں نے چیتن کو آگے رکھا اور خود اس کے پیچھے تھے۔ ہم سب کھڑے دیکھ رہے تھے۔ وہ دونوں میدان کے کنارے پہنچ گئے تھے ٹیم کے منیجر ونگ کمانڈر شاہد درانی بھاگتے ہوئے آئے اور انہوں نے چیتن کو واپس وکٹ پر بھیجا۔ ان کے ساتھ دلیپ وینگسارکر بھی تھے۔ میں حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن جب دونوں انڈین بیٹسمین واپس کریز پر آ گئے تو اطمینان ہوا کہ چلو کوئی ناخوشگوار بات نہیں ہوئی۔ میچ دوبارہ شروع ہو گیا۔ چیتن چوہان اس پورے واقعے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ چنانچہ چند منٹ بعد چوہان نے بھی میری ایک ایسی گیند کو جو وکٹ سے کافی دور تھی ہر دس پانڈلے کی جانب اچھال دیا اور وہ یارڈلے کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔ اس وکٹ کے ساتھ ہی میں نے ٹیسٹ کرکٹ میں ۲۴۸ وکٹیں لے لیں۔ اور سب سے زیادہ ٹیسٹ وکٹ لینے کا رچی بینو کا ریکارڈ ٹوٹ گیا۔ میں نے مسکراتے ہوئے چینل نائن کے کمنٹری بکس کی طرف دیکھا جہاں رچی بینو بیٹھے ہوئے کمنٹری کر رہے تھے۔ انہوں نے یقینی طور پر میرا سگنل وصول کر لیا ہو گا۔ مجھے اس ریکارڈ کو اپنے نام لکھوانے پر بڑی خوشی ہوئی۔ رچی بینو اپنے زمانے کے عظیم کھلاڑی تھے۔ کسی عظیم کھلاڑی کے ریکارڈ کو برابر کرنا یا توڑنا بھی بڑا اعزاز ہے۔ چنانچہ میں نے فخر سے سر اونچا کر لیا اور چینل نائن کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ مسکرایا اس لئے کہ اب میں ان کھلاڑیوں میں شامل ہو گیا جن کو بڑے ریکارڈ کے باعث لوگ ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

انڈیا کی ٹیم دوسری اننگز میں ۳۲۴ رنز بنا کر آؤٹ ہو گئی۔ آسٹریلیا کو میچ جیتنے کے لئے صرف ۱۴۳ رنز بنانے تھے۔ وقت بھی کافی تھا۔ پھر کپیل دیو جیسا اہم بولر زخمی تھا۔ آف اسپنر شیولال یادیو کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ ان حالات میں آسٹریلیا کی فتح یقینی تھی۔ ہارنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ میں نے مان لیا کہ وکٹ خراب ہو گئی تھی لیکن یہ بھی نہیں تھا کہ انڈیا کی کمزور بولنگ کے سامنے ایک ٹیم ۱۴۳ رنز نہ کر سکے۔ چنانچہ ہمارے کھلاڑیوں نے بہت آسان انداز میں لیتے ہوئے لاپرواہی سے اننگز شروع کی۔ کپیل دیو پہلے سے بہتر ہو گئے تھے اس لئے انہوں نے بڑی عمدہ بولنگ کی اور ۲۸ رنز دے کر پانچ وکٹ لے لئے۔ ہماری ٹیم صرف ۸۳ رنز کے معمولی اسکور پر آؤٹ ہو گئی۔ صرف تین کھلاڑی دوہرے ہندسوں تک پہنچ سکے۔ انڈیا کی ٹیم ۵۹ رنز سے جیت گئی اور اس طرح یہ سیریز ۱-۱ سے برابر ہو گئی۔

اسی دوران آسٹریلیا نے سنسنی خیز مقابلے کے بعد بینسن اینڈ ہیجز کپ ٹورنامنٹ نیوزی لینڈ کو ہرا کر جیت لیا۔ فائنل کا پہلا میچ سڈنی میں کھیلا گیا اور ہم لوگ ہار گئے لیکن میلبورن کے دونوں میچ ہم نے جیتے جو تھا میچ سڈنی میں ہوا وہ بھی ہم لوگ جیت گئے اور ٹرافی حاصل کر لی۔

> کسی ایک خاندان میں
> بیک وقت دو عظیم کرکٹرز کبھی
> نہیں پیدا ہوئے۔ مگر آئن اور
> گریگ دونوں اپنا جواب
> نہیں رکھتے تھے

میلبورن میں کھیلا جانے والا دوسرا فائنل مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس میچ میں میرے کرکٹ کیریئر کا سب سے عجیب واقعہ ہوا جس کی وجہ سے ایک طوفان آ گیا۔ بیان بازی کا ایک سلسلہ چل نکلا اور یہ میچ کافی متنازعہ ثابت ہوا۔ تنازعہ کا آغاز تو اس وقت ہوا جب امپائر نے گریگ چیپل کو آؤٹ دینے سے انکار کر دیا۔ ہوا یہ کہ گریگ چیپل نے مڈ وکٹ کی جانب شاٹ کھیلا، مارٹن اسنیڈن نے دوڑتے ہوئے ڈائیو مار کر کیچ لینے کی کوشش کی۔ انہوں نے گیند پکڑ لی اور امپائر سے اپیل کی۔ مارک برجس ان کے قریب تھے انہوں نے بھی اپیل کی مگر امپائر نے ایک دوسرے سے مشورے کے بعد کیچ کی اپیل مسترد کر دی۔ گریگ چیپل اپنی جگہ کھڑے رہے۔ نیوزی لینڈ کے کپتان اور کھلاڑیوں نے امپائر سے بحث شروع کر دی۔ کچھ نے چیپل سے بھی کہا کہ وہ خود ہی فیصلہ دیدیں۔ چیپل نے کہا کہ فیصلہ امپائر کو کرنا ہے۔ امپائروں نے کیچ نہیں دیا۔ امپائر کے فیصلے کے بغیر چیپل وکٹ کیسے چھوڑ جاتے۔ چنانچہ نیوزی لینڈ کے کھلاڑیوں نے کافی ناراضگی کا اظہار کیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

میں اس سلسلے میں گریگ چیپل کو موردِ الزام نہیں ٹھہراؤں گا۔ فیصلہ کرنا امپائر کا کام ہے۔ امپائرز نے جو فیصلہ دیا وہ انہوں نے مان لیا۔ جہاں تک امپائروں کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنی جگہ درست تھے۔ اس لئے کہ جس پوزیشن میں اسنیڈن نے کیچ لیا

تھا اس میں یہ امکان تھا کہ ان کے ہاتھ گیند تک اس وقت پہنچے ہوں جب وہ زمین سے چھو چکی ہو۔ ایسے حالات میں بعض اوقات خود فیلڈر کو بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ کیچ کر چکا ہے یا گیند زمین کو چھو گئی ہے۔ اس معاملے میں ایسا ہی تھا۔ اسنیڈن کی انگلیاں زمین کے بالکل قریب تھیں اور ٹیلیویژن ری پلے سے بھی یہ واضح نہیں تھا کہ اسنیڈن نے بالکل صحیح کیچ لیا ہے۔ اس لئے امپائر بھی اپنے فیصلے میں حق بجانب تھے۔

اس واقعہ کے بعد گریگ چیپل ایک اور تنازعہ میں ملوث ہو گئے۔ اس سے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے تعلقات پر بھی اثر پڑا۔ قصہ یہ تھا کہ جب میچ کا آخری اوور شروع ہوا تو نیوزی لینڈ کو جیتنے کے لئے ۱۱ رنز درکار تھے اور بولنگ کرنے والے گریگ چیپل کے چھوٹے بھائی ٹریور چیپل تھے۔ ٹریور نے عمدہ بولنگ کا مظاہرہ کیا اور نیوزی لینڈ کے بیٹسمین پانچ گیندوں میں صرف پانچ رنز بنا سکے۔ چنانچہ آخری گیند پر ان کو چھ رنز بنانے تھے۔ چیپل چاہتے تھے کہ کوئی چانس نہ لیں۔ بیٹسمین کسی طرح چھکا نہ مار سکے یوں بھی میلبورن کا بڑا گراؤنڈ ہے کہ اس میں چھکا مارنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی کوئی ناممکن بات نہ تھی۔ نیوزی لینڈ کے آخری بیٹسمین برائن میکینی سامنے تھے۔ زیادہ بہتر تھا کہ بیمار کر پھینکتے اور ان کو چیلنج کرتے کہ وہ چھکا ماریں۔ میکینی چونکہ بیٹنگ کے ماہر نہیں تھے اس لئے ان کے چھکا مارنے کا چانس ہزار میں ایک کے برابر تھا۔

میں نے دیکھا کہ گریگ چیپل ٹریور کو کچھ سمجھا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے یہی کہا ہو گا کہ جانِ برادر گیند اس طرح پھینکو کہ اس کے پیروں میں لپٹ جائے اور یہ چھکا مارنے کے لئے بلا نہ لا سکے۔ مگر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ گریگ چیپل نے امپائر سے کچھ کہا۔ امپائر نے بیٹسمین میکینی سے کچھ کہا۔ میں حیران تھا کہ آخری گیند کرانے کے لئے یہ بحث و مباحثہ کیوں ہو رہا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر اس کے بعد ٹریور چیپل آخری گیند پھینکنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر وہ دوڑنے کے بجائے ٹہلتے ہوئے کریز تک جا رہے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ آخری گیند انڈر آرم کرائی جائے گی۔ قانوناً ایسی گیند کرانا غلط نہیں لیکن اس کے نتیجہ میں جو ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا اس کا احساس مجھے ہو گیا۔ مگر گریگ چیپل کا فیصلہ اپنی جگہ درست تھا بلکہ قانون کے دائرے میں تھا۔ اس وقت تک دونوں ٹیموں نے ایک ایک میچ جیتا تھا۔ اس لحاظ سے چیپل کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے اور انڈر آرم بولنگ ہماری فتح کو یقینی بنا سکتی تھی۔ دوسری صورت میں نیوزی لینڈ جیت جاتا تو فائنل میں اس کو برتری حاصل ہو جاتی۔ چیپل نے جو کچھ سوچا وہ درست تھا مگر اس پر جو ردِ عمل ہوا وہ زیادہ شدید تھا جس کا احساس بعد میں خود گریگ چیپل کو بھی ہوا۔ اس لئے کہ اس سے اس کی بڑی بدنامی ہوئی۔ اس نے آسٹریلیا کے لئے جو کارنامے انجام دیئے تھے جو محنت کی تھی ان سب پر پانی پھر گیا۔ میں نے اس زمانے میں گریگ چیپل کے فیصلے کی حمایت کی تھی۔ مگر اب میں سوچتا ہوں اگر آخری اوور میں کرا رہا ہوتا اور گریگ چیپل مجھے کہتا کہ انڈر آرم بولنگ کرو تو کیا میں آخری گیند انڈر آرم کراتا؟ میں نے جب بھی خود سے یہ سوال کیا تو میرے دماغ نے کہا کہ میں بھی ایسا کرتے ہوئے جھجک ضرور محسوس کرتا۔ میں گریگ چیپل کو سمجھاتا کہ میں ایسی گیند پھینکوں گا جس پر دنیا کا کوئی بیٹسمین چھکا نہیں مار سکتا اگر اس کے باوجود وہ بضد ہوتا تو میں فوراً انڈر آرم بولنگ کرتا۔

میلبورن میں اس فائنل کے بعد انڈیا کے خلاف تیسرا ٹیسٹ شروع ہونے والا تھا لیکن انڈر آرم بولنگ پر شرمندگی کے باعث گریگ چیپل اس روز میلبورن میں نہیں رکے ہم دونوں نے سڈنی جانے کا فیصلہ کیا تاکہ لوگوں کی نظروں سے چھپ سکیں۔ چنانچہ وہ لڑکے جو سڈنی میں رہتے تھے ان کے ساتھ ہم لوگ بھی ہوٹل سے چل پڑے۔ ان میں ڈگ والٹرز بھی شامل تھے۔ وہ بھی سڈنی جا رہے تھے۔ ڈگ والٹرز نے ہم دونوں کو دیکھا تو اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھی سے کہنے لگے۔

"آپ کو معلوم ہے کہ کرکٹ میں جو چیز سب سے زیادہ خراب معلوم ہوتی ہے اور جس سے میں گھبراتا ہوں وہ کیا ہے؟"

"کیا ہے؟" اس کے ساتھی نے سوال کیا۔

"جب میں چھوٹا تھا جب سے لوگ مجھ سے یہی کہتے آئے ہیں کہ یہ کھیل آخری گیند تک ختم نہیں ہوتا۔ اس کھیل کی سب سے خراب بات یہی ہے۔"

> بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی
> سے یہی کہا ہو گا جانِ برادر گیند
> اس طرح پھینکو کہ اس کے
> پیروں میں لپٹ جائے یہ۔

ظاہر ہے کہ ڈگ والٹرز کے یہ جملے اپنے ساتھی سے زیادہ ہمارے سننے کے لئے تھے۔ والٹرز کی بات تو خیر تھی مگر اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن تو جیسے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے حتیٰ کہ دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم نے اس مسئلہ پر بیان دے ڈالا۔ پورا آسٹریلیا گریگ چیپل کا دشمن بن گیا۔ حالانکہ گریگ چیپل کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے آسٹریلیا کو فتح دلوائی تھی۔ آہستہ آہستہ لوگوں کے دل سے یہ غبار چھٹا، کچھ لوگ چیپل کی حمایت میں بھی بولنے لگے تب معاملہ ٹھنڈا ہوا۔

آخری فائنل میں کچھ چیز چیپل کے خلاف نظر آئے لیکن زیادہ بے ہودگی نہیں ہوئی اور چیپل نے پہلی بار آسٹریلیا کے لئے ٹرافی جیت لی۔ جب تمام معاملہ ٹھنڈا ہو گیا تب یہ کہا جانے لگا کہ اس میں چیپل کا کوئی قصور نہیں تھا۔ سارا قصور قانون کا تھا۔ انڈر آرم بولنگ اگر اتنی خراب چیز ہے تو اس کو روکنے کے لئے قانون کیوں نہیں بنایا گیا۔ شکر ہے کہ اب قوانین بدل چکے ہیں اور آئندہ کسی ون ڈے انٹرنیشنل میچ میں انڈر آرم بولنگ کرائے جانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

یاد

کچھ کھٹکتا تو ہے پہلو میں مرے رہ رہ کر
اب خدا جانے تری یاد ہے یا دل میرا
— جگر

کوئی چٹکی سی کلیجے میں لیے جاتا ہے
ہم تری یاد سے غافل نہیں ہونے پاتے
— فانی

سری دیوی

اداکاری بچوں کا کھیل نہیں

تحریر: حنا

حسین چہرے، پرکشش خدوخال، تیکھے خطوط اور جسمانی رعنائیاں سری دیوی کے کیریر پر اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ اداکار کی حیثیت سے اس کا وجود کہیں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ لیکن خود سری دیوی کا کہنا ہے کہ وہ اپنی پہچان ایک سنجیدہ اداکارہ کے طور پر کرانا چاہتی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ اب ایک بامقصد فن کارانہ زندگی گزار رہی ہے تاہم یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ابھی تک فلم کاروں نے سری دیوی کو اکثر محض ایک سیکس سمبل بنا کر ہی استعمال کیا ہے، اور سری دیوی نے اس کی خاموش اجازت دی ہے۔ یہی نہیں، فلمی رسالوں کے سرورق بھی اس کی ایسی ہی ہیجان انگیز تصویروں سے آراستہ نظر آتے ہیں۔ بہرکیف ایک چھوٹی موٹی ہیروئن سے آج کی ہیروئن نمبر ایک بننے اور کامیابی کی بلند ترین چوٹی تک پہنچتے ہوئے اس نے ایک شاندار سفر طے کیا ہے۔

پردۂ سیمیں سے ہٹ کر سری دیوی ایک ذہین اور سلجھے ہوئے ذہن کی لڑکی ہے۔ اس نے اب اپنی ساری توجہ اسی ایک نقطے پر مرکوز کر رکھی ہے کہ اسے ایک 'باوقار' اور 'محترم' مقام حاصل ہو جائے۔ لیکن ابھی تک کردار چننے میں وہ بھاری غلطیاں کرتی رہی ہے، اور یہی چیز اس کی عزت اور احترام حاصل کرنے کی تمام کوششوں کے لئے سدِ راہ بنی رہی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ فلم بین ابھی تک سری دیوی کی قدر وقیمت صرف اس کے چہرے اور جسمانی حسن سے ہی آنکتے رہتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ آج سری دیوی فلمی دنیا اور پردۂ سیمیں پر راج کر رہی ہے۔ اس کے اندر بے شمار صلاحیتیں، خوبیاں اور استعداد بھی موجود ہیں، لیکن یہ بھی تو درست ہے کہ آج سری دیوی کامیابی کی جو منزلیں سر کر رہی ہے وہ صرف اس لئے کہ اسے سیکس کی علامت بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ تماشائی عورتیں اس کی ہم سری کی کوشش کرتی ہیں اور مرد اسے پانے کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اس کی مثال ١٩٤٠ کی دہائی کی ہالی وڈ کی اداکارہ ریٹا ہیورتھ سے دی جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سری دیوی اس کے مقابلے میں کہیں زیادہ سنجیدہ اور نسوانی وقار کی دولت سے مالا مال ہے۔ دوسروں کو مسحور کرنے کی اس میں بے مثال قوت ہے۔

سری دیوی آج جس بلند چوٹی پر کھڑی ہے، وہاں وہ کب تک براجمان رہ سکتی ہے، اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ اپنے لئے نئے کرداروں کا انتخاب کتنی ہوشیاری سے کرتی ہے اور صحیح کردار حاصل کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوتی ہے، ایسے کردار جو صرف اور صرف صلاحیت اور فن کاری پر ہی جن کی اساس ہو۔

اس سلسلے میں خود سری دیوی کی رائے بہت دلچسپ ہے۔ وہ کہتی ہے، "میں نے بہت سے اسکرپٹوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں جو رول مجھے دئے گئے وہ عام قسم کے تھے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ کردار برے تھے۔ لیکن اگر کام ہی ڈھنگ کا نہ ہو سکے اور محض اپنے آپ کو دہرانا ہی پڑے تو یہ تو ایک قدم پیچھے جانے والی بات ہوگی۔ اور یہی بات مجھے اکتا دینے والی لگتی ہے۔ میں خود اپنے اوپر تنقید کرنے کی عادی ہوں۔ میری نظر میں تو کسی اداکارہ کو اپنا کوئی بھی گیٹ اپ تک کبھی نہیں دہرانا چاہئے۔ ویسے میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم کافی لمبے عرصے تک کام کرتے رہیں تو ہماری ایک خاص امیج تو بن ہی جاتی ہے اور لوگ پھر اسی کی روشنی میں ہمیں دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ بس اسی ایک تصویر کا تصور کرتے ہیں۔ اور اسی سے اکثر مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ایک بات میرا ذہن کبھی قبول نہیں کر پاتا، اور وہ یہ ہے کہ جب لوگ ہمارے بارے میں ٹھیک طرح جانتے ہی نہیں تو وہ کوئی فیصلہ کیسے صادر کر سکتے ہیں؟ وہ مجھے درجوں اور خانوں میں بانٹتے ہیں، صرف اس لئے کہ میں اداکارہ ہوں اور ایسی اداکارہ ہوں جو پردے پر عموماً ایک پرکشش عورت کا رول کرتی ہے۔ شاید اسی لئے میرے تئیں ان کے ردعمل میں کبھی کبھی رشک اور حسد بھی شامل ہو جاتا ہے۔"

میں سری دیوی کے سامنے یہ ذکر چھیڑتا ہوں کہ وہ لوگوں کو اس امر کی اجازت ہی کیوں دیتی ہے کہ وہ (پردے پر) اس کی ہوتی۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ میں اس کے ذریعے پیسے بھی کما سکتی ہوں۔ پھر مجھے تو اتنا موقع بھی نہیں ملا کہ اداکاری کے کسی اسکول میں جا سکتی اور کچھ تربیت، کچھ تجربہ حاصل کر سکتی۔ اس لئے آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں بنیادی طور پر پیسے کے لئے ہی فلموں میں آئی۔"

"کیا آپ اپنی اکثر فلموں سے مطمئن ہیں؟" میں نے یہ سوال کیا تو سری دیوی نے چونک کر جواب دیا "مجھے معلوم نہیں۔ ویسے میں اپنی اکثر فلموں سے مطمئن ہو ہی نہیں سکتی، کیوں کہ زیادہ تر کام بے پروائی سے ہوتا رہا ہے۔ اکثر میری سوچ کا محور یہ رہا ہے کہ ایک جانب میری زندگی ہے اور دوسری طرف یہ فلمیں ہیں۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اپنی شخصیت کو دونوں کے درمیان آدھا آدھا بانٹ کر رکھوں۔ اس طرح میری نجی زندگی اور میرا کیریر دونوں ایک دوسرے پر حاوی نہیں ہونے پائیں گے۔ لیکن ابھی چند سال پہلے میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اگر تم ایسا ہی کرتی رہو گی تو تمہیں کسی بھی طرف سے پورا اطمینان نہیں ہوگا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ چند برس کے لئے میں اپنے آپ کو پوری طرح فلموں کے حوالے کر دوں گی۔ اس فیصلے سے میری زندگی زیادہ بھرپور ہو گئی ہے۔"

"اس کا مطلب یہ کہ آپ خوش ہیں؟" میں نے دوسرا سوال کر ڈالا، جس کا جواب سری دیوی نے خاصا چہک کر دیا۔ "اداکارہ ہونے کا تجربہ واقعی بڑا شاندار ہے۔ اس

لائن میں ہر قسم کی زندگی جینے اور بہت ساری چیزوں کا تجربہ کرنے کے مواقع ملتے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ ابھی تک مجھے کوئی صحیح اسکرپٹ ملا ہی نہیں ہے۔ پھر بھی میں کام کر رہی ہوں، اور جب تک مجھے تجربہ حاصل ہو رہا ہے اچھا ہی ہے۔"

پھر ہماری بات چیت کا رخ اچانک محض چکروں کی طرف ہو جاتا ہے اور سری دیوی سوچ میں ڈوب جاتی ہے۔ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اس کے منہ سے ہلکی سی آہ نکلی ہے۔ چند لمحے بعد وہ کہتی ہے: "رشتے بنتے ہیں، ٹوٹتے ہیں اور گہرے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ان میں تبدیلیاں بھی آتی ہیں۔ کوئی چیز بھی ہمیشہ نہیں رہتی۔"

"جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کام کو اچھا سمجھا گیا اور جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا تو یہی احساس ہمارے لئے سب سے بڑا انعام ہوتا ہے۔"

"اچھا، کیا اس چکا چوند والی لائن میں اگر کچھ کھو دینے کا احساس بھی ہوتا ہے؟"

اس سوال کے جواب میں سری دیوی نے کہا "ہاں، میں نے اپنا لڑکپن کھو دیا۔ اب کبھی جب میں کوئی فضول سا کام کرتی ہوں تو یہی سوچتی ہوں کہ گزرے اور کھوئے ہوئے وقت کی تلافی کر رہی ہوں اور پیچھے کی طرف لوٹ رہی ہوں۔" سری دیوی جیسی ہوش ربا اداکارائیں ہر دور میں رہی ہیں۔ آج کے دور میں سری دیوی تعریفوں کا مرکز بنی ہوئی ہے تو لوگ اس سے جلن اور حسد بھی رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے

میرا فلموں میں آنا ایک مذاق تھا

سری دیوی کا موڈ دیکھ کر میں گفتگو کا رخ بدل دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا وہ 'نگینہ' اور 'مسٹر انڈیا' کی بے مثال کامیابی سے خوش ہے؟ میرا یہ سوال سنتے ہی سری دیوی پھر بشاش ہو جاتی ہے اور کہتی ہے: "تعریفیں ہوئیں تو بہت اچھا لگا، لیکن دوسرے بہت سے فن کاروں کی طرح میں بھی بنیادی طور پر اپنی تسکین کے لئے کام کرتی ہوں یعنی اپنے ہدایت کار اور ساتھی اداکاروں کے لئے، جن کے ساتھ ایک دلی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔" ایک پل کو رک کر سری دیوی اپنی بات جاری رکھتی ہے،

دیویکا رانی، نرگس، مینا کماری، مدھو بالا، وحیدہ رحمان، وجنتی مالا اور ہیما مالنی جیسی اداکارائیں مختلف قسم کے حسن اور مختلف اداؤں کی مالک تھیں۔ ان کی سرگرمیاں بھی مختلف تھیں، مگر ان میں ایک قدر مشترک تھی: شباب۔ اور

آج یہی وصف سری دیوی میں ہے۔ کس قدر پُرشباب ہے وہ! میں اس سے پوچھتا ہوں کہ اتنا بہت سارا روپیہ کما کر کیا اسے واقعی مزہ آتا ہے؟ وہ آج فلمی صنعت کی سب سے زیادہ معاوضہ لینے والی اداکارہ ہے۔ اسے یہ دیکھ کر کیسا لگتا ہے کہ اسے جتنا معاوضہ مل رہا ہے،

کیا سچ مچ میں دوسروں سے زیادہ اچھی لگتی ہوں

اتنا آج تک کسی بھی ہیروئن کو نہیں ملا؟

اس سوال کا جواب سری دیوی کچھ عجیب سا دیتی ہے، "آج کی عورت خود اپنی روزی کمانا چاہتی ہے اور اپنے کمائے ہوئے روپے کو من مانے ڈھنگ سے خرچ کرنا چاہتی ہے۔ اکثر اس کے ہم عصر مرد اس کی آزادی سے گھبراتے ہیں۔ آج چونکہ عورتیں خود کما رہی ہیں اس لئے ان کی زندگی زیادہ آزاد ہے۔ آج کی عورت جانتی ہے کہ وہ بیک وقت نسوانی دولت سے مالا مال، پرکشش، یہاں تک کہ حشر ساماں بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس کے لئے ہرگز ضروری نہیں کہ وہ کوئی سمجھوتا کرے یا کسی کے سامنے جھکے۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی عورت کی کمانے کی قوت کے ذریعے ہی پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا اس دولت نے مجھے جو آزادی دی ہے، اس سے میں لطف اندوز ہوتی ہوں۔"

میں نے اس سے پوچھا کہ اسے بمبئی کیسا لگتا ہے، کیوں کہ بمبئی تو اس کے وطن مدراس سے خاصا مختلف شہر ہے۔

سری دیوی نے کہا "بمبئی میں زندگی ہے۔ یہ شہر اس بات کے لئے مشہور ہے کہ ... اور نئے فیشن یہاں سے نکلتے ہیں۔ کچھ لوگ ... بہت تیز رفتار لگتے ہیں۔ اخلاقی ... سے بھی یہ شہر بہت تیز ہے۔ میرے خیال میں

بمبئی ایسا شہر ہے جہاں آپ اپنے ڈھنگ سے، اپنی مرضی سے جی سکتے ہیں۔ کچھ ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں کے ماحول میں ڈھل جانا ضروری ہے، ان کو شاید یہاں رہنا مشکل لگتا ہے، جب کہ مدراس میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ یہاں بمبئی میں ہم اپنی زندگی کی راہ خود چنتے ہیں، اپنے دوست

خود چنتے ہیں جو ہمارے اردگرد رہتے ہیں۔ میرے لئے یہ ایک پُرلطف جگہ ہے۔ یہاں جینے کا مزہ ہے۔ حالانکہ یہاں ابھی تک میرا اپنا گھر نہیں ہے اور میں ہوٹلوں میں ہی رہتی ہوں، تاہم میں خود فیصلہ کرتی ہوں کہ مجھے کہاں ٹھہرنا ہے اور اور کیا کرنا ہے۔ بڑا سنسنی خیز لطف ہے اس میں۔ بس یہاں ایک چیز مجھے پسند نہیں ہے۔ یہاں لوگ ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہیں۔ میں بھی مانوس نہیں ہو سکی ہوں۔ یوں بھی کسی جگہ جمنے اور جی لگنے میں وقت تو لگتا ہی ہے۔ ہم کیا کہتے ہیں، یہ کوئی یہاں آسانی سے سمجھتا بھی نہیں۔ پس منظر کا بھی فرق ہے اور تہذیب کا بھی۔ میں آپ کو سچ بتاؤں، کبھی کبھی تو یہاں بڑی اجنبیت کا احساس ہوتا ہے۔ میں اس شہر کو پسند بھی کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ہی کبھی کبھی یہ بھی جی چاہتا ہے کہ واپس اپنے شہر میں جا کر رہیں، ان لوگوں کے درمیان جو

ہماری بات سمجھ سکتے ہیں":

سری دیوی خاص طور پر اپنی فلم 'نگینہ' کے ہدایت کار ہرمیش ملہوترہ کے بارے میں خوب باتیں کرتی ہے۔ ہرمیش کی ہی ہدایت میں وہ 'نگاہیں' میں کام کر رہی ہے۔ سری دیوی کا کہنا ہے کہ وہ سب سے زیادہ باصلاحیت اور معیاری ہدایت کار ہے۔ تعریف کا یہ ٹریفک دو طرفہ ہے۔ خود ہرمیش ملہوترہ سری دیوی کے بارے میں کہتا ہے: "میں نے آج تک جتنی اداکاراؤں کے ساتھ کام کیا ہے، اُن میں سری دیوی سب سے اچھی اداکارہ ہے۔ میں نے اپنی دو فلموں میں جب اس سے کام لیا تو مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ وہ کس پائے کی آرٹسٹ ہے۔ 'نگاہیں' کے رَش پرنٹ اتنے اچھے ہیں کہ اس کے بعض ڈرامائی سین دیکھ کر تو میں بے حد جذباتی ہو گیا۔ بس وہ تو مجھے ہکا بکا کر دیتی ہے۔"

"آپ اپنی مختلف فلموں میں خود کو اپنے کرداروں میں کس طرح ڈھال لیتی ہیں؟" میں سری دیوی سے پوچھتا ہوں تو وہ فوراً کہتی ہے: "فن کار کو ایک چیز ضرور سیکھنی چاہئے اور وہ یہ کہ اُسے کبھی اس سلسلے میں کوئی راز نہیں ظاہر کرنا چاہئے کہ وہ اپنے رولز کی تیاری کس طرح کرتا ہے۔ یہ ایک بڑی ذاتی سی چیز ہے۔ اور فن کار عام طور پر اس کے لئے اپنے ہی تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں اپنے کرداروں کے ساتھ دن رات جیتی ہوں اور ان کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں صرف اچھے سے اچھا کام کرنا چاہتی ہوں، آدمی کا عزم اور ارادہ اس کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے، اور یہ دولت میرے پاس بہت ہے"

میں جو ہوں

شہر میں کئی طرح کی بیماریاں پھیل رہی تھیں نزلہ، زکام، کھانسی، بخار وغیرہ۔ اس کے علاوہ کئی قسم کی معاشرتی بیماریاں بھی تھیں جو شہر کی اعلیٰ بستیوں سے نکل کر کچی آبادیوں کے بوسیدہ مکانوں کے اندر دبکی بیٹھی مخلوق کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھیں۔ لیکن ان کے نام ذرا مختلف تھے۔ جیسے فیشن اور سٹیٹس اور یہ دو بیماریاں ایسی ہیں۔ جو دنیا کے جس ملک جس معاشرے کو چاہیں اپنی لپیٹ میں لے لیں۔ جس بستی کا چاہیں حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں کیونکہ دوسری چھوٹی موٹی بیماریاں فیشن اور سٹیٹس کے وائرس سے ہی پھیلتی ہیں۔ چہرے پیکٹ بن جاتے ہیں اور میک اَپ اُن پر اُن کی اصلیت کے لیبل کی طرح لگ جاتا ہے اور دیکھنے والا آسانی سے اندازہ کر لیتا ہے کہ اس پیکٹ کی قیمت کیا ہو سکتی ہے۔ اور ڈبل روٹی کی طرح بکنے نکل کھڑے ہوتے ہیں جو آنکھوں میں تلتے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتے ہیں آج پورے تین دن ہو گئے ہیں کہ پورا لاہور کہرے میں لپیٹ میں ہے۔ تین دن سے انسانی آنکھ نے سورج کا چہرہ نہیں دیکھا سرد دھوئیں کی دبیز چادر زمین سے آسمان تک پھیلی ہوئی ہے اور تین ہی دن سے لاہور کے ساتھ ساتھ دوسرے کئی شہروں کے ائرپورٹ بھی بند تھے۔ شہر کی سڑکوں پر ٹریفک یوں رینگ رہی تھی جیسے کوئی اندھا آہستہ آہستہ راستہ ٹٹول کر چل رہا ہو دن بھر گھروں اور سڑکوں کی روشنیاں

جلتی رہتی۔ مگر کسی کو بھی کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میری پڑوسن کی آنکھوں سے نزلہ بہہ رہا تھا اور اُسکی بچی اتفاق سے رو رہی تھی۔ ہر کوئی شوں شوں کرتا پھر رہا تھا رات کے اندھیرے پھیلنے کا کسی کو کوئی پتہ نہیں چلتا تھا کیونکہ دن کی روشنی تین دن سے غائب تھی میں گھر میں اکیلا بیٹھا ریڈیو سن رہا تھا خبروں میں بتایا گیا کہ کراچی میں چھ ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں پنڈی اور لاہور کے درمیان بھی کئی بسیں اور ٹرک آپس میں ٹکرا گئے ہیں کچھ قیمتی اور کچھ بیکار جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ نیوز بلیٹن بڑا بھیانک تھا آدھا سن کر ریڈیو بند کر دیا۔ دل گھبرانے لگا یوں لگ رہا تھا جیسے مکان کی چھت گر جائے گی اور میں نیچے آجاؤنگا مگر مروں گا نہیں کیونکہ مرنے سے اذیت کم ہو جاتی ہے چھت کے نیچے زندہ رہنا اور لوگوں کو کراہتے ہوئے مدد کے لیئے پکارنا۔ اور کسی کا مدد کو نہ آنا کتنی بُری سوچ تھی۔ میری میرے اپنے بارے میں۔ میں کتنا عذاب سمیٹ رہا تھا۔ میں اپنی ذات کے لیئے اور میں اچانک گھبرا کر گھر سے باہر نکل آیا باہر کچھ بھی تو دکھائی نہیں دے رہا تھا گلی کی بتیاں یوں ٹمٹما رہی تھیں جیسے کہ مرنے والے کی آنکھیں جو جاگ تو رہی ہوں مگر ان کی روشنی لمحہ بہ لمحہ کم ہو رہی ہو۔

ایک آدمی میرے قریب سے سائیکل ہاتھ میں لیے گذرا میں نے اُسے آواز دیکر پوچھا کون ہو؟

تو وہ میری آواز پہچان کر رک گیا وہ کسی موٹر سائیکل سے ٹکرا کر دور جا گرا تھا اور اَب سائیکل ہاتھ میں لیئے آہستہ آہستہ چلتا ہوا آنکھوں سے راستہ ٹٹولتا ہوا گھر کی طرف چلا گیا اور میں دوسری گلی کی طرف مڑ گیا میں ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک گھر کے باہر شیڈ کے نیچے کھڑے ایک آدمی نے مجھے آواز دی میں اس لہجہ سے پہچان گیا کہ یہ کوئی بوڑھا ہے میں نے اس کی آواز کا کوئی جواب نہ دیا تو اُس نے پھر پکارا بابو کچھ چاہیئے تو اندر آجاؤ۔ میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ یہ اس کہرے میں لپٹی ہوئی رات میں باہر کھڑا کیا بیچ رہا ہے۔ اس نے پھر اپنا سوال دہرایا قبل اُس کے میں سے معلوم کرتا کہ کیا بیچ رہا ہے ہو میرے کانوں سے ایک ٹھٹھرا ہوا قہقہہ ٹکرایا۔ ایک دوشیزہ کے کھنکتے ہوئے مگر سردی سے جمے ہوئے قہقے کی آواز تھی۔ اِس سناٹے میں مجھے یہ قہقہہ بڑا بھلا لگا کیونکہ کہیں سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ نہ کسی میاں بیوی کے لڑنے کی اور نہ کسی بُھوکے بچے کے رونے کی نہ کسی بیمار کے کراہنے کی نہ تانگے والے کا ہٹو بچو نہ پولیس مین کی وسیل کی نہ چوکیدار کی جاگتے رہنا کوئی بھی تو آواز نہ تھی۔ اتنی خوف ناک خاموشی میں اتنا مترنم قہقہہ اور پھر دوبارہ قہقہہ۔ مگر اَب کے اِس میں ایک لذت آمیز چیخ بھی بھی شامل تھی۔

بابا نے پھر مجھے مخاطب کیا! کیا سوچ رہے ہو اندر آجاؤ۔ میں نے بابا سے پوچھا کہ اندر کون ہے تو اُس نے مجھے جواب دیا اندر میری بیٹی ہے ذکیرا اور چند ایک گھڑیوں کی مہمان ہے۔ اُس کا لہجہ کپکپا رہا تھا چند گھڑیوں کا سن کر مجھے یوں لگا جیسے کسی قریب المرگ کی بات کر رہا ہو کیونکہ عموماً اس مریض کو چند گھڑیوں کا مہمان کہا جاتا ہے۔ جو زندگی کی آخری سانسیں گن رہا ہو۔ میں نے اپنا تجسس چھپاتے ہوئے پوچھا اِس کی طبیعت تو ٹھیک ہے ہاں بوڑھے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھوڑی سی دارو پی لی ہے۔ سالے نے مگر کیا کریں دو سو پیسے دیتا ہے۔ اِس لیئے سالے کی یہ بدتمیزی بھی برداشت کرنا پڑتی ہے۔ آجاؤ اندر وہ تھوڑی دیر بعد چلا جائیگا۔ مگر اِس مدہم میں وہ کہاں چلا جائیگا میں نے سوال کیا؟

ہاں چلا جائیگا گیارہ بجے اُس کا ڈرائیور جیپ لیکر آجائیگا

مگر میں اندر آکر کیا کروں گا؟

جو وہ کر رہا ہے۔

مدہم سرد ہے ناں۔ جوانی کی آگ تاپ رہا ہے۔ رات کتنی سرد ہے اُس نے ایک جھرجھری لیتے ہوئے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

تم کہاں جا رہے ہو؟

میں۔ میں بابا میں پتہ نہیں کہاں جا رہا ہوں گھر سے کیوں نکلا ہوں۔

میرا اتنا کہنا تھا کہ بوڑھے آدمی نے میرے کاندھے پر اپنے ہاتھ کی گرفت اور مضبوط کر لی۔ آجاؤ اندر تم سو روپے دے دینا۔ میری ایک بڑی بیٹی ہے بڑی نمکین ہے۔ عمر بھی اتنی زیادہ نہیں مگر ہے بڑی بدقسمت۔ میں بوڑھے کی باتیں سُن کر سوچ میں پڑ گیا۔ وہ تو آگ تاپ رہا ہے میں کیا کرونگا۔ راکھ بھلا بھرولونگا۔ ہاں مگر کہتے ہیں کہ کبھی کبھی راکھ میں سے بھی کوئی ایسی چنگاری نکل آتی ہے جس کی حرارت زندگی بھر کے لیے کافی ہوتی ہے۔ میں جوں جوں سوچ رہا تھا میرا وجود اور سرد پڑ رہا تھا اور پھر بوڑھے کے برف جیسے ٹھنڈے ہاتھ کی ٹھنڈک میری روح میں اُتر کر میرے خون کو منجمد کر رہی تھی۔ میں ابھی کوئی بھی فیصلہ نہ کر پایا کہ اندر سے کسی نے آواز دی کون ہے بابا! آواز جیسے لحاف کے اندر سے آتی ہو بڑا

دھیما لہجہ: بجھا ہوا ترنم۔ جیسے بولنے والی کے سینے پر کسی نے چاندی کی سِل رکھ دی کہ اُس کی آواز کو دبا دیا ہو۔ میں بابا کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اُس کی طرف بڑھ چکا تھا پھر ہم دونوں آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ بابا نے میرے اندر داخل ہوتے ہی باہر کا دروازہ بند کر دیا اور ہم ایک کمرے کے اندر چلے گئے۔ کوئلوں کی آگ دہک

رہی تھی۔ مونگ پھلی اور چلغوزوں کے چھلکے پاؤں کے نیچے آکر کرچ کرچ کر ٹوٹ رہے تھے۔ مگر جہاں آبرو کے آبگینے ٹوٹ جانے پر کسی کو کچھ خیال یا ملال نہیں ہوتا وہاں مونگ پھلی اور چلغوزوں کے چھلکے کی کرچ کرچ کی آواز کیا معنی رکھتی ہے۔ بوڑھے نے میرے سامنے پڑی ہوئی چارپائی کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا میرے ارادوں کی طرح ڈھیلی چارپائی اور میرے ذہن سے ابھرنے والی بدبو سے ملتی جلتی بدبو کمرے میں چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ میرے ذہن کی بدبو سے اِس گھر کی بدبُو کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ میں نظریں جھکائے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک چائے کا کپ میرے سامنے آگیا۔ میں مخروطی انگلیوں کی نازک گرفت میں تھر تھر کانپتا چائے کا کپ دیکھ کر حیران تھا کہ اچانک میں نگاہ تھوڑی سی پھیل گئی۔ اَب ایک کلائی بھی میری نگاہ میں تھی جس پہ کئی رنگ کی چوڑیاں

تھیں جیسے پھیک میں مانگ کر لائی گئی ہوں۔ چائے۔

لہجے کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ وہی آواز ہے جس نے اندر سے بابا کو پکارا تھا کہ بابا کون ہے اچائے پکڑتے ہوئے میرے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ چائے کا کپ میرے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔ مگر مخروطی انگلیوں کی گرفت بھی ابھی ڈھیلی نہ پڑی تھی میرے ہاتھ کانپ رہے تھے اسلئے چائے کا کپ بھی تھرانے لگا اور ساتھ ہی اُسکا ہاتھ بھی کانپنے لگا

اس کے ساتھ ہی کئی رنگ کی چوڑیوں میں ارتعاش پیدا ہوگیا۔ کتنا عجب لگ رہا تھا یہ سب کچھ جب وہ میری طرف دیکھ رہی تھی میں نے چائے کا کپ تھام لیا ابھی منہ تک بھی نہ لے گیا تھا کہ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر زور زور سے کھانسنے لگی۔ اور کھانستے کھانستے میرے قریب ہی چارپائی پر بیٹھ گئی میں نے چائے کا کپ زمین پر رکھ کر اُسے دونوں ہاتھوں سے سہارا دیا۔ اُس کے دونوں بغیر گوشت کے میرے ہاتھوں میں تھے کہ اُس نے اچانک چہرہ اٹھا کر مجھے بڑے غور سے دیکھا جس میں ایک پیار تھا جو معصوم تھا سیل ایبل تھا مگر وہ ابھی تک کھانس رہی تھی۔ اس نے کھانستے کھانستے اپنا سر میرے کاندھے کے ساتھ لگا دیا۔ اُس کی سانس بہت تیز تیز چل رہی تھی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے میں نے غیر ارادی طور پر اُسکی کمر کو ملا اور اُس کے آنسو صاف کر دیے۔ آنسو صاف کرتے ہوئے میں نے اُس کے چہرے کو بڑے غور سے دیکھا جس کا رنگ ایکدم پیلاہٹ سے سُرخی مائل ہوگیا۔ شاید جذبات سے یا کھانستے کھانستے سارے بدن کا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا ہو میں نے غور سے دیکھا اُس کی آنکھوں میں کاجل نہیں تھا۔ صرف سپنے تھے۔ میں کبھی سوچا کرتا تھا کہ اپنی عورتوں کی آنکھیں تو شاید اپاہج ہوتی ہوں گی جن میں سپنے جنم نہیں لے سکتے مگر اس کے انکھوں کے پیچھے سپنے تھے کچھ اپاہج اور کچھ نیم مردہ۔

دوسرے کمرے سے مسلسل خاموشی کے بعد پھر کچھ آوازیں آنا شروع ہوگئی تھیں۔ کچھ روٹھی روٹھی کچھ دھیمی دھیمی۔ میں ان آوازوں پر غور کر رہا تھا کہ بوڑھا جو ہمارے قریب ہی کھڑا تھا ہمیں اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

اتنے میں باہر سے جیپ کا ہارن سنائی دیا اور لڑکھڑاتے پاؤں کمرے سے باہر صحن تک گئے پھر بوڑھے کی آواز سنائی دی۔ بوڑھا منہ میں بڑبڑا رہا تھا اور بڑبڑ کرتے ہوئے باہر کے دروازے تک گیا اور باہر کا کواڑ کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں میں نے صاف سنی اور پھر جیپ کے خراٹے۔ جیسے کوئی بوڑھا شراب پی کر شور کر رہا ہو جیپ کے شور نے تمام آوازوں کا جادو توڑ دیا بوڑھا تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس آیا۔ کم بخت چار بجے کا آیا ہوا ہے رات کے گیارہ بج گئے ہیں اور ایک سو دیکر گیا ہے۔ مگر خیر ہے دوسرے تیسرے دن آتا ہے اور پھر گھر کا زیادہ تر خرچہ اسی سے چلتا ہے جاؤ تم دونوں اُس کمرے میں چلے جاؤ اور ایک سو روپیہ مجھے دے دو۔

ایک بیمار عورت جس کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں بچا تھا جو نہ اپنی مرضی سے جی سکتی تھی نہ مر سکتی تھی میرے کاندھے پر سر ٹکائے کھانس رہی تھی میں سوچنے لگا کہ کیا میں اس کی اتنی بھی مدد نہیں کر سکتا کہ اس کی خاطر اس کے باپ کو سو کا ایک نوٹ نہیں دے سکتا۔ میں نے سو کا نوٹ نکال کر بوڑھے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور اُس بیمار کو سہارا دیکر دوسرے کمرے میں لے گیا وہاں ابھی تک بوڑھے کی چھوٹی بیٹی زینو لیٹی ہوئی تھی بکھرے ہوئے بال ہاتھ کی انگلیوں سے درست کرتے ہوئے بولی باجی تم جاؤ دوسرے کمرے میں جاکر آرام کرو۔

بابا نے سو کا نوٹ لے لیا ہے ان سے۔

تو کیا ہوا میں جو ہوں تمہاری حالت ہے بھلا اس قابل۔ زینو نے اپنے نیم برہنہ جسم کو لحاف میں لپیٹے ہوئے انگڑائی لی۔

کوئی بات نہیں زینو جاؤ تم ادھر چلی جاؤ تم بھی تو تھک چکی ہو ناں اب تم آرام کر لو۔

نہیں باجی میری خیر ہے تمہاری طبیعت پہلے ہی بہت خراب ہے۔ پھر کیا ہوا اسو روپیہ دیا ہے بابو نے صبح دوائی لے آؤں گی مگر باجی آپ نے اپنی حالت دیکھی ہے۔ کھانستے کھانستے خون آنے لگتا ہے زیادہ باتیں نہ کرو زینو اٹھو ادھر چلی جاؤ۔ میری اتنی فکر کیوں کرتی ہو۔ سارا معاشرہ خون تھوک رہا ہے ساری سوسائٹی خون تھوک رہی ہے۔ میں اکیلی ہی تو نہیں۔ عزت وقار، انصاف، قانون، مذہب سب کو ہی تو ٹی بی ہوگئی ہے کون ہے ان کا پرسان حال۔ پھر تمہیں میری اتنی فکر کیوں ہے۔ سب سو روپیہ لے کر کسی نہ کسی کے ساتھ رات بسر کر رہے ہیں جا تو جا کر آرام کر۔ آدھی رات ہوگئی ہے۔ ورنہ بائیس سال کی عمر کو پہنچ کر میری طرح کھانستی ہوئی روتی رہا کرے گی۔ مجھے تو تو دلاسے دیتی ہے۔ اور تیرے بعد تیرے باپ کی کوئی بیٹی نہیں جو تیری حالت دیکھ کر تجھے کہے گی جا باجی آرام کر میں جو ہوں۔

دلیپ کمار اور سائرہ بانو

نوجوانوں کیلئے سلسلہ وار

سازشیں

اس کی زندگی کی نمایاں خصوصیات میں چہرے کی سنجیدگی لہجے کا کھردرا پن اور کم گوئی تھیں اسی وجہ سے پورے کالج میں اس کو صرف چند دوستوں کی قربت نصیب تھی۔ مگر اُس کے سب دوست بڑے ہی مخلص اور صاف گو تھے۔ تین چار لڑکوں کا یہ گروپ اکثر ہنگاموں سے علیحدہ رہتا تھا۔ ارشد عمران اور واجد سیڑھی کے ایک درخت کے سائے میں کھڑے فیض کے شعر گنگنا رہے تھے کہ اچانک ارشد کی نظر کالج کے باہر والے گیٹ کی طرف اٹھی اور وہیں جا کر رک گئی۔ عمران اور واجد نے اُس کو یوں کسی انجانی چیز کو غور سے دیکھتے محسوس کیا تو ان کی نگاہیں بھی ارشد کی نگاہوں کے مرکز پر جا کر رک گئیں۔

اختر کو سب نے دیکھ لیا تین دن کے بعد کالج آیا تھا اور وہ بھی کچھ دیر سے۔ اختر کی چال کا دھیما پن دیکھ کر سب دوستوں کو شک سا گزرا جیسے اختر بیمار ہو بات جہاں تھی وہیں رک گئی۔ اتنے میں اختر اُن کے قریب پہنچ گیا۔ سب نے باری باری معانقہ کیا۔ اور سب نے ہی محسوس کیا کہ آج اس کے ہاتھ ملانے میں وہ مضبوطی نہیں جو پہلے ہوتی تھی۔ سب دوست تھوڑی دیر ایک دوسرے کے چہروں کو دیکھتے رہے۔ آخر واجد نے اختر سے سوال کیا۔ بات کیا ہے آج تم کچھ اُداس سے دکھائی دے رہے ہو طبیعت تو ٹھیک ہے نہ تو اُداس ہوں نہ طبیعت خراب ہے پھر اس کے علاوہ کیا وجہ ہے کہ تین دن سے کالج سے بھی غائب رہے چہرے کی سنجیدگی میں بھی کچھ اضافہ ہوگیا ہے۔ لہجہ بھی بجھا بجھا سا ہے۔ چال کا وقار بھی غائب ہے۔ ہاں عمران جو کچھ تم کہہ رہے ہو سب ٹھیک ہے۔ مگر میں بیمار نہیں ہوں۔ پھر کیا ہوا کچھ بتاؤ گے تو پتہ چلے گا ناں۔

ہاں بتاتا ہوں پہلے کینٹین تک چلو! ارے وہ کیوں۔ عمران چونک کر بولا۔ میں نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ آج گھر میں کسی نے بھی ناشتہ نہیں کیا۔ کیا خیریت تو ہے؟ سب نے ایک ساتھ سوال کیا! بتاتا ہوں سب کچھ بتاتا ہوں اور پھر سب چلتے ہوئے کالج کی کینٹین میں الگ سی میز کے گرد جا کر بیٹھ گئے۔ سب ابھی تک خاموش تھے کہ واجد نے لڑکے کو ناشتہ کے لئے کہا۔ تو اختر نے سب کے چہروں کو سنجیدگی سے دیکھا۔ واقعی تمام دوست اداس تھے۔ چائے آنے تک کسی نے بھی اختر کی پریشانی کے بارے میں سوال نہ کیا۔ تم نے نئے سرے سے کوئی سوال نہیں کیا مگر میں تم کو جلدی جلدی سب کچھ بتانا چاہتا ہوں اختر نے ایک ایک کو غور سے دیکھ کر کہا۔ اختر کے بات کرتے ہی تینوں دوستوں کی نظریں اُس کے چہرے پر جم کے رہ گئیں۔ بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا پریشانی ہے گھر میں سب خیریت تو ہے خیریت تھی مگر اب نہیں رہی۔ جلدی سے بتاؤ یار ہم تو تم سے زیادہ پریشان ہو رہے ہیں۔ میرے ابا کل سے پکڑے۔۔۔ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

آپ لوگوں کو معلوم ہے میرے والد پولیس میں ڈی۔ ایس۔ پی ہیں۔ اور شاید اب نہ رہیں۔۔۔۔ مگر وہ پکڑے کیوں گئے انہوں نے ایک انسپکٹر کے ساتھ مل کر ایک قتل کیس میں پچاس ہزار روپے رشوت لی تھی اور پھر اُسی انسپکٹر نے رنگے ہاتھوں پکڑوا دیا۔۔۔۔ بہت بُرا کیا انسپکٹر نے۔۔۔۔ نہیں اختر چلایا جو اُس نے پکڑوا دیا۔ بہت اچھا کیا اُس نے۔ اختر یہ تم کہہ رہے ہو واجد نے حیرانی سے پوچھا۔ ہاں یہ میں ہی کہہ رہا ہوں بہت افسوس ہوا ہے تمہاری بات سن کر۔۔ میری بات سن کر تمہیں افسوس ہوا ہے یا میرے والد کے پکڑے جانے کا افسوس ہوا ہے۔ دونوں باتیں افسوس ناک ہیں۔ تمہاری حالت بھی اور تمہارے باپ کا پکڑا جانا۔ تمہارے باپ کی عزت اور نوکری خطرے میں پڑ گئی ہے تو تمہارا مستقبل بھی خطرے سے باہر نہیں کیوں مجھے کس بات کا خطرہ ہے۔۔۔۔ رشوت ڈی ایس پی نے لی ہے میں نے نہیں لی میرا اور اُس کا باپ کا رشتہ ہے اخلاقی قدروں کو پامال کرنے میں قانون فروشی کرنے میں اس کے ساتھ نہیں ہوں۔ اتنے میں چائے آگئی۔ اختر یوں ناشتہ کر رہا تھا جیسے سلائس فولاد کے بنے ہوں ذرا زور لگایا تو دانت ٹوٹ جائیں گے۔ ایک دو نوالے لینے کے بعد اختر نے سلائس رکھ کر چائے کا کپ اٹھا لیا۔ جو ارشد نے اُس کے سامنے رکھ دیا تھا۔ اُس نے گرم گرم چائے کے دو چار گھونٹ لیئے اور چائے کا خالی کپ میز پر رکھ دیا مگر باقی تینوں کے کپ ابھی ویسے کے ویسے ہی پڑے ہوئے تھے عمران نے اپنی چائے کا کپ اٹھا کر اختر کے سامنے رکھ دیا۔ مگر اختر نے ہاتھ سے اُسے منع کر دیا۔ اور چائے کا کپ اٹھا کر واپس کر دیا۔ نہیں عمران بس تم پیو مجھے ایک کپ کی طلب تھی سو میں نے ایک کپ پی لی ہے۔

ارے یار یہ سلائس تو کھا لو۔

نہیں بھوک نہیں ہے۔

اٹھو پھر چلتے ہیں۔

کہاں؟

تمہارے گھر۔

کیوں؟

تمہاری امی اور چھوٹی نے بھی تو ناشتہ نہیں کیا ہوگا۔

چھوٹی یہاں نہیں ہے۔

وہ کہاں ہے؟

ملتان میں خالہ کے پاس۔

مگر تیری امی تو ہے اُس کو بھی دلاسے کی ضرورت ہے۔

نہیں کیونکہ وہ بھی اس سازش میں شریک ہے۔

یہ تم کہہ رہے ہو! ارشد نے حیرانی سے پوچھا۔

ہاں اس کی وجہ سے ہی تو یہ سب کچھ ہوا ہے۔

یار تم کیسے آدمی ہو ماں پر بھی شک کر رہے ہو۔

شک نہیں یار میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سمجھنے کی کوشش کرو۔

مگر یار تمہاری ماں اس سازش میں کیسے شریک ہے کوئی بھی عورت اپنے شوہر کا بُرا نہیں چاہتی پھر ہم کیسے یقین کر لیں۔

میرے ابا کو یہ راستہ میری ماں نے دکھایا ہے۔

عجیب بات کر رہے ہو۔

میری بات اگر تم دوست بھی نہ سمجھ سکو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

اچھا مجھے اجازت دو میں تمہیں بتانے ہی آیا تھا۔ اب میں چلتا ہوں۔

اختر اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

کہاں جاؤ گے۔

میں ملتان جا رہا ہوں

ماں کو اکیلے چھوڑ کر؟

اگر ماں اکیلی ہے تو میں بھی تو اکیلا ہی ہوں۔

نہیں اختر ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ جتنے پریشان تم ہو اُس سے کہیں زیادہ تمہاری ماں پریشان ہوگی تمہیں اس کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہئیے۔

نہیں میں اُس برباد گھر میں نہیں جاؤں گا کیونکہ اب اس گھر چھت گرنے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی اور میں باپ کے گھر کی چھت کے نیچے دب کر نہیں مرنا چاہتا

مگر تم ماں کے پاس کیوں نہیں جانا چاہتے۔

میں نے جو کہہ دیا وہ ٹھیک ہے۔ اختر چلنے لگا تو واجد نے اُس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر چاروں دوست باہر آ کر ایک

پیڑ کے سائے تلے بیٹھ گئے۔

عمران نے خاموشی کو توڑتے ہوئے اختر سے پھر سوال کیا۔ اچھا تمہیں ماں پر کیوں شک ہے کہ وہ اس سازش میں شریک ہے۔

بتاؤ میری ماں نے کیا کردار ادا کیا ہے؟

ہاں ہاں بتاؤ؟

میری ماں نے شادی کے بعد سے لیکر اب تک چالیس تولے سونے کے زیورات بنوائے ہیں جو بنک لاکرز میں پڑے رہتے ہیں اس کے علاوہ ایک ہیروں کا ہار ہے جو بیکار پڑا رہتا ہے۔ اور پھر ہر ماہ پانچ سات ہزار روپے کی شاپنگ اتنے پیسے کہاں سے آتے ہیں تم نہیں جانتے۔

ظاہر ہے یہ تمہارے ابا کی کمائی سے بنے ہونگے

اور جب کوئی شوہر اتنے پیسے بیوی کے لیئے کماتا ہے تو اُسے کیا کیا کرنا پڑتا ہوگا آخر تم لوگ بھی اس معاشرے میں رہتے ہو تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہونا چاہیئے۔ مگر اس میں تمہاری ماں کا کیا قصور ہے

اُس کا قصور یہ ہے کہ وہ فرمائیش کرتی ہے ہم چھوٹے لوگ ہیں میرے باپ کی نوکری نے ہمیں تمام رشتہ داروں سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ ابھی تک حلال کی کمائی سے رُوکھی سوکھی کھا کر عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں میرے ابا اسی کے مریض ہیں۔ جبکہ یہ مرض میرے پورے خاندان کے کسی فرد کو نہیں لگا۔ جانتے ہو کہ اس معاشرے میں ایک ایسا طبقہ ہے جو ہمارے تمہارے خلاف سازشیں کر رہا ہے ہمارے راستوں میں کانٹے بو رہا ہے اور پتھر بکھار رہا ہے ہمارے مستقبل سے کھیل رہا ہے۔

اختر کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے باقی سب کے سب خاموش بیٹھے اس کی باتیں سن رہے تھے اور اب اختر خود بھی خاموش ہوگیا۔ تھوڑی خاموشی رہی اس کے بعد واجد نے اختر کو دلاسہ دیا۔ واجد کے ہمدردانہ کلمات سن کر اختر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اور پھر بڑی تیزی سے اٹھ کر باہر جانے لگا تمام دوست اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

مگر کسی نے اُس کا ہاتھ نہ پکڑا، پیچھے سے آواز نہ دی اختر نے کالج کے گیٹ کے پاس جا کر پلٹ کر ایک نظر کالج کی عمارت پر ڈالی اور اُس کی نگاہیں پیڑ کے سائے تلے کھڑے دوستوں پر جا کر رُک گئیں۔ اختر نے ہاتھ سے آنکھیں پونچھیں اور اشکوں سے بھیگا ہوا ہاتھ ہلا کر دوستوں کو الوداع کیا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

اختر کے جانے کے بعد بھی تینوں دوست خاموش کھڑے رہے کافی دیر بعد واجد نے عمران کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک گیا۔ عمران یہ بہت بُرا ہوا ہے اختر کی زندگی برباد ہوگئی ہے اب وہ نہیں پڑھ سکے گا۔ وہ ماں کے پاس بھی نہیں جائیگا ہمیں اُسے روک لینا چاہیئے تھا

ایسے لوگوں کو رُوکنا آسان نہیں ہوتا واجد نے کہا

مگر یار ہم تو اُس کے دوست ہیں۔

میرا خیال ہے عمران نے واجد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہمیں اُس کے گھر چلنا چاہیئے تاکہ تمام صورتِ حال سامنے آئے اور پھر سوچیں کے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ باپ اُس کا گرفتار ہو چکا ہے بہن اُس کی ملتان خالہ کے پاس ہے۔ وہ بھی پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہوگا اور گھر میں صرف اُس کی ماں ہے۔

ہاں اُس بیچاری کی خبر تو لینی چاہیئے اُس نے شاید رات اور صبح سے کچھ نہ کھایا ہو۔

اگر اُس نے اختر کا پوچھ لیا تو؟

ہاں بتا دیں گے کہ وہ ملتان چلا گیا ہے۔ ارشد نے کہا۔

مگر یار سوچنے کی بات یہ ہے کہ اختر کے پاس ملتان جانے کا کرایہ بھی ہے کہ نہیں اگر نہیں تو وہ کیسے جائے گا۔

پھر ایسا کرتے ہیں کہ تم دونوں اُس کے گھر جاؤ اور میں بس سٹینڈ پر جا دیکھتا ہوں شاید مل جائے۔

ممکن ہے وہ اسٹیشن چلا گیا ہو واجد کی بات کاٹ کر عمران کہنے لگا اور یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ گھر گیا ہو۔

بہر حال ساری صورتیں ذہن میں رکھنا ہیں گھر سے بھی پتہ کرتے ہیں اور تم بس سٹینڈ پر جاؤ شاید ملاقات ہو جائے تینوں دوست جلدی جلدی کالج سے باہر آگئے۔ واجد اپنی

میں اپنے باپ کی اخلاقی قدروں کو پامال کرنے اور قانون شکنی میں ساتھ نہیں

اپنی موٹر سائیکل پر بس سٹینڈ کی طرف نکل گیا۔

عمران اور ارشد وسیم سے اختر کے گھر کی طرف چل دیئے۔

اختر گھڑی ہاتھ میں پکڑے ایک گھڑی ساز کی دوکان پر گیا اور گھڑی اُس کے سامنے رکھ کر بولا۔ یہ رکھ لیں اور کچھ پیسے دے دیں۔

گھڑی ساز نے گھڑی اٹھا کر بڑے غور سے دیکھتے ہوئے ایک نظر اختر کو دیکھا۔

کتنے دے دوں۔

پچاس روپے دے دو اختر نے کہا۔

مگر گھڑی تو خاصی مہنگی ہے۔

میری ضرورت گھڑی سے زیادہ مہنگی ہے

کیا ضرورت ہے آپ کو؟

مجھے کرایہ چاہیئے ملتان جانے کے لیئے۔

آپ ہیں کون؟ گھڑی ساز اختر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔

یہ بتانا ضروری نہیں

میرا مطلب ہے آپ کی شناخت تو ہونی چاہیئے۔

ضروری نہیں کیونکہ میں آپ سے اُدھار نہیں مانگ رہا۔

مگر چار پانچ سو روپے کی گھڑی آپ پچاس روپے میں دے رہے ہیں آخر کیوں؟

میرا خیال ہے آپ کا کیوں بے معنی ہے۔ اس لیئے کہ گھڑی میری ہے اور میں آپ کو دے رہا ہوں۔

آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ یہ گھڑی آپ کی ہے۔ رسید تو ہے نہیں آپ کے پاس اکوئی آپ کو جاننے والا ہے آس پاس جو یہ بتا دے کہ گھڑی آپ کی ہے۔

یہاں قریب قریب ایسا کوئی نہیں ہے۔ مگر آپ اتنی تحقیق کیوں کرنا چاہتے ہیں

صرف اس لیئے کہ میں آپ کی پریشانی جاننا چاہتا ہوں۔

یہ تو بہت مشکل بات ہے۔

کیوں؟۔

میرے دکھ میرے اپنے ہیں اور میرے ہی لئے ہیں اس لیے میں کسی دوسرے کو شامل نہیں کرنا چاہتا۔

آپ کا گھر کہاں ہے؟

یہیں لاہور میں ہے؟

آپ کے والد کا نام۔

نہیں بتاؤنگا۔

گھر کا پتہ؟

میرا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

باپ زندہ ہے

مر بھی جائے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جائے پئیں گے۔

میرا وقت ضائع نہ کرو مجھے جلدی جانا ہے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ میں آپ کی گھڑی خریدنا نہیں چاہتا۔

تو پھر مجھے واپس کر دو

واپس بھی نہیں دونگا۔

ٹھہرو میں تمہارے لیئے چائے منگواتا ہوں پھر تمہیں پچاس روپے بھی دے دونگا اور اپنی گھڑی بھی لے جانا۔

مجھے بھیک دو گے یا خیرات اختر جیسے تنگ آگیا ہو۔

نہیں صرف ادھار دونگا۔

تم مجھے جانتے نہیں ہو مجھے اُدھار کیسے دو گے۔

میں تمہیں جانتا ہوں گھڑی ساز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کون ہوں میں؟

اختر نے اُس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

تم ایک اچھے انسان ہو۔

یہ آپ نے کیسے جان لیا۔

تمہارے لہجے کی بیباکی سے بے فکر ہو کر بیٹھو میں چائے منگواتا ہوں اور گھڑی ساز نے دوکان سے باہر سر نکال کر چائے والے کو آواز دی۔ اور پھر اپنے کاؤنٹر پر جا کر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

اب اختر بھی بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں کیا ہوگا!

باہر نہ تو کوئی چائے کی دوکان تھی اور نہ ہی کسی کو چائے کا آرڈر دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گھڑی ساز خود اٹھ کر باہر گیا۔

تمہیں جلدی ہوگی میں خود چائے لے کر آتا ہوں۔

اختر خاموش بیٹھا رہا

اتنے میں گھڑی ساز کے ساتھ ایک پولیس کا اے ایس آئی اندر داخل ہوا۔

اختر اے ایس آئی کو دیکھ کر کھڑا ہوگیا۔

گھڑی ساز نے پولیس افسر کو بتایا کہ یہ گھڑی میرے خیال میں چار ساڑھے چار سو روپے سے کم کی نہیں اور یہ پچاس روپے میں بیچنا چاہتا ہے

اے ایس آئی نے گھڑی ہاتھ میں پکڑ لی اور اختر کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ آیئے جناب اس کے لیئے میں پیسے آپ کو دلاتا ہوں

کہاں؟

یہ قریب ہی جانا ہے۔

مگر پتہ تو چلے جانا کہاں ہے۔؟

صرف تھانے تک۔

مگر میں چور نہیں ہوں یہ گھڑی میری اپنی ہے۔

تم یہ کہہ رہے ہو تمہاری ہے۔ مگر تھانے جانے میں حرج کیا ہے۔

مجھے جلدی ہے اختر نے کہا۔

مجھے تم سے بھی زیادہ جلدی ہے کیونکہ تمہیں تھانے چھوڑ کر مجھے بھی گھر جانا ہے۔ کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔

دیکھیں آپ میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔

میں کہتا ہوں سیدھی طرح میرے ساتھ چلو ورنہ باہر سپاہی بھی کھڑے ہیں اُن کی زبانیں بھی بہت گندی ہیں۔ اور اُن کے ہاتھ بھی بہت بھاری ہیں۔

اختر کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا اور وہ ایک غصیلی نظر گھڑی ساز پر ڈال کر اے ایس آئی کے ساتھ ہو لیا ابھی وہ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ اے ایس آئی نے اختر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا میاں یہ کہاں سے چوری کی ہے۔

آپ یقین کریں یہ گھڑی چوری کی نہیں ہے میری ذاتی ہے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس پر جو پیسے خرچ ہوئے ہوں وہ حرام کے ہوں کیونکہ یہ گھڑی میں نے خود نہیں میرے باپ نے خرید کر دی ہے۔

تمہارے باپ کا کیا نام ہے؟

اُس کا نام بتانے کی ضرورت نہیں۔

ضرورت ہے بھی اور تم بتاؤ گے بھی۔ اتنے میں دونوں ایک پولیس وین کے قریب پہنچ گئے۔

چلو اندر بیٹھو اے ایس آئی نے اُسے دھکا دیتے ہوئے کہا۔

اختر خاموشی سے پولیس وین میں بیٹھ گیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وین چھوٹی بڑی سڑکوں کو ناپتی ہوئی تھانے کے ایک احاطے میں جا رکی۔

سپاہی نے اختر کو گریبان سے پکڑ کر نیچے اتارا جبکہ اختر نے کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کی تھی۔

انسپکٹر موجود نہیں تھا۔ اختر کو سپاہیوں کے حوالے کر کے اے ایس آئی بھی گھر چلا گیا۔

یہاں قانون کے محافظ خود قانون شکن ہیں

یہی وجہ ہے کہ مجرم جرائم نہیں چھوڑتے

واجد نے ریلوے اسٹیشن کے دو چکر لگائے۔ بس سٹینڈ کا بھی کونہ کونہ چھان مارا۔ مگر اختر اُس کو کہیں نہ ملا۔ آخر تین گھنٹے برباد کر کے اُس نے اختر کے گھر فون کیا۔ وہاں سے اختر کی والدہ نے ٹیلی فون اٹھا تو واجد نے پوچھا خالہ یہاں ارشد اور عمران آئے ہیں۔

ہاں بیٹا آئے ہیں تم کون بول رہے ہو۔

میں واجد بول رہا ہوں اختر گھر آیا ہے کہ نہیں۔

نہیں بیٹا اُس کا کوئی پتہ نہیں تم کہاں سے بول رہے ہو۔

میں بس سٹینڈ کے قریب سے بول رہا ہوں اُسی کی تلاش میں آیا تھا عمران کہہ رہا تھا کہ وہ ملتان جانے کا کہہ کر گیا ہے۔ تم ایسا کرو جلدی سے گھر آجاؤ۔

میں نے کچھ عزیزوں کے گھروں میں ٹیلیفون کیئے ہیں۔ وہ سب اُس کی تلاش میں ہیں کہیں نہ کہیں مل جائیگا۔ تم جلدی سے گھر آجاؤ تمہارے پاس موٹر سائیکل ہے مجھے تمہیں کہیں بھیجنا ہے۔

جی ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔ واجد نے فون بند کر دیا دوسری طرف اختر کی امی نے فون بند کر دیا۔

ارشد نے خالہ سے پوچھا کیا بتا رہا تھا۔

کہہ رہا تھا کہیں نہیں ملا...... پھر! میں نے اُسے کہہ دیا ہے تم جلدی آجاؤ۔ اب وہ آتا ہے تو اُسے امی کے گھر بھیجتی ہوں شاید نانی کے گھر نہ چلا گیا ہو۔

نہیں خالہ میرا خیال ہے وہ ملتان نہ نکل گیا ہو۔

ملتان کیسے جائیگا اُس کی جیب میں تو ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ اختر کی ماں نے ہچکی لیتے ہوئے کہا۔

عجیب لڑکا ہے۔ جب اُس کو گھر کی ساری حالت کا پتہ ہے تو پھر پتہ نہیں مجھے کیوں پریشان کر رہا ہے۔ صبح ناشتہ بھی نہیں کیا رات کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا اب پتہ نہیں کہاں مارا مارا پھر رہا ہوگا۔

ارشد نے عمران کا کندھا دبایا تو وہ سمجھ گیا کہ ارشد کیا کہنا چاہتا ہے۔ خالہ آپ کھانا کھا لیں اُس نے صبح ہمارے ساتھ کھا لیا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ تم گھر جاؤ۔ امی کو کہنا کہ کھانا کھا لے کیونکہ اُس نے رات کا کچھ نہیں کھایا۔

کیسے کھا لوں بیٹا تمہارے انکل حوالات میں ہیں بیٹا لاپتہ ہے میرے حلق سے تو کوئی چیز نہیں نیچے اترتی کیا کروں بہت ہی پریشان ہوں۔

دل چھوٹا نہ کریں خالہ سب ٹھیک ہو جائیگا۔ آپ کھانا کھا لیں تو میں گھر جا کر اپنے انکل سے بات کرتا ہوں۔

ہاں آنٹی اِس کے انکل بڑی اپروچ والے ہیں۔ اول تو کیس کی فائل ہی گم کروا دیں گے۔ ورنہ اللہ نے چاہا تو ضمانت ضرور ہو جائیگی

گھر میں کچھ ہے کھانے کے لیئے یا بازار سے لے آؤں

نہیں بیٹا فریج میں سالن پڑا ہے تم بیٹھو میں خود گرم کرتی ہوں اور اختر کی ماں نے فریج میں سے دو تین ڈونگے سالن کے نکالے اور باورچی خانہ میں چلی گئی۔

ماں نے تو کھا لیا مگر اختر چار بجے تک بھوکا بیٹھا رہا کیونکہ انسپکٹر ایس پی کی میٹنگ میں تھا۔ اختر کی نگرانی کرنے والے سپاہیوں نے بھی کھانا کھا لیا تھا

دو تو اپنی بارک میں جا کر سو گئے تھے اور دو بیٹھے تاش کھیلنے میں معروف تھے۔ شام کے چھ بجے تک انسپکٹر اکبر کی کمیں سے واپسی ہوئی تمام سپاہی نہا دھو کر تیار ہو چکے تھے۔ انسپکٹر ابھی آکر بیٹھا ہی تھا دفتر میں کہ سپاہی نے اختر کو انسپکٹر کے سامنے پیش کر دیا۔ سر یہ چور ہے اور یہ گھڑی ہے۔ جو اِس نے چوری کی ہے۔

سپاہی نے گھڑی انسپکٹر کے سامنے میز پر رکھ دی۔

ٹھیک ہے تم جاؤ اور حوالدار تحسین کو میرے پاس بھیجو سپاہی واپس چلا گیا اور انسپکٹر میز پر پڑی ہوئی فائلوں میں گم ہوگیا جب اختر کو کھڑے کھڑے پندرہ بیس منٹ ہوگئے تو انسپکٹر نے سگریٹ لگایا۔ اور اُس کی نظر اختر کے پریشان چہرے پر

DEVELOPMENT FORUM

***"Development Forum** has a key role to play in the creation of such an informed public opinion, which sees the future in terms of humankind as a whole. It offers to its readers varied and stimulating opinions on matters of vital concern. As its name implies, its columns are open to all those who have a creative contribution to make towards greater understanding, be they from governments, the United Nations, non-governmental organizations, the media, the academic community, or private individuals."*

Javier Pérez de Cuéllar, UN Secretary-General

Development Forum is the single regular publication of the United Nations system in the field of economic and social development. It is published by the UN/DPI for the Joint United Nations Information Committee (JUNIC) and is supported by the General Agreement on Tariffs and Trade (GATT), International Bank for Reconstruction and Development-World Bank (IBRD), International Civil Aviation Organization (ICAO), International Fund for Agricultural Development (IFAD), International Labour Organisation (ILO), International Maritime Organization (IMO), International Trade Centre UNCTAD/GATT (ITC), United Nations (UN), United Nations Centre for Human Settlements (UNCHS), United Nations Children's Fund (UNICEF), United Nations Environment Programme (UNEP), United Nations Fund for Population (UNFPA), United Nations High Commissioner for Refugees (UNHCR), United Nations Industrial Development Organization (UNIDO), United Nations International Research and Training Institute for the Advancement of Women (INSTRAW), United Nations University (UNU), Universal Postal Union (UPU), World Food Programme (WFP), World Health Organization (WHO), and World Meteorological Organization (WMO).

Editor-in-Chief: Jacques Bauchère; *English Editor:* Paul Heath Hoeffel; *French Editor:* Sylvie Périn; *Editorial assistants/Typesetters:* Lina Khawaja, Esperanza Velez; *Development Business Editor:* Evelyn Samore; *Editorial assistants:* Marina Brodskaya, Susan Reynolds; *Sales & marketing:* Kevin Cassidy; *Circulation:* McDonald Murray; *Production:* Gina Bocaya, Dinah del Rosario, Clare Meiklejohn, Mary Pickett, Nena P. Villena; *Treasury:* Armie Decepida; *Liaison unit, Washington, D.C.:* Randa Mughir, Brent D. Anderson. The Spanish edition of DF is produced under the supervision of Mario Zamorano, Director of the UN Information Centre in Mexico City, who is aided by Cristina Gómez-Llata de Prieto and Itxaro Goikoetxea.

The contents of DF do not necessarily reflect UN policies or the views of the Secretary-General. Unless copyrighted, reprints are authorized; permission is not required. Signed articles must bear the author's name. Attribution would be appreciated but is not necessary. Unsolicited manuscripts will not be acknowledged or returned. A contribution of US$25 a year is requested. Published 6 times a year in English, French and Spanish.

Development Forum, P.O. Box 5850, Grand Central Station, New York, N.Y. 10163-5850, USA. Telephone: (212) 963-1544, Telex: 422311 UN UI, Fax: (212) 963-4116.

Printed in the USA-ISSN 0251-6632

TWELVE WAYS *UNICEF helps children with just one dollar*

- A foetal stethoscope to monitor heartbeats before birth *or*
- Enough high-dose Vitamin A capsules so that 30 toddlers can be protected against nutritionally caused blindness for one year *or*
- Enough antibiotic ointment to treat ten children afflicted with trachoma, an eye disease which, if left untreated, can lead to blindness *or*
- Enough vaccine to immunize nine children against measles or thirteen against poliomyelitis, a leading cause of childhood disabilities, *or*
- Enough vaccine to immunize 30 children against tuberculosis *or*
- Enough vaccine to immunize 50 children against the triple threat of diphtheria, whooping cough and tetanus *or*
- A vaccine-storage thermometer vital to monitoring vaccine-storage temperatures *or*
- Two clinical thermometers for a health centre *or*
- Enough Piperazine tablets to cure over 25 children who suffer from intestinal worms *or*
- Five bottles of chloroquine syrup to treat children suffering from malaria *or*
- Exercise books for 10 schoolchildren *or*
- A pound of pea seeds or six packets of lettuce seeds for a school or community vegetable garden.

پڑی کون ہو تم انسپکٹر نے اختر سے سوال کیا۔ میرا نام اختر ہے۔ سٹوڈنٹ ہوں میں نے تو سنا ہے کہ سٹوڈنٹ بڑے بڑے ڈاکے مارتے ہیں۔ تم نے گھڑی چوری کرنے کی غلطی کیوں کی۔ یہ پہر الزام ہے جب کے مجرم تھانے میں پیش ہوتا ہے۔ تو اس پر کوئی نہ کوئی الزام ہوتا ہے۔ اور پھر پولیس اپنی پیشہ ورانہ مہارت سے الزام کو صحیح ثابت کر دکھاتی ہے۔ انسپکٹر نے مسکراتے ہوئے اختر کو سمجھانے کے انداز میں بتایا۔

مگر سر اختر نے التجا کی۔

ظاہر ہے آپ جو بھی کہیں گے۔ اپنی صفائی میں کہیں گے اور مجرم کو صفائی پیش کرنے کا موقع صرف عدالت میں ملتا ہے۔

یہاں نہیں۔ یہاں ہمارا کام صرف ملزم کو عدالت میں پہنچانا ہوتا ہے۔ اور کسی وقت آپ کو عدالت میں پیش ہونا پڑ گیا تو پھر آپ کیا کریں گے۔

میں اکثر عدالت جاتا ہوں مجرم لے کر اور اس کے علاوہ تمہارا کیا مطلب ہے۔

میرا مطلب سمجھنے کے لیئے آپ کو مجھے کچھ موقع دینا پڑیگا۔

فرار ہونے کا! انسپکٹر نے مذاق کیا۔ فرار تو خیر آپ کو بھی نہیں ہونے دیا جائیگا۔ کیونکہ اگر ڈی ایس پی اگر گرفتار ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس سے بڑا افسر بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ تو ابھی انسپکٹر ہیں۔

کون ہو تم انسپکٹر ڈگر جا۔

میں ڈی ایس پی اشرف ملک کا بیٹا ہوں جو کل رشوت کے الزام میں گرفتار کر لیئے گئے ہیں۔

اوہو پھر تو تم خاندانی مجرم ہو۔ بتاؤ یہ گھڑی کہاں سے چوری کی ہے تم نے۔

یہ میرے ہاتھ پر گھڑی کا نشان دیکھ رہے ہیں آپ اختر نے اپنی کلائی انسپکٹر کے سامنے کر دی۔

دیکھ رہا ہوں۔

یہ تین سال سے میری اس کلائی پر رہی ہے۔ اور میں اس بیچ کر ملتان جانے کا کرایہ لینا چاہتا تھا۔ گھڑی ساز نے مجھے چور سمجھ کر گرفتار کرا دیا۔

میں تمہیں جانتا ہوں تمہارے باپ کو بھی جانتا ہوں ایک وقت میں جب ہم دونوں انسپکٹر تھے میں سب انسپکٹر تھا اور وہ انسپکٹر تھے۔ ہم دونوں ایک سال ایک ہی تھانے میں رہے تھے۔ مجھے تمہاری ہر بات کا یقین ہے اور میں تمہیں یہ بات بتا دوں کہ میں ہی وہ انسپکٹر ہوں جس نے تیرے باپ کو گرفتار کروایا ہے۔

تمہارا کیا خیال ہے ایک رشوتی افسر کو اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیئے۔

انسپکٹر نے جیسے ڈی ایس پی اشرف ملک کے بیٹے سے اس کے جرم کی تصدیق چاہی ہو۔

ضرور ملنی چاہیئے۔ مگر میں نے تو اس کے ساتھ نہ جرم کیا ہے۔ نہ گھڑی چوری کی پھر مجھے کیوں گرفتار کیا گیا ہے۔

اچھا بہت ہو چکی ہے۔ اب بیٹھ جاؤ۔ اختر کرسی پر بیٹھ گیا تو انسپکٹر نے پھر سلسلہ کلام نئے سرے سے شروع کیا۔

کب سے تھانے میں بیٹھے ہو!

تقریباً دو پہر سے۔

اوہ! کھانا وغیرہ کھایا ہے۔

شکریہ سر! کیوں کہ مجھے تو کسی نے پانی کے لیئے بھی نہیں پوچھا۔

سوری بیٹے۔ ٹھہرو۔ انسپکٹر نے ابھی اتنا ہی کہا کہ باہر سے حوالدار تحسین نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ انسپکٹر نے اس کو اندر بلایا اور اسے دس کا نوٹ دیکر کہا کہ فوراً کھانا لاؤ۔ اچھا سر

حوالدار تحسین ابھی باہر ہی نکلا تھا کہ انسپکٹر نے اسے پھر بلایا۔

یہ پیسے کسی سپاہی کو دو۔ وہ کھانا لے آئے اور تم واپس آکر میری بات سنو!

حوالدار تحسین باہر گیا اور جلد آگیا .....جی سر

چوہدری فیروز دین کے پاس جاؤ اور جتنی جلدی ہو سکے اسے کہو میرے پاس آئے۔

میں انتظار کر رہا ہوں۔

بہت بہتر سر! حوالدار اتنا کہہ کر باہر نکل گیا۔ اور انسپکٹر نے پھر اختر کو مخاطب کیا۔ ہاں تو بیٹے یہ گھڑی کا کیا ماجرا ہے۔

بس سر میں ملتان جانا چاہتا تھا کہ یہیں رات ہو گئی۔

مگر ملتان کیوں جانا چاہتے ہو۔!

وہاں میری چھوٹی بہن ہے اس سے ملنے جانا چاہتا ہوں۔

کیا عمر ہے اس کی!

یہی کوئی گیارہ بارہ سال کی ہو گی۔ سر اگر اس نے باپ کی گرفتاری کا اخبار میں پڑھ لیا یا کسی اور وسیلے سے اسے پتہ چل گیا تو وہ بہت پریشان ہو گی۔

ٹھیک ہے یہ گھڑی باندھ لو اور یہ لو پچاس روپے رکھ لو کھانا آتا ہے کھا لو اور میں تمہیں سپاہی بس پر سوار کرا دیگا میں اسے کہتا ہوں کرایہ بچ جائیگا۔

آپ بھی میرے خلاف سازش کرنا چاہتے ہیں۔

کیا مطلب!

مطلب یہ کہ بس میں آپ کا حصہ ہے جو مجھے اس پر سوار کرا دیں گے۔

نہیں بیٹے اتنا بھی اگر فائدہ نہ ہو تو نوکری سے ہمیں کیا ملتا ہے۔ سر میں آپ سے الجھنا نہیں چاہتا کیونکہ ایک تو میں پریشان ہوں اور دوسرا ابھی اس کا وقت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ہم سب چھوٹے بڑے ایک دوسرے کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ حکمران عوام کے افسر ماتحت کے والدین اولاد کے خلاف مجھے اس کا علم ہو گیا ہے۔

اور میں خود کو اس میں ہرگز شامل نہیں کرنا چاہتا جو سازش ہمارے خلاف ہو رہی ہے۔ جو طالب علموں، بچوں، مزدوروں کے خلاف ہو رہی ہے۔ نہ میں آپ کا کھانا کھاؤنگا اور نہ پچاس روپے لونگا۔ اور نہ آپ کی وردی کے سائے میں بس کا سفر کرونگا۔ اگر آپ میرے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کرنا چاہتے تو میں جا رہا ہوں۔

اختر نے پچاس کا نوٹ جیب سے نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اور بغیر کھانا کھائے باہر نکل گیا۔ انسپکٹر نے اسے باہر جاتے دیکھا مگر آواز نہ دی اور دیر تک سوچتا رہا کہ نئی نسل کس قدر پریشان ہے۔ میرے بچے اس لیئے مجھ سے لڑتے ہیں میرا حکم نہیں مانتے اپنی مرضی کرتے ہیں مجرم جرائم چھوڑنے کے لیئے تیار نہیں۔ شاید اسی لیئے کہ ہم جو قانون کے محافظ ہیں ہم خود قانون شکنی کرتے ہیں۔ اپنے عہدے اور وردی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں کرتے ہیں! یہ ایک ایسا سوال تھا جو انسپکٹر کے ذہن میں پھنس کر رہ گیا اور انسپکٹر کا سکتہ اس وقت ٹوٹا جب سپاہی اختر کے لیئے کھانا لے کر آیا مگر اختر نہیں تھا۔

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل

یوتھ انٹرنیشنل آپ کے گھر پر

یوتھ انٹرنیشنل سے ہاکر یا قریبی بک سٹال کے علاوہ بذریعہ ہوائی ڈاک بھی حاصل کریں۔ نیچے دیئے ہوئے کوپن کو پر کر کے بنک ڈرافٹ منی آرڈر یا پے آرڈر کے ہمراہ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔ ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل آپ کو گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک ارسال کر دیا جائے گا۔ سالانہ ۱۸۰ روپے ۲۵ فیصد خصوصی رعایت کیساتھ۔

نام ____________

مکمل پتہ ____________

____

ڈرافٹ یا پے آرڈر نمبر ____________

بدل اشتراک بذریعہ ہوائی ڈاک

پاکستان ۱۸۰ روپے سالانہ

برصغیر، مشرق وسطی -/۳۷۵ روپے (۲۵ امریکی ڈالر)

یورپ، افریقہ -/۵۰۴ روپے سالانہ (۳۲ امریکی ڈالر)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا -/۵۵۰ روپے سالانہ (۳۷ امریکی ڈالر)

جنوبی امریکہ -/۶۲۵ روپے (۴۲ امریکی ڈالر)

Interview

Peter Leuprecht

Peter Leuprecht is Director of Human Rights at the Council of Europe. In this interview, he explains the role his department plays in the defence of human rights and gives his views about the harmonization of European asylum legislation in the European Community prior to 1992.

Peter Leuprecht: The Council of Europe has taken an interest in refugee problems for many years. There is now a whole body of relevant texts and recommendations to member states as well as conventions and agreements. These were approved by the Committee of Ministers, after being drawn up by governmental experts from the 23 member states of the Council of Europe.

The Council's Human Rights Department takes full charge of the human rights sector in the Council of Europe's intergovernmental programme. An important part of our work involves advising relevant bodies on how to work out new rules in the human rights field or how to draw up additional protocols to the European Convention on Human Rights. A case in point, of importance to asylum seekers and refugees, is Article I of the 7th Protocol, which provides for procedural guarantees in the event of expulsion.

Another important area in which we are involved is human rights education and training. Furthermore, certain specific tasks have been assigned to the department as part of the protection machinery of the European Convention. Accordingly, the department advises the Council of Europe's Committee of Ministers when it acts under the terms of the Convention: whether as a decision-making organ or simply to supervise execution of the judgments made by the European Human Rights Court in Strasbourg.

REFUGEES: You must be following quite closely the current heated debate on the harmonization of asylum legislation in the European Community (EC). What is your reaction to these discussions?

Peter Leuprecht: My personal feeling is that of all the steps being taken by the 12 member states of the EC, those launched within the official framework of the Community are probably least subject to criticism, due to the fact that the European Parliament exercises a degree of democratic control over them. Other more or less secret meetings, such as those of the Trevi Group or the *ad hoc* Group on Immigration, held on the fringes of the Community, seem rather more open to criticism. What characterizes these meetings is the veil of secrecy in which they are shrouded by governments.

REFUGEES: Do you feel that information about such discussions should be allowed to flow more freely?

Peter Leuprecht: Of course, in a democracy under the rule of law, a maximum degree of 'transparency' is desirable. On the other hand, government representatives maintain that a degree of secrecy is essential on occasions when security matters are aired. In my view, however, talks on such fundamental issues as the right of asylum and respect of human rights merit the greatest possible openness.

REFUGEES: Are we seeing a real hardening of attitudes in the debate about the right of asylum?

Peter Leuprecht: A great deal has been said, and perhaps not all of it unfairly, about a trend to curb the right of asylum. If such a tendency really does exist, it would clearly be very worrying. But there is also another danger. Just when the elimination of internal borders with the EC gives citizens of the 12 member states greater freedom to travel, settle and work outside of their own country, that same structure could also be responsible for the erection of "impermeable" borders with the outside world. By this I mean that it could become more and more difficult for citizens from outside the Community to gain access to it. Some have spoken of a 'fortress Europe' which may well already be under construction.

REFUGEES: Under such circumstances, how can the fundamental rights of asylum seekers be guaranteed?

Peter Leuprecht: First of all, those arriving at borders need to be informed of their rights and find themselves in a position where they can effectively exercise those rights – and, if need be, make an appeal. All this is in tune with the traditional European democratic spirit. Nevertheless, some recent trends have rather distressingly departed from that spirit.

Out of concern for human rights information and education, we have launched a series of initiatives which, though sometimes taken lightly, are intended to ensure that human rights figure in the training of certain key professional groups.

This has led us to develop a training programme in human rights for police officials and prison staff, and a similar initiative is now under way for border police and immigration officials. We are also organizing a conference in Strasbourg from 30 November to 1 December 1989 entitled 'human rights without borders' to examine how problems concerning respect for human rights arise at international frontiers. In the light of the results of that conference, we may go on to develop similar materials and launch initiatives similar to those already undertaken for the police and other professional groups. A very great effort must be made to train those individuals – usually members of the border police – with whom new arrivals make their first contact.

REFUGEES: Shouldn't refugee organizations be playing a more important role at the arrival stage?

Peter Leuprecht: One of the demands made by non-governmental organizations and UNHCR is for access to places such as airport transit areas where asylum seekers arrive. I find this a wholly legitimate request. Let it be a demand that mobilizes NGOs, even if it means having to go against the tide.

REFUGEES: Is the right of asylum universally recognized?

Peter Leuprecht: Unfortunately not. Although the right of asylum appears in the 1948 Universal Declaration of Human Rights, the fact that it has not been taken up in the international or European treaties on human rights is much to be regretted.

The European Convention on Human Rights even neglects to mention the individual right of asylum despite proposals made to that end. This means that when the Commission or the European Court of Human Rights address issues of this nature, they must turn to other provisions in the Convention.

Appeals are regularly made, often by NGOs, to have the right of asylum incorporated in the European Convention on Human Rights. Unfortunately, the present political climate would seem to disfavour such a step. However, a considerable amount of jurisprudence regarding asylum seekers and refugees has been established by the Commission and European Court of Human Rights in relation to the European Convention on Human rights. I also share the view that the European Convention contains valuable untapped resources in this area.

REFUGEES: For example, jurisprudence relating to Article 3 of the Convention concerns the forcible return of individuals to a country where they could be exposed to danger.

Peter Leuprecht: Yes. Article 3 prohibits torture and inhuman or degrading treatment or punishment. According to jurisprudence relating to this article, a state which turns back an individual to a country where that person risks torture or inhuman or degrading treatment could be held reponsible for violating this particular provision of the Convention. This is indeed one of the provisions which the Commission tries to use.

REFUGEES: What are you hoping will be achieved at the Third European Congress for the Right of Asylum, which you will attend in Geneva on 7 and 8 October this year?

Peter Leuprecht: I very much hope that one of the results will be a greater sensitivity to these problems in the mass media and among the general public. Very often, politicians give the impression that a majority of people hold the opposing view and favour a narrow approach. I believe we must make a strong show of force in favour of the refugee's right to asylum.

Interview by
ANNICK ROULET-BILLARD

The University of Michigan
School of Natural Resources

Full/Associate Professor of Conservation Biology and Ecosystem Management

The University of Michigan, School of Natural Resources is seeking applicants for the position of Full/Associate Professor of Conservation Biology and Ecosystem Management. Nine month, tenure-track research and teaching position - with leadership responsibility for this new programme. Regional, national and/or international recognition and experience in this field are required. Interdisciplinary programme leadership is essential, together with demonstrated research performance commensurate with the appointment level. Send curriculum vitae, statement of research interest, list of publications, and names of three recommenders to Dr. James E. Crowfoot, Dean, The University of Michigan, School of Natural Resources, 3512 Dana Building, Ann Arbor, MI 48109-1115, USA.

Closing date: October 17, 1989.

Third European Congress on the Right of Asylum

In February 1985 and April 1989, the First and Second European Congresses on the Right of Asylum were held in Lausanne and Brussels. This year, the Third Congress will be held on 7 and 8 October in Geneva, sponsored by more than 200 people from all over the world.

Given the approach of 1992 and the creation of the internal European market, the gathering will focus on official measures affecting the right of asylum in Europe and the basic rights of exiles from non-European countries.

Any person or organization who wants to gather information on these subjects, or who wishes to participate in the formulation of proposals for action, is invited to attend.

In addition to the sponsors, the meeting is likely to be attended by refugee organizations and refugees themselves; trade unionists and workers; European and national members of Parliament; students and researchers; lawyers, journalists, social workers and teachers. In a series of special workshops, the participants will discuss proposals for the action which needs to be taken to preserve an open and humanitarian Europe.

Anyone wishing to enrol should write as soon as possible to: *Troisièmes Assises Européenes sur le Droit d'Asile*, PO Box 543, CH-1000 Lausanne 17, Switzerland. Contributions of 20 Swiss francs (individuals) and 200 Swiss francs (organizations) can also be made to the work of the Congress. These sums are payable to the Association for the Third European Congress on the Right of Asylum, postal cheque account no. 10-22910-9.

MARIE-CLAIRE CALOZ-TSCHOPP

Afghanistan

Treading on dangerous ground

No-one really knows how many mines there are in Afghanistan. Estimates vary from hundreds of thousands to tens of millions. Mines have killed, maimed and deranged a generation, though the grief is largely hidden. They have distorted the economy: cattle are regularly destroyed and equipment damaged. Large areas of productive land are out of bounds. A unique UN programme has now been established to tackle this menace.

The mines which have been laid in Afghanistan pose a psychological and a physical threat: to those who have stayed put during ten years of war, to the internally displaced, and to the estimated five million Afghan refugees in Iran and Pakistan.

Mines come in grisly variety. There are anti-personnel or anti-vehicle mines. Some are scattered from the air, some are carefully placed. There are pressure, anti-pressure, trip, seismic, jumping and many other kinds. All of them can be found in Afghanistan.

For Afghans, the effects of mines have become familiar. The wounds can be a source of pride. Death is accepted as a part of life. But the private misery they cause is immeasurable.

The UN is developing a strategy to tackle the problem. Its immediate objective is to train enough Afghans in basic de-mining techniques to cover every mine-prevalent district of the country. Some areas are relatively mine-free, others are densely affected. The long-term objective is more comprehensive: to make sure that every Afghan knows how to manage the danger, and to provide medical services for those disabled by mines.

The UN's plan, which is being developed by the Office of the Co-ordinator for Afghanistan (UNOCA) and implemented from Pakistan, is three-pronged.

Firstly, it is to train selected Afghans to de-mine. The Co-ordinator, Prince Sadruddin Aga Khan, who was High Commissioner for Refugees from 1965 to 1977, has invited Member States of the UN to send experienced teams to train Afghan refugees. A common programme of instruction is followed by the teams.

The volunteer trainees receive instruction at two camp sites, one located outside Quetta in Baluchistan, and the other near Peshawar, North-West Frontier Province. The camps, built and staffed by the Pakistani army, include mock minefields, teaching, dining and dormitory quarters and a tented mosque.

So far, trainers from Canada, France, Italy, New Zealand, Norway, Turkey and the United States have participated. It is a novel experience for the soldiers, both in multinational co-operation, in the humanitarian objective before them, and in working with Afghan refugees. Teams are also expected from Australia, Egypt and the United Kingdom.

Since February this year, 1,500 Afghans have gone through fortnight-long de-mining courses. The courses are proving popular. Many trainees already have direct experience of dealing with mines. The course teaches them for the first time systematically to identify, mark off, defuse and destroy the mines. Before leaving, trainees swear on oath to use the knowledge they have gained exclusively for humanitarian purposes and are issued basic de-mining kits.

The UN wants to ensure that the trainees are spread on a geographical basis inside Afghanistan, particularly in areas to which the internally displaced and refugees are likely to return.

The second thrust of the UN's efforts is teaching mine awareness courses to fieldworkers. But a much greater undertaking is soon to begin – a mass public mine-awareness campaign.

Initially, the campaign will be targeted at the most accessible and vulnerable Afghans – refugees. Many of them, especially women and children, have no first hand experience in negotiating the danger of mines. Effective means of reaching the population are being explored, including radio, schools, training courses, performances and communicating through traditional authorities.

The third part of the UN's programme relating to mines is in the medical field. Afghans identified by the Co-ordinator's Office are being trained by the International Committee of the Red Cross in Peshawar and Quetta in basic first aid techniques relating to mine injuries. Other possibilities are being considered, including the practicality of fielding mobile medical teams, both to teach and provide first aid.

This ambitious programme cannot be achieved overnight. Afghans will still be killed and disabled by mines for many decades to come. But the UN has made a start towards helping them minimize the tragedy.

MICHAEL KEATING

third world

Third World Guide 89/90: The World as Seen by the Third World—Facts-Figures-Opinions, *Third World Guide editors, Don Quijote 2523, Ap. 1002, Montevideo, Uruguay. 625 pages.*

THIS COMPREHENSIVE, well-illustrated guide is written by journalists interested in providing alternative information on what is happening in the Third World. It covers demography, gross product and income and distribution of wealth. Issues examined include hunger, migration, transnationals, debt, science and technology, commodities, international organizations and AIDS. Descriptions of each country and region include geographical, historical and political facts from a Third World perspective.

Dossier

Facts and feelings: the UNHCR/NGO relationship

UNHCR works in close co-operation with almost 200 different voluntary agencies in more than 50 countries around the world. In this article, the Chief of UNHCR's NGO Liaison Unit examines the complex nature of that relationship.

In its official pronouncements, UNHCR has a tendency to congratulate itself on its exemplary co-operation with the NGO community. But a constant re-evaluation of that relationship is necessary. For while the UNHCR/NGO relationship can be a harmonious one, it can also be tumultuous. The time has come, as far as both parties are concerned, to get rid of some misapprehensions and explode certain myths.

In 1988, UNHCR concluded project agreements with almost 200 NGOs in more than 50 countries. Similar figures are likely to be recorded this year.

There can be no doubt, therefore, that without the assistance of the NGOs, UNHCR's programmes would be seriously handicapped. Even so, do we have to look upon all these organizations as fully-fledged "operational partners?" It is a question which often comes up in our discussions.

Any answer to this legitimate question must take into account the size of the programme, how it fits into the other refugee-related activities of the NGO concerned, the degree of its involvement in project formulation, and, finally, the contribution which it makes to the funding of the project. Unless most of these elements are present, UNHCR will tend to use the term "implementing agency" in describing its contractual relationship with an NGO.

Is this a mere question of semantics? Without in any way seeking to avoid the problem, it is important for all of us in UNHCR to realize that a great many NGOs have a high degree of professionalism. As far as assistance programmes are concerned, they would much prefer a partnership to a subordinate relationship.

In addition to the many NGOs which are involved in the operational aspects of UNHCR activities, there are several others, at both national and international levels, which concentrate on investigating and examining the treatment accorded to refugees by governments all over the world.

UNHCR does not necessarily agree with all the observations made in NGO reports and publications

UNHCR is often called upon to ensure that NGOs have access to refugee situations in the field.

dealing with the situation of refugees in various countries. Nevertheless, it is called upon to intervene – often in a decisive manner – to ensure that these NGOs have access to refugee situations in the field and that they can gain entry to international fora where the fate of refugees is being discussed.

By way of example, one could cite the two international refugee conferences held in 1989 – one on up rooted people in Central America and the other on Indo-Chinese refugees. The effective mobilization and representation of the NGO community at these gatherings was remarkable. In addition, UNHCR organizes annual consultations with NGOs, just prior to its annual Executive Committee meeting and at other times of the year. These are attended by more than 100 NGOs.

But this institutionalized dialogue (which some NGOs prefer to call a "UNHCR monologue") is no longer sufficient to meet the real information needs of the NGO community. Nor does this dialogue satisfy the NGO's desire for active participation in the development of joint strategies for the improvement of refugee protection. The description of UNHCR and the NGOs as "natural allies" could be given a more concrete meaning.

The customary solution would simply have been to add the phrase "within the framework of their respective roles," to that of "natural allies." But here again, we are faced with a question of interpretation.

It may seem paradoxical to note that for NGOs, the reference made to UNHCR's mandate often has a restrictive connotation. But references to "the role of the NGOs," when made by UNHCR, imply that the NGOs can do whatever they like.

A closer look at the reality of the situation allows us to reach a more subtle conclusion. The mandate given to UNHCR by the international community is a source of strength, and the NGOs have an interest in reinforcing this perception. On the other hand, the constitutions of the NGOs and their means of financing sometimes make them vulnerable or dependent on their 'audience'. UNHCR has an interest in recognizing this state of affairs, appreciating the constraints which are imposed on NGO activities.

If this approach leads to the abolition of expressions such as "UNHCR is close to governments," and "NGOs are close to the refugees," then a great deal of progress will have been made. At the risk of provoking another debate, perhaps we should conclude for the time being that that the NGOs have no monopoly of feeling, while UNHCR has no monopoly of reason.

PIERRE BERTRAND

ians are impatient to return to their country and to participate in the process which will lead to the independence of their country.

The average age of the Namibian refugees in Cuba varies between 20 and 25. While most of them will return to Namibia between mid-July and the end of August, a few weeks before the elections, several hundred young people will stay in Cuba to complete their studies. Most of these are on the Island of Youth. The other, older refugees are scattered throughout Cuba, where they attend university. Like their compatriots and Cubans themselves, they live in student centres.

The preparations for the refugees' return to Namibia have been co-ordinated with the Cuban authorities. The health service provides vaccinations, the education service arranges their journey to a transit centre in Havana, and the domestic trade organization distributes clothing provided with UNHCR funds.

After passing through Luanda, the Angolan capital, and arriving in Namibia, the returnees will spend up to seven days in a reception centre. Then they will be able to go back to their own town or village and be reunited with their families and friends after so many years away.

The Namibians in Cuba have placed enormous hope in their return. "The first flight leaves in one month's time? I can't wait another month to kiss my parents and my brothers and sisters," said Paulina Nangolo, who lives in Santiago de Cuba, in June. Phillipus, who is preparing to receive his diploma from the Polytechnic of Havana, is looking forward to using his newly-acquired skills. "I want a career as a specialist in electrical systems. My country really needs this type of specialist."

The youngsters have been influenced by Latin American culture. "I love *salsa* music and I'm taking a few cassettes with me to Namibia," says one refugee. Another student announces that her favourite entertainer is the Mexican singer Lucia Méndez. They will be taking plenty of souvenirs back with them, as well as a more precious possession that will stay with them for ever – their education.

CARLOS ANTONIO GARCIA
DIEGO ROSERO

SOUTH-WEST ASIA

Pakistan

Market forces

More than three million Afghan refugees live in Pakistan, and nearly 200,000 of them are to be found in Bajaur. REFUGEES went to this remote part of the country to see the problems and opportunities confronting the exiled Afghans.

It does not take long to escape the hustle and bustle of Peshawar. As our helicopter gains height and heads to the north-east, the outer limits of the city quickly come into sight. Looking ahead, we can see the Kabul River, feeding a complex network of tributaries and irrigation channels. In the distance, the snow-capped mountains of the Hindu Kush jut out above the clouds.

It is a bright summer morning, and we are our way to Bajaur, a tribal agency in Pakistan's North-West Frontier Province. "It's a remote area, right on the Afghan border – a five hour journey by car," explains Haroon Ayub, a young UNHCR Territorial Officer who spends much of his time travelling in the region.

After a 50-minute journey, the helicopter lands at Khar, the principal town in Bajaur. Driving through the crowded bazaar, one is immediately struck by the apparent strength of the local economy. The market stalls are full of goods, ice-cold drinks are available on every corner, and the roads are crowded with trucks and lorries.

As Haroon explains, the estimated 200,000 Afghans living in Bajaur both contribute to and benefit from this activity. "Most of the refugees have been living in Pakistan for at least five or six years," he explains, "and in that time, nearly all of them have found a way of making a little money through trade or casual labour."

Nevertheless, there is still a price to be paid for living in a remote area such as Bajaur. Taking the main road out of Khar, we stop at Yousuf Abad, one of 25 Afghan refugee villages which have been established in the agency. We are approached by an elegant man with a fine moustache, who introduces himself as Sahibzada Taimur, a doctor working with the Pakistani Red Crescent Society (PRCS).

As Dr. Taimur explains, Peshawar is full of humanitarian organizations which provide assistance to uprooted Afghans. But they are busy helping refugees who have settled in or near the city, and few have established a permanent presence in distant areas such as Bajaur.

In an attempt to correct this imbalance, the PRCS, working closely with UNHCR, has established a mobile health team, which is led by Dr. Taimur. "Our aim," he explains, "is to visit every one of the 250 refugee villages in the North-West Frontier Province at least once a year, so that we can identify anyone who is suffering from serious disabilities and make sure that they get specialist treatment."

"The real aim of the project is to identify and treat any problems as early as possible," Dr. Taimur continues. "Some orthopaedic problems can be corrected with the use of plaster casts if they are detected when a child is only three or four months old. If you leave it until later, the only remedy is major surgery."

But reaching this target group is not easy. As UNHCR Social Services Officer Chava Savosnick observes, "a lot of the men spend their day trading at the bazaar, while many women are prevented from leaving home by the custom of *purdah*, or female seclusion. As a result, a lot of children are never brought to the team's attention."

Incentives

Yousuf Abad's primary school is confronted with similar practical and cultural problems. Supported by Pakistan's Chief Commissioner for Afghan Refugees, it is housed in a well-constructed *pukka* (brick and concrete) building. The school has just over 250 pupils and employs five

teachers – one Pakistani and four Afghans. Tuition is free, and the school also provides its pupils with books, writing materials and uniforms.

Despite these incentives, the proportion of refugee children attending the school is low. Girls are not admitted at all, and as the boys get older, they tend to stay at home to help their family with domestic chores.

The school's headmaster wishes that he could reach more of the children. "I left Afghanistan ten years ago," he told REFUGEES, "and since then I've really begun to appreciate the importance of education. It's a way of getting useful skills such as reading and writing, but it's also a way of learning about your own society. And that's especially important for our children. Many have never lived in their own country."

Like all of his compatriots, the headmaster looks forward to the day when he and his pupils will be able to go home. But when will that be? "Only God knows," he replies thoughtfully. "At the moment I'm pessimistic. It's still too dangerous to return."

calendar

International Forum on the Infant Feeding Crisis, 9-14 October, Manila, Philippines.

THE EVENT IS organized by the International Baby Food Action Network (IBFAN), to highlight a year of local and regional activities to promote breastfeeding throughout the world and to bring home the message that the lives and health of infants are still threatened by inappropriate bottle-feeding.

The Forum, which also celebrates IBFAN's tenth anniversary, will bring together community leaders, health workers, mothers, breastfeeding experts and media for a series of lectures, public events, street theatre, case studies, scientific sessions and planning workshops.

For more information, contact: IBFAN/IOCU, P.O. Box 1045, 10830 Penang, Malaysia, or BUNSO, 68 K-6th Street, Kamias Road, Quezon City, Philippines.

UNHCR

UNITED NATIONS HIGH COMMISSIONER FOR REFUGEES

The Office of the United Nations High Commissioner for Refugees (UNHCR) was established on 1 January 1951 for a period of three years, to aid the millions of refugees and displaced persons in Europe who had fled their homes during and after the Second World War. Since that time, UNHCR's mandate has bveen renewed every five years. UNHCR now cares for 13 million refugees throughout the world.

Today, the High Commissioner's Office employs around 2,000 staff members, working at UNHCR headquarters in Geneva and in 80 different countries. The organization's expenditure is financed mainly by voluntary contributions from governments. UNHCR is non-political and strictly humanitarian. It has two main functions: to protect refugees and to seek durable solutions to their problems.

The protection of refugees

In order to protect refugees, UNHCR must safeguard their life, security and freedom. It means preventing refugees from being returned to a country where they may be in danger of persecution, and promoting their rights in such vital fields as accommodation, education, employment, and freedom of movement.

The definition of a refugee is included in the 1951 United Nations Convention relating to the Status of Refugees and its 1967 Protocol, which have been ratified by 106 States. UNHCR encourages all States to become signatories to these legal instruments.

Durable solutions

Refugees can benefit from three different durable solutions.

Refugees can choose the solution of voluntary repatriation when there have been fundamental changes in their country of origin, and they feel that it is safe for them to go back there.

When voluntary repatriation is not possible, local integration programmes can help refugees to become self-supporting in their country of asylum.

Resettlement in a third country represents a possible solution when refugees cannot stay in their country of first asylum.

Until durable solutions are found, UNHCR is often invited by governments to provide emergency aid and longer-term assistance to refugees. To do this, UNHCR uses the funds which it receives from public and private sources, and co-operates closely with governments, specialized United Nations agencies, and numerous voluntary agencies. At the last UNHCR Executive Committee meeting, held in October 1988, the 43 Member States approved a budget of nearly US$ 430 million for 1989.

United Nations High Commissioner for Refugees (UNHCR)
P.O. Box 2500
CH-1211 Geneva 2 Dépôt
Switzerland

Phone: (022) 739 81 11
Cable: HICOMREF Geneva
Telex: 28 144 REFPI-CH
415 740 UNHCR-CH
Fax: (022) 739 84 49

Formal association with the Department of Public Information is given legislative authority by the subsequent Resolution 1297 (XLIV) which calls on the Department of Public Information to associate NGOs with it, bearing in mind "the letter and spirit of ECOSOC resolution 1296" in associating international and national non-governmental organizations with the Department of Public Information.

Public Inquiries Unit
United Nations
New York, New York 10017
September 1982

PROCEDURE FOR BECOMING A MEMBER OF THE UNITED NATIONS

According to Article 4, paragraph 1, of the United Nations Charter, membership in the Organization "is open to all other peace-loving states which accept the obligations contained in the ...Charter and, in the judgment of the Organization are able and willing to carry out these obligations".

The original membership was 51. Fifty states participated in the United Nations Conference on International Organization, held in San Francisco from 25 April to 26 June, 1945. They had previously signed the Declaration by United Nations of 1 January 1942 and had also signed and ratified the United Nations Charter. Poland, one of the original signatories of the 1942 Declaration, did not participate in the San Francisco Conference because the composition of its new government was not announced until 28 June, 1945. Space was left for its signature and Poland signed the Charter on 15 October, 1945, thus becoming one of the original members.

New states are admitted to membership in the United Nations by decision of the General Assembly following a recommendation by the Security Council. The procedure is briefly as follows:

The new state submits an application to the Secretary-General and a formal declaration stating that it not only accepts the obligations under the Charter but is willing to carry out these obligations. The application is considered first by the Security Council. Any recommendation for admission must receive the affirmative votes of nine of the fifteen Council members, including the votes of the five permanent members--China, France, the USSR, the United Kingdom and the United States. If the Council recommends admission, the recommendation is presented to the General Assembly for a decision. A two-thirds majority vote is necessary in the Assembly for admission of the new State, and membership becomes effective on the date the vote is taken. If an application fails to obtain the Council's recommendation, the General Assembly has the right to request further consideration by the Council.

Cuba

Ready to return

On 16 July, a group of 125 young Namibians left Havana by air – the first of 1,500 Namibian refugee students in Cuba who are going back to their homeland.

There is an unusual atmosphere in Havana this morning. In a few hours time, a group of 125 people will be seeing a country which they left a very long time ago. As always, the joy of leaving is tinged with a little sorrow. It is not so easy to leave your fellow exiles, or to say goodbye to the friends you are leaving behind.

According to Cuban journalist Georgina Jimenez, the group consisted mainly of 80 primary school teachers who had recently completed their studies at the Pepito Tay teacher training college in Las Tunas.[1] Some of the others were youngsters who had studied on the Island of Youth and at other institutions (see REFUGEES · No. 61, February 1989).

The refugees received a rousing farewell from the Minister of National Education, Mr. José R. Fernandez, from the Vice-President of the South West Africa People's Organization (SWAPO), and from officials of UNHCR and other agencies.

Surrounded by young Namibians who sang and waved flags, Mr. Fernandez spoke to them on behalf of the Cuban people and government. "We are pleased," he said, "with the results you have obtained during the years that you have studied with us, and with your attitude towards your work. You have demonstrated a great patriotic and revolutionary spirit. The course of your daily life has been guided by this belief in your country and the desire for a better life for your people."

"As teachers, engineers and technicians," he added, "you will be a valuable force for the construction of a free and prosperous country. You must now devote yourselves entirely to this cause, with the same fervour that you applied to your studies here."

In all, as many as 1,900 Namibians are currently to be found in Cuba, which is 12,000 kilometres from their homeland. About 1,500 of them are students. The first Namibian refugees arrived in 1978, immediately after the dreadful attack on the Kassinga refugee camp in southern Angola.

According to Manuel Agramonte, who was the Cuban Ambassador to Angola at the time, "when they arrived they were nervous, sick and destitute. Many of them came barefoot and were overwhelmed by the loss of their family or the prospect of being separated from their loved ones by thousands of kilometres for an indeterminate period of time."

Now, more than ten years later, the situation is very different. According to UNHCR officials who went to Cuba to register the returnees and issue them with travel documents, the youngsters are now full of courage and motivation. Whatever kind of education or training they have undertaken in exile, the Namib-

11-15 September	Division of Narcotic Drugs: Second Interregional Meeting for Heads of National Drug Law Enforcement Agencies (HONLEA).	Vienna
19 September - December	General Assembly, 44th session.	New York
25-29 September	Division of Narcotic Drugs: Expert Group Meeting on the Detection and Assay of Controlled Drugs in Biological Specimen.	Singapore
2-5 October	Division of Narcotic Drugs: Sub-Comission on Illicit Drug Traffic and Related Matters in the Near and Middle East, 25th session.	Ankara
4-20 October	International Narcotics Control Board, 46th session.	Vienna
23-27 October	Division of Narcotic Drugs: Expert Group Meeting on Satellite Detection.	Vienna
6-10 November	Division of Narcotic Drugs: Expert Group Meeting on Revision of Drug Law Enforcement Training Manual.	Riyadh
11-16 November	ILO/UNFDAC: Regional Orientation and Programme Formulation Workshop on Drug Rehabilitation for the Countries of the Middle East.	Amman
20-24 November	Division of Narcotic Drugs: Expert Group Meeting on Pre-trial destruction of seized narcotic drugs, psychotropic substances, precursors and essential chemicals.	Vienna

1990

24-25 January	Division of Narcotic Drugs: 26th Sub-Commission on Illicit Drug Traffic and Related Matters in the Near and Middle East.	Vienna
29 January - 2 February	Division of Narcotic Drugs: Eleventh special session of the Commission on Narcotic Drugs.	Vienna
5 February	Division of Narcotic Drugs: Ad hoc Inter-agency Meeting on Co-ordination in Matters of International Drug Abuse Control.	Vienna
7 May-	World Health Organization: 43rd World Health Assembly.	Geneva
21 May - 1 June	International Narcotics Control Board, 47th session.	Vienna

Intergovernmental Organizations

1989

4 September - 30 November	South American Agreement on Narcotic Drugs and Psychotropic Substances (ASEP): 3rd Training Course of the Regional Centre for the Training of Instructors and Guides and Training of Drug Scenting Dogs.	Buenos Aires
14-21 October	ASEP: 6th Training Course of the Regional Centre for the Training in Preventive Education.	Caracas
13-17 November	Council of Europe: International Training Course for Pharmacy Inspectors.	Strasbourg, France

4-8 December	ASEP: 11th Conference of Member States.	Colombia

Non-governmental Organizations

1989

12 September	NGO Committee on Narcotics and Substance Abuse.	New York
12 September	Vienna NGO Committee on Narcotic Drugs.	Vienna
18-21 September	Society for Prevention of Drug Abuse: European Forum for Prevention and Treatment of Drug Dependence.	Warsaw
10 October	NGO Committee on Narcotics and Substance Abuse.	New York
12-18 November	International Narcotic Enforcement Officers Association: Workshop of PRIDE (Peer Resistance Instruction and Drug Education Programme) for law enforcement involved in school drug prevention programmes.	Florida, U.S.A.
12-18 November	International Narcotic Enforcement Officers Association: Workshop on Asset Forfeiture.	Florida, U.S.A.
12-18 November	International Narcotic Enforcement Officers Association: Workshop on Drug Diversion Investigations.	Florida, U.S.A.
13-17 November	International Narcotic Enforcement Officers Association: 30th Annual International Drug Conference.	Florida, U.S.A.
15-17 November	Spanish Red Cross and Iberian-Latin American Association on Alcoholism and Drug Addiction: 5th Iberian-Latin American Congress.	Madrid

CRITERIA FOR ASSOCIATION OF NON-GOVERNMENTAL ORGANIZATIONS WITH THE DEPARTMENT OF PUBLIC INFORMATION

LEGISLATIVE BASIS FOR NGO RELATIONSHIP WITH DPI

The non-governmental organizations relationship with the Department of Public Information is based on paragraph 12 of Annex 1 to General Assembly Resolution 13(1) of 13 February 1946. The Department of Public Information is advised "actively (to) assist and encourage national information services, educational institutions and other governmental and non-governmental organizations of all kinds interested in spreading information about the United Nations".

PUBLIC INQUIRIES UNIT
DEPARTMENT OF PUBLIC INFORMATION
UNITED NATIONS, NEW YORK

United Nations Bodies

In addition to the six principal organs,* the United Nations has established the following special bodies which have responsibility in specific fields. They issue their own publications.

INSTRAW
International Research and Training Institute for the Advancement of Women
P.O. Box 21747
Santo Domingo, Dominican Republic

UNCHS
United Nations Center for Human Settlements (HABITAT)
Post Office Box 30030
Nairobi, Kenya

UNCTAD
United Nations Conference on Trade and Development
Palais des Nations
1211 Geneva 10, Switzerland

UNDP
United Nations Development Programme
Division of Information
One United Nations Plaza
New York, N.Y. 10017

UNDRO
Office of the United Nations Disaster Relief Co-Ordinator
Palais des Nations
1211 Geneva 10, Switzerland

UNEP
United Nations Environment Programme
Post Office Box 30552
Nairobi, Kenya

UNFPA
United Nations Fund for Population Activities
220 East 42nd Street, 19th Floor
New York, N.Y. 10017

UNHCR
United Nations High Commissioner for Refugees
Liaison Office
United Nations
New York, N.Y. 10017

UNICEF
United Nations Children's Fund
Three United Nations Plaza
New York, N.Y. 10017

UNITAR
United Nations Institute for Training and Research
United Nations
New York, N.Y. 10017

UNRISD
United Nations Research Institute for Social Development
Palais des Nations
1211 Geneva 10, Switzerland

UNRWA
United Nations Relief and Works Agency for Palestine Refugees
Liaison Office
United Nations
New York, N.Y. 10017

UNV
United Nations Volunteers
United Nations Volunteers Liaison Office in Washington
1889 F Street, N.W.
Washington, D.C. 20006

UNU
United Nations University
Headquarters
Toho Seimei Building
15-1 Shibuya 2-Chome
Shibuya-ku
Tokyo 150, Japan

Centre for Human Rights
Palais des Nations
1211, Geneva 10, Switzerland

Center for Social Development and Humanitarian Affairs
P.O. Box 500
A-1400 Vienna, Austria

Division of Narcotic Drugs
Vienna International Centre
P.O. Box 500
A-1400 Vienna, Austria

REGIONAL ECONOMIC COMMISSIONS

Economic Commission for Africa (ECA)
P.O. Box 3001
Addis Ababa, Ethiopia
Attn: Abdel Rahman Tahir, Librarian

Economic Commission for Latin America and the Carribean (ECLAC)
Casilla 179-D, Santiago, Chile
Attn: Mr. Jose Besa, Librarian

Mexico Office:
Apartado Postal 6-718
Mexico 06600, DF, Mexico
Att: Mrs. Josefina Gallegos

Washington Office:
The Federal Bar Building West
1735 I Street, N.W., Suite 509
Washington, D.C. 20006
Att: Mr. Walter Cabrera

Office for the Carribean
P.O. Box 1113
Port-of-Spain
Trinidad and Tobago
Attn: Mrs. Judith Modeste

Economic Commission for Europe (ECE)
Palais des Nations
1211, Geneva 10, Switzerland
Attn: Mr. Hans J. Lassen, Information Officer

Economic and Social Commission for Asia and the Pacific (ESCAP)
United Nations Building
Rajdamnern Avenue
Bangkok, Thailand
Attn: Mr. N.P. Cumins, Chief, Library Services

Economic and Social Commission for Western Asia (ESCWA)
P.O. Box 27
Baghdad, Iraq
Att: Ms. Rima Bordcosh, Librarian

*The only principal organ of the United Nations located outside New York is:

International Court of Justice (ICJ)
Peace Palace
2517 KJ The Hague
The Netherlands

Calendar of Events

Government authorities, agencies and bodies within the United Nations system, intergovernmental and non-governmental organizations, as well as research and other specialized associations are invited to forward to the Director, Division of Narcotic Drugs, Vienna International Centre, P.O. Box 500, A-1400 Vienna, Austria, information on forthcoming meetings relating to international drug control. Basic data on international events will be published as appropriate in the Division's Information Letter, which is distributed worldwide. This information is intended to assist entities within the United Nations system, as well as other concerned organizations, in scheduling meetings, exchanging results and enhancing co-ordination. The timely receipt of comprehensive information on planned events will be appreciated and greatly assist in the preparation of Calendars of Events.

United Nations System

1989

4-6 September	Division of Narcotic Drugs: Ad Hoc Inter-agency Meeting on Co-ordination in Matters of International Drug Abuse Control.	Paris

SAF DISCIPLINES

PARTICIPATING COUNTRIES & DISCIPLINES IN SOUTH ASIAN FEDERATION (SAF) GAMES AT A GLANCE.

1. **SAF GAMES KATHMANDU (Nepal)**
   September 17 - 23, 1984

Countries.	*Disciplines*
BANGLADESH	Athletics
BHUTAN	Boxing
INDIA	Football
MALDIVES	Swimming
NEPAL	Weightlifting
PAKISTAN	
SRI LANKA	

2. **SAF GAMES DHAKA (Bangladesh)**
   December 20-26, 1985

BANGLADESH	Athletics
BHUTAN	Boxing
INDIA	Football
MALDIVES	Kabaddi
NEPAL	Swimming
PAKISTAN	Weightlifting
SRI LANKA	Wrestling

3. **SAF GAMES CALCUTTA (India)**
   November 20-28, 1987

BANGLADESH	Athletics
BHUTAN	Boxing
INDIA	Basketball
MALDIVES	Football
NEPAL	Kabaddi
PAKISTAN	Swimming
SRI LANKA	Table Tennis
	Volleyball
	Weightlifting
	Wrestling

4. **SAF GAMES ISLAMABAD (Pakistan)**
   October 20-27, 1989

BANGLADESH	Athletics
BHUTAN	Boxing
INDIA	Football
MALDIVES	Kabaddi
NEPAL	Swimming
PAKISTAN	Squash
SRI LANKA	Table Tennis
	Volleyball
	Weightlifting
	Wrestling

HEARTIEST GREETINGS
ON THE
4TH SAF GAMES

FROM THE SUPPLIERS OF
SWIMMING POOLS' FILTERATION &
MAINTENANCE EQUIPMENTS.

SYSTEM ENTERPRISES (PVT.) LTD.
P.O. BOX NO. 12352
DEFENCE AUTHORITY, KARACHI
TEL: 540650-542937

THE UNITED NATIONS SYSTEM

the member countries.

- The Federation shall co-operate with public authorities and public enterprises in the promotion of sport without prejudice to the principles of the Olympic Movement.

- The Federation shall bring together the athletes in the region at periodic intervals for the celebration of their SASF Games in accordance with the fundamental principles, objectives, rules, regulations and by-laws of the Federation.

- The Federation shall assist countries in the region in the realm of sports development by such steps that the Federation deems fit.

- The Federation shall exchange ideas and discuss problems with regard to the development of sport in the region and seek the assistance of Olympic Council of Asia.

- The Federation shall take such steps as may be deemed necessary to increase the feelings of brotherhood, friendship and goodwill among the nations in the region and thus contribute substantially to the peace in the region.

- The Federation shall take such other steps that may be considered necessary and expedient to fulfill its principles and objectives.

Agha Tariq Khan, Federal Minister for Sports and Culture, presiding over a meeting of the Steering Committee of the 4th SAF Games. On his left are Lt.-Gen. Muhammad Aslam Mirza, Chairman, and Maj.-Gen. Muhammad Rashid Beg, Secretary General, of the Organising Committee.

SAF HYMN

"Sports is our life,
Unity our strength,
Our skill shines through perseverance
SASF will prosper through peace and stability,
Keep your spirit higher through sports for ever".

SAF MOTTO

Undoubtedly, sportsmen who compete with each other with sportsmen spirit can contribute towards peace and stability because their competition breeds friendship and peace and not hostility. This spirit is also manifested in the motto of SASF :

PEACE -- PERSEVERANCE -- PROGRESS.

The SAF National Olympic Committees

1. BANGLA-DESh (BAN)** — Bangladesh Olympic Association National Sports Central Building, 62/3, Purana Paltan, DHAKA - 2.
   President: Lt. Gen. H.M. Ershad
   Secretary Gen: Capt. Siddique Ahmad

2. BHUTAN** (BHU) — Bhutan Olympic Committee, P O Box No. 103, Thimphu, Bhutan.
   President: M. Dawa Tsering,
   Secretary Gen: M. Penden Wangchuk

3. INDIA ** (IND) — Indian Olympic Association, Room No. 1104, Bock No. 'F', Jawahar Lal Nehru Stadium, 110003 NEW DELHI (India).
   President: M.B.S. Adityan
   Secretary Gen: R. Randhir Singh

4. MALDIVES** (MAL) — Maldives Olympic Committee, Mali Republic of MALDIVES.
   President: M.N. Zahir Naseer,
   Secretary Gen: M. Ibrahim Ismail.

5. NEPAL ** (NEP) — Nepal Olympic Committee, Dashrath Rangashala, Tripureswore, Post Box No. 2090, KATHMANDU (Nepal).
   President: M. Sharda Chandra Shaha
   Secretary Gen: M. Degamber Man Suwal.

6. Pakistan** (PAK) — Pakistan Olympic Association, Olympic House, 2-Temple Road, LAHORE.
   President: M. Syed Wajid Ali Shah,
   Secretary Gen: M. Naqi Butt.

7. SRI LANKA** (SRI) — National Olympic Committee of Sri Lanka, Rakshana Mandiraya, 21, Vauxhall Street, COLOMBO - 2 (Sri Lanka).
   President: M. Nov De Silva,
   Secretary Gen: M. Prema Pinnewale.

60 Athletes Selected for Training

Pakistan Amateur Athletics Federation have selected 60 athletes for last leg of training which would continue till such time the Pakistani athletes take the field in Games.

About 46 athletes plus reserves for relay races would form the Pakistan contingent for the coming SAF athletics event.

Six Chinese coaches, including a lady coach, and 12 Pakistani coaches which include the big names of the brilliant past of Pakistani athletic like hammer-thrower Mohammad Iqbal, sprinter Mohammad Aziz, half-miler Mohammad Siddique, broad-jumper Hasan Ali, Amir pole vaulter, Mohammad Saparas, hurdler Fazal-e-Ghani and long distance runner Abdul Karim will now be working to improve Pakistan's chances for medals.

Commandant of the camp, an ex-international athlete Lt.Col. Zafar said that Pakistani athletes should enhance the medal tally and should come out with best gains in SAF this time.

The experts are of the opinion that Pakistani athletes are strongly placed for at least eight gold medals in 400 meters, 110 meter hurdles and 400 meter hurdles, 400 meter relay and 1600 meter relay, javelin throw, triple jump and long jumps.

Pakistan Teams So Far Selected for the 4th SAF Games

TABLE TENNIS

Manager : SHEIKH KARIMUDDIN.
Deputy Manager : SHAMIM HASSAN ZAIDI.

Coaches : WANG JI-SHEN, MOHAMMAD AWAIS, MRS. WEN CHUNG-ZHENG.

Men's Team : Javed Cholani (Captain), Arif Khan, Farjad Saif, Arif Nakhuda & Asim Qureshi.

Women's Team : Nazo Shakoor, Tayyaba Rasool
Syeda Noor Jehan, Shamim Nazli.

SQUASH

Manager : SQN. LDR. MOAZAM ALI JADOON.

Coaches : QAMAR RAZA & GHULAM ALI.

Players : Ehsanullah (Captain)
Maqsood Hanif,
Ahmad Gul & Shamshad Ahmad.

ATHLETICS

Manager CHAUDHRY ABDUL RASHID

Asstt. Manager : Zahid Rizvi.

Coaches : Wang Yi-Lin & Zhao Hong-Ze, Chaudhry Mohammad Yousuf, Sohbat Khan, & Mazhar Hussain.

Athletes:

Mohammad Afzal and Mohammad Mansha (100-200 meters); Mohammad Fayyaz and Mohammad Sadaqat (400-meter). Nadir Khan and Daryafat Hussain (800-meter) Ramzan Ali (1500-meter); Abdul Razaque and Mohammad Siddique (3000-meter steeple chase); Manak Khan and Naheed Raza (5000-meter and 10,000-meter). Ghulam Abbas and Manzoor Ahmad (110-meter hurdles); Waris Khan (400-meter hurdles); Muhammad Urfaq, Abbas Ali, Ahmed Nawaz and Saghirullah Khan (4 x 100-meter relay); Muhammad Bashir Ahmed, Mohammad Aslam, Bahar-e-Karam and three from other events (4 x 400-meter relay); Muhammad Rauf and Mohammad Mukhtar (high jump); Mohammad Mansha (long jump); Javed Iqbal and Mohammad

Pakistan Teams

(Continued from Page 2)

Aslam (pole vault). Muhammad Banaras and Haider Ali Shah (triple jump). Mohammad Rashid and Mohammad Munir (javelin throw); Ghufran Hussain and Kafayat Hussain (short put); Salman Butt and Israr Gul (discus throw); Ghulam Bari and Amir Abdullah (hammer throw); Mohammad Saeen and Mohammad Saeed (Marathone); Meesaq Rizvi (800-meter); Mohammad Yar (110-meter hurdle); Said-ur-Rehman (400-meter hurdles) and Ehtishamul Haq (shot put and discus).

Women Athletes :

Shahbana Akhtar (100-meter-400-relay), Naushaba Khan (100,200,400-meter relay); Nasira Bilqees (200-meter); Ghazala Naheed and Shahzadi Gulfam (100-meter hurdles); Naveed Hall, Cheryl Lucas, Naghma Farooqi (4 x 400--relay), Mehtab Nigar and Nighat Hayat (discus throw); Shabana Yaqoob (javelin throw); Rukhsana and Nurul Sabah (shot put); and Sajida Parveen (long jump).

Women Manger : MISS SHAHEEN KHAN

Deputy Manager : MRS YASIMN IQBAL

Coaches : Mrs. CHEN MEI-LING
Hony Capt. (Retd) MOHAMMAD NAWAZ &
Hony. Capt. (Retd) MOHAMMAD IRSHAD.

4TH GAMES -- STRENGTH OF PLAYERS OF PARTICIPATING COUNTRIES

	Bangladesh	Bhutan	India	Maldives	Pakistan	Sir Lanka	Nepal
EVENTS							
ATHLETICS	18 (M) 6 (W)	– –	50 (M) 24 (W)	4 (M)	50 (M) 24 (W)	39 (M) 21 (W)	41 (M) 15 (W)
BOXING	12	4	12	–	12	8	12
FOOTBALL	18	18	18	18	18	18	18
KABADDI	12	12	12	–	12		12
SQUASH	2	–	4	–	4	4	4
SWIMMING	14	–	25	1	25	20	10
TABLE TENNIS	4 (M) 2 (W)	4 (M) 2 (W)	5 (M) 4 (W)	–	5 (M) 4 (W)	5 (M) 4 (W)	5(M) 4 (W)
VOLLEBALL	12	–	12	–	12	12	12
WEIGHT LIFITING	8	–	10	–	10	9	10
WRESTLING	10	–	10	–	10	10	4
TOTAL	118	40	186	23	186	150	147

TOTAL PLAYERS : 850

THE OBJECTIVES

The SASF fundamental principles and general objectives are :

– The Federation shall help develop in the youth in the region those physical and moral qualities that come from fair competition in amateur sports and promote international respect and goodwill among them.

– The Federation or any member organisation shall not discriminate in any way against any other member organisation or individual. No representative, official or competitor shall, on the grounds of colour, religion or politics be subjected to any vexation, disability, liability, restriction or condition in regard to attendance at meetings, entry and participation in the SAF Games or attendance at any meeting or access to any city where the Games are for the time being held. Wilful transgression of this principles or evasion will be treated as an infringement of SASF Constitution and dealt with appropriately by the Executive Committee.

– The Federation shall promote the practice of sport, encourage the instruction of sports facilities and improve the standard of performance in sports in the spirit of fairplay amongst all sportsmen in the region.

– The Federation shall stimulate the interest of the people of the region in the practice of sport, encourage physical culture and art and ethnic culture of

Mr. Aslam Azhar, Chairman, Media Committee, briefing officers at the Inaugural Meeting

'To the SAFIAN'

There's only the thrill of victory
There's no agony of defeat
For each of you is a winner
As you finish your beat
The commentators will give their comments
The spectators their cheers
But no one except another athlete
Will understand your tensions and your fears
As you stood before a crowd of many
To put your skills on display
No one heard the silent voice saying
"Don't forget to pray"
The gold medalist is just another athlete
In frustration he too will cry
But he knew that one day victory would be his
As long as he continued to try.

GAMEWISE COMMITTEES OF SAF ORGANIZERS

ATHLETICS

Organising Committee
Chairman : DR. CHAUDHRY GHULAM RASUL
Org. Secretary LT. COL. (RETD.) MOHAMMAD HANIF MALIK

Technical Committee
Chairman KHAWAJA MUHAMMAD ASLAM

Jury of Appeal
Chairman : MR. A. U. ZAFAR

BOXING

Organizing Committee
Chairman : PROF. ANWAR CHAUDHRY
Org. Secretary : IQBAL A. QURESHI.

Technical Committee
Chairman : MAJOR (RETD) A. RASHID.

Jury of Appeal
Chairman : PROF. ANWAR CHAUDHRY.

FOOTBALL

Organizing committee
Chairman : MR. HABIB A. MIRZA.
Org. Secretary : MAJOR MUJAHIDULLAH KHAN.

Technical Committee
Chairman: SARDAR ABDUL RAUF

Jury of Appeal
Chairman : MR. SHAFIULLAH KHAN.

KABADDI

Organizing Committee
Chairman : BRIGADIER SHER BAHADUR.
Org. Secretary : MR. ALI MOHAMMAD KHAWAJA.

Technical Committee
Chairman : MR. NAQI MOHSIN.

Jury of Appeal
Chairman : MR. NISAR AHMAD CHEEMA.

SQUASH

Organizing Committee
Chairman : AIR VICE MARSHAL SARDAR M. ASIF.
Org. Secretary : SQN. LDR. PERVAIZ SAEED MIR.

Jury of Appeal
Chairman : AIR VICE MARSHAL SARDAR M. ASIF.

SWIMMING

Organizing Committee
Chairman : MR. GULZAR AHMAD.
Org. Committee : MR. MUHAMMAD LATIF BUTT.

Technical Committee
Chairman : LT COMMANDER SYED SAJADD HUSSAIN SHAH

Jury of Appeal
Chairman : LT. GENERAL AGHA NEK MOHAMMAD.

TABLE TENNIS

Organizing Committee
Chairman : S. H. SHAH.
Org. Secretary : MR. ANWAR CHAUDHRY

Technical Committee
Chairman : MR. RASHID NABIS MALIK
Secretary : MR. KAMDAR.

Jury of Appeal
Chairman : MR. M. S. SIBTAIN.
Secretary : MR. RASHID NABI MALIK. (One Women Representative in each Committee.

WEIGHT LIFTING

Organizing Committee
Chairman : MR. RIAZUDDIN SHEIKH
Org. Secretary : CH. MUHAMMAD ASLAM.

Technical Committee
Chairman : CH. KHALID HUSSAIN.

Jury of Appeal
Chairman : MR. M. NAQI BUTT.

WRESTLING

Organizing Committee
Chairman : MAJOR GEN. SABEEH QAMAR-UZ-ZAMAN
Org. Secretary : CH. MUHAMMAD ARIF

Technical Committee
Chairman : CHAUDHRY KHALID HUSSAIN.

Jury of Appeal
Chairman : MR. MOHAMMAD NAQI BUTT.

VOLLEYBALL

Organizing Committee
Chairman : CHAUDHRY MUHAMMAD YAQUB.
Org. Secretary : MR. KHALIQ KHAN.

Technical Committee
Chairman : MR. ABDUL KHALIQ.

Jury of Appeal
Chairman : CHAUDHRY MUHAMMAD YAQUB.

4th SAF GAMES ISLAMABAD 1989

Cultural Festivities

As the day draws near for staging the 4th SAF Games, its Secretariat at Islamabad hums with intense activity. Preparations are in full swing and its organizers are exerting their utmost to make this sport bonanza a big success.

A colourful cultural programme also forms part of the preparations. The opening and closing ceremonies will be marked by mass band display, thrilling free-fall by the officers and men of the Pakistan Army, callisthenics by about eight to ten thousand school and college students, horse and camel dancing and folk dances by artistes attired in colourful dresses depicting the cultural life of the four provinces.

PREVIOUS GAMES MEDALS

1st GAMES _ KHATMANDU

Sr. No.	COUNTRY	GOLD	SILVER	BRONZE	TOTAL
1.	India	44	28	16	88
2.	Sri Lanka	7	11	19	37
3.	Pakistan	5	3	2	10
4.	Nepal	4	12	8	24
5.	Bangladesh	2	8	13	23
6.	Bhutan	0	0	2	02
7.	Maldives	0	1	1	02

2nd GAMES _ DHAKA

Sr. No.	COUNTRY	GOLD	SILVER	BRONZE	TOTAL
1.	India	61	32	14	107
2.	Pakistan	21	26	12	59
3.	Bangladesh	9	17	38	64
4.	Sri Lanka	2	7	9	18
5.	Nepal	1	9	22	32
6.	Bhutan	0	0	4	04
7.	Maldives	0	0	0	00

3RD GAMES _ CALCUTTA

Sr. No.	COUNTRY	GOLD	SILVER	BRONZE	TOTAL
1.	India	91	45	19	155
2.	Pakistan	16	35	14	65
3.	Sri Lanka	4	7	23	34
4.	Bangladesh	3	21	31	55
5.	Nepal	2	7	33	42
6.	Bhutan	0	1	5	6
7.	Maldives	0	0	0	00

Country Profiles

BANGLADESH

Official Name : People's Republic of Bangla-desh
Total Land : 144,000 Sq Km.
Population : 104.11 Million (January 1987)
Capital : Dacca
Official/Major Languages : Bangla/English is widely spoken
Currency : TAKA

BHUTAN

Official Name : Kingdom of Bhutan (DRUK-YUL)
Total Land : 18,000 Sq Miles
Population : 1.2 Million approximately
Capital : Thimphu (Official) Para (Administrative)
Official/Major Languages : Dzongkha - Varying dialects of Tibetan and Nepali languages.
Currency : Nugurtrum

INDIA

Official Name : The Republic of India
Total Land : 23,87,263 Sq Km
Population : 800 Million approximately
Capital : New Delhi
Official/Major Languages : Hindi/English
Currency : Rupee

MALDIVES

Official Name : Republic of Maldives
Total Land : 90,000 Sq Km
Population : 200,000 (1988 E)
Capital : Male
Official/Major Languages : Divehi/English/Arabic
Currency : Maldivian Rufiya (RF).

NEPAL

Official Name : Kingdom of Nepal
Total Land : 147,181 Sq Km
Population : 179,94,039 (1988 E)
Capital : Kathmandu
Official/Major Languages : Nepali/Newari and others
Currency : Nepalese Rupee

PAKISTAN

Official Name : Islamic Republic of Pakistan
Total Land : 796,095 Sq Km
Population : 103.82 Million (1988 E)
Capital : Islamabad
Official/Major Languages : English/Urdu
Currency : Rupee

SRI LANKA

Official Name : Democratic Socialist Republic of Sri Lanka
Total Land : 65,610 Sq Km
Population : 16.5 Million (1987).
Capital : Colombo
Official/Major Languages : Sinhalese/Tamil/Eng.p
Currency : Rupee and Cent

SAF REFRAIN

Expensive souls
Hearts of gold
In one string hold
A civilisation old.

Peace is the prize
In the holy sunrise
Where love's dove flies
In detachment's guise.

Sportsmen pronounce
Joy ball's bounce
When universal brotherhood
Finds match-winning food.

Words lose colour
Tune its valour
In SAF's symphony
Of cultural harmony.

BY PROBIR MITRA

MEDAL BREAK-UP COUNTRYWISE & DISCIPLINEWISE IN THIRD SAF GAMES '87', CALCUTTA (INDIA)

COUNTRY	ATHLETICS			BOXING			BASKETBALL			FOOTBALL			KABADDI			SWIMMING			TABLE TENNIS			WEIGHT-LIFTING			WREST-LING			VOLLEY BALL			OVERALL			
	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	TOTAL
India (IND)	29	26	8	9	1	2	1	0	0	1	0	0	1	0	0	11	7	7	6	3	2	24	6	0	8	2	0	1	0	0	91	45	19	155
Pakistan (PAK)	5	3	7	2	1	1	0	1	0	0	0	1	0	0	1	0	0	2	1	2	0	6	22	0	2	5	2	0	1	0	16	35	14	65
Sri Lanka (SRI)	1	4	11	0	1	4	0	0	1	0	0	0	0	0	0	3	1	1	0	0	0	0	0	5	0	1	1	0	0	0	4	7	23	34
Bangladesh (BAN)	1	4	6	0	4	5	0	0	0	0	0	0	0	1	0	2	8	6	0	0	0	0	2	6	0	2	7	0	0	1	3	21	31	55
Nepal (NEP)	1	0	5	1	4	5	0	0	0	0	1	0	0	0	0	0	0	0	0	2	4	0	0	19	0	0	0	0	0	0	2	7	33	42
Bhutan (BHU)	0	0	0	0	1	0	5	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	1	5	6
Maldives (MAL)	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
																														TOTAL	116	116	125	357

MEDAL BREAK-UP COUNTRYWISE & DISCIPLINEWISE IN FIRST SAF GAMES '84: KATHMANDU (NEPAL)

COUNTRY	ATHLETICS			BOXING			FOOTBALL			SWIMMING			WEIGHTLIFTING			OVERALL			
	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	GOLD	SILVER	BRONZE	TOTAL
India (IND)	10	8	6	5	4	2	0	0	0	22	15	8	7	1	0	44	28	16	88
Sri Lanka (SRI)	5	5	4	0	1	2	0	0	0	2	4	9	0	1	4	7	11	19	37
Pakistan (PAK)	0	1	2	4	0	0	0	0	0	0	0	0	1	2	0	5	3	2	10
Nepal (NEP)	1	3	1	2	5	1	1	0	0	0	0	3	0	4	3	4	12	8	24
Bangladesh (BAN)	2	1	5	0	1	3	0	1	0	0	5	4	0	0	1	2	8	13	23
Bhutan (BHU)	0	0	0	0	0	2	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	2	2
Maldives (MAL)	0	0	0	0	0	0	0	0	1	0	0	0	0	0	0	0	0	1	1
															Total:	62	62	61	185

MEDAL BREAK-UP COUNTRYWISE & DISCIPLINEWISE IN SECOND SAF GAMES '85: DHAKA (BANGLADESH)

COUNTRY	ATHLETICS			BOXING			FOOTBALL			KABADDI			SWIMMING			WEIGHT-LIFTING			WRESTLING			OVERALL			
	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	G	S	B	GOLD	SILVER	BRONZE	TOTAL
India (IND)	18	14	6	4	3	4	1	0	0	1	0	0	9	7	4	22	4	0	6	4	0	61	32	14	107
Pakistan (PAK)	2	4	4	7	4	1	0	0	0	0	0	1	0	2	2	8	10	4	4	6	0	21	26	22	59
Bangladesh (BAN)	2	4	9	1	4	5	0	1	0	0	1	0	6	6	7	0	1	7	[illegible]	0	10	9	17	38	64
Sri Lanka (SRI)	2	2	4	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	2	0	5	3	0	0	0	2	7	9	18
Nepal (NEP)	1	1	2	0	1	6	0	0	1	0	0	0	0	0	0	0	7	13	0	0	0	1	9	22	32
Bhutan (BHU)	0	0	0	0	0	4	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	4	4
Maldives (MAL)	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
																					Total:	94	91	99	284

4TH SAF GAMES -- 20-27 OCTOBER 1989, ISLAMABAD

EVENTS	PROGRAMME 20	21	22	23	24	25	26	27	PARTICIPATING COUNTRIES	VENUES
OPENING CEREMONY	0900 • 1300	-	-	-	-	-	-	-		JINNAH STADIUM ISLAMABAD
ATHLETICS	-	1400 • 1730	1400 • 1730	1400 • 1730	1400 • 1730	1400 • 1730	-	-	ALL COUNTRIES EXCEPT BHUTAN	PAKISTAN SPORTS COMPLEX JINNAH STADIUM. ISLAMABAD
BOXING	-	-	-	1800 • 2100	1800 • 2100	1800 • 2100	REST	1000 •	ALL COUNTRIES EXCEPT MALDIVES	PAKISTAN SPORTS COMPLEX LIAQUAT GYMNASIUM, ISLAMABAD
FOOTBALL	1930 • 2300	1930 • 2300	1930 • 2300	1930 • 2300	1930 • 2300	1930 • 2300	1930 • 2300		ALL COUNTRIES	PAKISTAN SPORTS COMPLEX JINNAH STADIUM, ISLAMABAD
KABADDI	-	1530-1615 • 1630-1715	1530-1615 • 1630-1715	1530-1615 • 1630-1715	1530-1615 • 1630-1715	1530-1615 • 1630-1715			BAN, IND, BHN, NEP, PAK	ARMY SPORTS STADIUM, RAWALPINDI
SQUASH	- -	0900-1200 • 1500-1800	0900-1200 • 1500-1800	0900-1200 • 1500-1800	0900-1200 • 1500-1800				BAN, NEP, PAK SRI, INDIA	ARMY SQUASH COMPLEX, PESHAWAR CANTT.
SWIMMING	-	1030 • 1300	1030 • 1300	1030 • 1300	1030 • 1300	1030 • 1300			BAN, IND, NEP, PAK, SRI, MAL	PAKISTAN SPORTS COMPLEX POOL, ISLAMABAD
TABLE TENNIS	-	1000-1230 • 1600-1900	1000-1230 • 1600-1900	1000-1230 • 1600-1900	1000-1230 • 1600-1900				ALL COUNTRIES EXCEPT MALDIVES	PAKISTAN SPORTS COMPLEX PRACTICE GYMNASIUM, ISLAMABAD
VOLLEY BALL	1600 • 2100	0930 • 1430	0930 • 1430	0930 • 1430	9030 • 1430				IND, PAK, BAN, SRI, NEP	PAKISTAN SPORTS COMPLEX, LIAQUAT GYMNASIUM, ISLAMABAD
WEIGHT LIFTING	-					1100-1300 • 1400-1900	1100-1300 • 1400-1900		PAK, IND, BAN, SRI, NEP	NAFDEC CINEMA BALL, ISLAMABAD
WRESTLING	-		1700 • 2000	1700 • 2000	1000-1300 • 1730-2030				PAK, IND, BAN, SRI, NEP	P. O. F. WAH
CLOSING CEREMONY								1830 • 2130		PAKISTAN SPORTS COMPLEX, JINNAH STADIUM, ISLAMABAD

Colourful programme for SAF Games

The Organisers of the 4th SAF Games have finalized a colourful programme for the historic occasion for providing glimpses of Pakistani Culture to the participants and guest of foreign countries. The various events that have been included in this programme are:

1 **Opening Ceremony**

a. *Free-fall Para Jumps :* The stalwarts of Special Services Group of the Pakistan Army numbering from 8 to 9 will give a demonstration of free-fall from the skies of Islamabad over Jinnah Stadium form a height over 10,000 feet and will parachute their way through to the venue amidst thousands of spectators. These jumpers will also bring down with them the national flags of the participating nations and SASF to display the harmony and friendship amongst them.

b. *Calisthenics :* The show will be presented by over four thousand children from various schools of Islamabad dressed in regional dresses with colourful flower petals. The theme of calisthenics being depicted by children will be the revival of the motto given to the nation by the Quaid-e-Azam. The children will be made to portray the motto of "Unity, Faith, Discipline" through various exercises. The programme will open with the introduction of welcome reflected by the boys/girls depicting "Unity". In this act formations of girls/boys will delineate the word of "WELCOME, DOVE & INDUSTRY WHEELS" ETC. This will be followed by the portrayal of "Faith" through flowers. Lastly, the act of "Discipline" involves a pure act by the boys. This includes such exercises which reflect strength through disciplined movements in the field.

c. *Mass Band Display :* Over one thousand bandsmen dressed in their traditional colourful attire from pipe and military bands will fill in and criss – cross the entire stadium and play melodies of various popular tunes. The task of organizing and coordinating this melodious event has been assigned to the Army School of Music.

d. *Horse and Camel Dancing :* Horse and Camel Dancing is a major cultural event in the provinces of Punjab and Sindh. 12 horses and 8 camels will make their entry through the five gates of the stadium and perform in front of the spectators in a colourful manner. RV&FC Directorate has been tasked to organize and coordinate this event.

e. *Folk Dances :* Folk dances in different regions of Pakistan are those traditional events in which the nation takes pride. 800 folk dancers, 200 from each province will fill in the stadium in their traditional regional costumes. Each provincial contingent will make a simultaneous entry from the stadium gates dancing on a thrilling beat of drums and flutes. Finally, all the teams will converge to the centre of the stadium into an outline of Pakistan Map, from where they will make an exit through the main gate. The time allocated for this performance is 15 minutes. Idara-e-Saqafat-e-Pakistan has been assigned the responsibility for organising this colourful event.

2. **Closing Ceremony**

a. *Motor Cyclists Trick Riding :* Approximately 30 Military Policemen will perform a number of thrilling tricks on the machines for 10 minutes in the Stadium.

b. *Mass Band Display :* Over one thousand bandsmen will perform marking the closing ceremony of the Games.

c. *Tattoo Show :* Presentation of this show has been assigned to the Baluch Regimental Centre with assistance from Pakistan Rangers. The show will be presented at night, in total darkness with the help of 'Mashals' and 'Shamas'. The show will be presented in two acts i.e., 'Mashal' Parade and 'Shamas' Parade of 15 minutes each.

d. *PTV Musical Concert :* The concert is being organized and coordinated by PTV towards the end of the ceremony. The concert will include presentation of songs by popular singers for a duration of 30 to 40 minutes.

e. *Fireworks :* They will mark the climax of the ceremony by giving a farewell to the Mascot, the dancing horse. The entire stadium will be lit by releasing various types of pyrotechnic from the vicinity of the stadium. This will be accompanied by the release of a gas-filled rubber balloon carrying a foam-filled Mascot.

3. **Miscellaneous**

a. *Picture-Book Display :* Approximately 3000 children sitting opposite the VVIP enclosure in the Stadium will perform different displays in relation to various events during opening and closing ceremonies. The contract of preparation of books has been concluded with Gemini Advertising (Pvt) Ltd., Lahore. The displays include :

(1) Welcome. خوش آمدید

(2) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(3) Flag of Pakistan.

(4) Sadeqain's Calligraphy.

(5) 3 x images of dancing horse.

(6) "Islamabad Welcomes you to 4th SAF Games" with a silhoutte of Faisal Mosque.

(7) Lamp, dove and Olympic rings on one side and 3 mottos on the other side.

(8) Logo of 4th SAF Games and slogan. دوستی کے رشتے کھیلوں کے ناطے

(9) SASF Flag.

(10) Torch in one side and slogan "Together in Friendship - Together in Sports".

(11) Portrait of Quaid-e-Azam on one side and Pakistan Flag on the other side.

(12) Soldier on one side and یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے

(13) Flowers (Rose, Jasmine, Sunflower).

(14) Pictures of Pathan, Punjabi, Sindhi and Baluchi men in typical dresses/costumes joining hands together in the backdrop of Pakistan's map.

(15) Picture of Minar-e-Pakistan with words: 'Unity, Faith and Discipline'.

(16) Picture of a wheat field with a family of a farmer.

(17) Picture of an industrial unit in an outline.

(18) Picture of a boy and girl sitting on a table with a lamp in between and reading books.

(19) Picture of a rainbow in seven colours with sun coming out of clouds.;

(20) ایمان اتحاد تنظیم

(21) Dancing horse with a man beating the drum in front of it.

(22) Profile of a Baluch Couple and typical landscape with mountains in the background and decorated face of a camel with long neck.

(23) Profile of a Punjabi couple and typical Punjab's landscape.

(24) Profile of a Sindhi couple and historical monument of Shah Jehan Mosque.

(25) Profile of a Pathan Couple and Khyber Pass.

(26) سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

(27) Thank you.

(28) See You in Colombo.

Girls Trials Conclude

The two-day national trials to select women athletes for their first every participation in the South Asian Federation Games, concluded at the Jinnah Stadium, Islamabad.

With one month and about five days still at hand, and most extensive training ahead the possibility of one or two medals from ten events is probable.

The most graceful and well trained sprinter, Naushaba Khan of Karachi, breezed through the field in 26.37 seconds to finish first.

Nasira of Punjab (26.96) and Zahida Rasool (27.68) were second and third in this event.

Naushaba, who broke 25 mark many times was not at her best and appeared to be out of training. However, she could aspire for a place in the event if she continued with full concentration in the national camp in progress here.

Naushaba led the quartet along with Sharrel, Shabana and Seemeen won the 100 x 4 meters relay clocking 49.63 but the four forming the A team presumably ran together for the first time and lost at least four seconds in delayed batton-changing. The Indian team's Calcutta time of the event was 45.53 to get the gold thus to hope for a medal in this event will not be mere wishful thinking. With systematic training and better batton-changing these girls should make a mark in coming SAF Athletics.

Ghazala Naheed (Punjab) won the 100 metres hurdle in 15.07 seconds, Shabana, the winner of 100 metre sprint in 12.67 seconds was quite impressive, Mehtab Nigar hurled the discus to 34.34 meters, Zahida Rasool of Punjab clocked 63.01 second and Semen Rizvi hurled the javelin to 38.52 meters to win their respective events.

The finally selected girls will now continue training while others from the present strength of 40 would be eliminated.

EDHI TO LIGHT SAF TORCH

OLYMPIC Torch, the sacred flame symbolising the Olympic movement to realise the lofty ideals of world peace, represents the beginning of any games–Olympic, Asian or the regional like the South Asian Federation Games.

The first olympic torch since the revival of the modern Olympics appeared in the 9th Olympiad, held in Amsterdam in 1928. But it was not until the 11th Olympiad in Berlin in 1936 that the torch gained its significance as a symbol of the true Olympic spirit.

In an effort to glorify the importance of hosting the Games, Adolf Hitler adopted the system under which a sacred flame was lit at Olympia, birth-place of the ancient Greek Olympics, and relayed all the way to the Olympic main stadium in 1936. Three thousand men relayed the torch, lit at the Temple of Zeus, to the Berlin Stadium.

In accordance with the old traditions of Olympic movement, the torch relay has been included as one of the most attractive and major events of the 4th South Asian Games being held in Islamabad from October 20 to October 27, 1989. The SAF Games torch is proposed to highlight the occasion as a symbol of peace and friendship to generate the true spirit of brotherhood and national unity.

Thus the lighting of the sacred flame at the Mazar of the Quaid-e-Azam in Karachi will mark the beginning of a grand event leading to the opening of the 4th South Asian Federation Games, whose motto is "Together in Friendship and Together in Sports". The lighting will occur on 9th October, 1989 at 0930 hours and launch a relay capturing attention not only in the country but all the SAARC nations.

To spark the spirit of brotherhood and national unity among the people of Pakistan, participation of the people from all walks of life belonging to different regions of the country, will be ensured. And to realise the objective it is planned to lit the flame at Karachi and then bring it to Islamabad by relay through all the provinces and Azad Kashmir by means of runners, vehicles and trains. Various other traditional means of transport of the flame like tongas camels carts, camel and horse riders, cycles and wheel chairs for the disabled are also proposed to be used for the purpose.

A solar burner, designed by the Solar Energy Cell at Hyderabad, will be used to ignite the initial flame to start the torch relay at the Mazar of the Quaid-e-Azam, following which it would be relayed from Karachi to Islamabad by the runners, clad in all-white uniform. Those who will register their names in the history of this first-ever big event in Pakistan will be from all walks of life.

Well-known athletes and sportsmen of the area, reputed social workers, male and female students, local elders, people from working class and a token of handicapped persons are expected to form the pool of runners in each town from which the torch is to pass through. The relay through the cities would be conducted as a festival.

A grand ceremony on 9th October, 1989, at the Mazar-e-Quaid will mark the beginning of the journey of the sacred flame after the known social worker, Mr. Abdul Sattar, Edhi will light the flame with the help of a solar burner. Then four young men representing the four provinces and attired in their regional dresses, jointly holding the torch after burning it from the portable burner, will raise the torch above their heads and hand over the torch to the Chief Guest after the National Anthem sung by the children joined by the audience. The Chief Guest will come down the steps to hand over the torch to the first runner to start the march.

Passing through the main roads of Karachi, the flame will reach Hyderabad carried by the runners for overnight stop there. On 10th October the torch will be carried from Hyderabad to Sukkur where the Baluchistan Sports Board will take over at Rohri railway station to carry it to Quetta on October 11. The torch will then be carried in train "the Chilton Express" from Quetta to Multan on October 12 from where the Punjab Sports Board would take over responsibility to carry it to Sahiwal on October 13, and to Lahore on the following day. After travelling through Gujranwala it will reach Faisalabad from where, after an overnight stay on October 15, it will again switch to train journey to Peshawar. The torch will be carried by the runners from Peshawar to Muzaffarabad on October 17, from where it shall reach Rawalpindi passing through the hilly tracks on October 17. Getting near to the finale, the torch will stop at the Liaquat Gymnasium in Rawalpindi for a night to reach National Assembly building just one day before the opening ceremony of the 4th SAF Games. The torch will be placed before the National Assembly Building for an overnight stay.

On October 20 the torch will reach the grand Jinnah Stadium in Pakistan Sports Complex at an appropriate time where the Games flame, finally lit by a celebrated athlete of Pakistan will mark the opening of the biggest ever sports event in Pakistan.

The sacred flame symbolising the olympic spirit blazing over the regional festival for peace, perseverance and progress will leave an indelible impression of the 4th SAF Games in the minds of the people not only in Pakistan but the other Safians–India, Nepal, Bangladesh, Bhutan, Maldives and Sri Lanka.

Assertion of Professionalism in a Symphonic Setting

THE SAF Games are going to be a time for coming together, and all occasions when people come together from different lands and different cultures are occasions that carry the cause of humankind forward.

During the Games we will see the best athletes and the best sportsmen and sportswomen of the South Asian Region in proud action. This will be for all of us who are privileged to witness the spectacle, a source of both pleasure and inspiration.

Equally, I look forward to this occasion being a coming together of journalists and broadcasters from the countries of our region - of people who have ideas and visions to share. And I look forward to these days - all too few, alas, once they are over - in which there will be an assertion of professionalism in a symphonic setting : the clicking of typewriters and telexes, the urgency of longdistance telephone calls, the exchange of anecdotes and jokes, the munching of sandwiches, and the goodwill that is always generated when people come together in a congenial environment - to achieve.

Islamabad is a hospitable city, and it is very kind on the eyes. The main Press Centre at the Jinnah Stadium is equipped to make your stay as satisfying and productive as possible. My colleagues from the Press, TV and Radio will, I venture to hope find much here to give full play to their professional, social and cultural urges.

Let us, then, come together on 20th October, 1989 to work productively, and to laugh and be friends.

ASLAM AZHAR
Chairman, Media Committee
4th SAF Games

ARRANGEMENTS IN FULL SWING

Arrangements to hold the Fourth SAF Asian Federation Games are in full swing. The forthcoming Games will be held in 10 disciplines. Basketball has been excluded from the 10 disciplines that were organized at 3rd Games at Calcutta and instead Squash has been included

Brig. Lal Zamarud, Organising Secretary, of SAF Secretariat.

Following disciplines will be contested at the SAF Games Athletics for men and women and Football at Jinnah Stadium. Boxing and Volleyball at Liaqat Gymnasium of Pakistan Sport Complex, Islamabad, Kabadi at Army Hockey Stadium Rawalpindi, Table Tennis for men and women at Practising Hall of Liaqat Gymnasium, Weightlifting at Nafdec Cinema, Islamabad, Wrestling at P.O.F Sports Complex Gymnasium Wah, Swimming at the New Swimming Pool of Pakistan Sports Complex, Islamabad and Squash at Newly Built Pakistan Army Squash Complex, Peshawar.

An international swimming pool is under construction at the Pakistan Sports Complex, Islamabad which will be ready soon.

Electric score-board at Jinnah Stadium is being modified to international standard. Jinnah Stadium having the capacity of 50,000 spectators and Liaquat Gymnasium with the capacity of 10,000 spectators are also being renovated.

The Pakistan teams selected in various disciplines are now being trained under foreign coaches at the training camps and it is expected that Pakistan would win a good number of gold medals.

See you in Islamabad !

Together in Friendship
Together in Sports

دوستی کے رشتے
کھیل کے ناطے

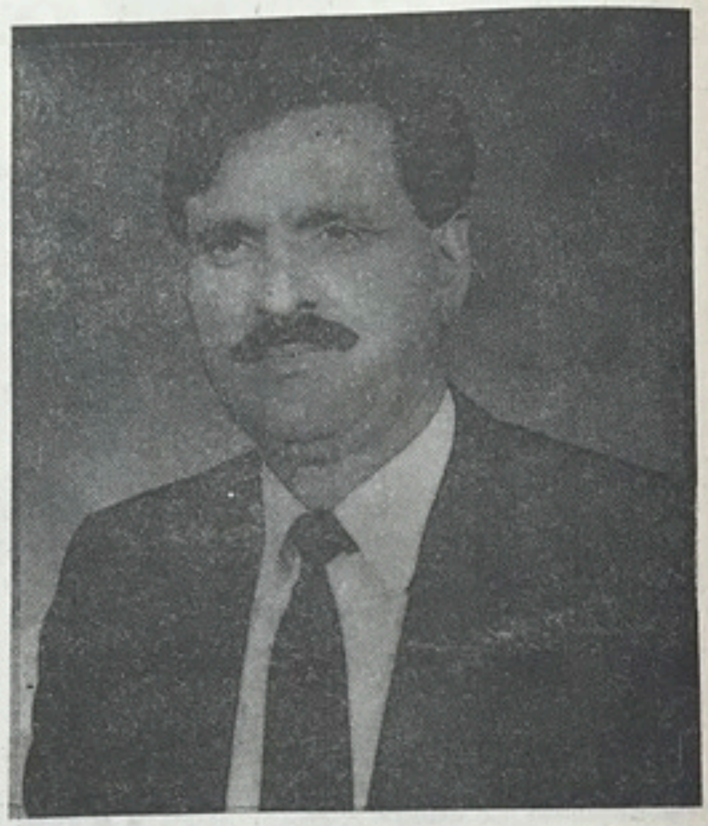

It is my pleasant duty as Secretary General to welcome our friends from Bangla Desh, Bhutan, India, Maldives, Nepal and Sri Lanka. The responsibility for organizing this prestigious event was entrusted to Pakistan Army because of their brilliant sporting traditions and outstandting organisational ability. The Organizing Committee for the event was set up in December last year and by grace of God Almighty, the preparations are going according to the schedule.

As count-down has already started and the day draws near when the sacred SAF Flame will be blazing against the sky of this beautiful city of Islamabad. I pledge, on behalf of the Organizing Committee, that we will spare no effort to make these Games pleasant and rewarding for the entire SAF family.

During the seven days of the competition, over one thousand sportsmen from the seven member countries would compete for top honours in the highest tradition of sportmanship. This assembly would give them an opportunity to understand each other and to further build the bondage of friendship that already exists between the peoples of the region. The ultimate objective is to cement this bond of understanding and I am confident that the forum of 4th SAF Games would serve this purpose effectively.

In the end, on behalf of my colleagues and myself, I, once again, wish to extend our warmest welcome to our friends.

See you in Islamabad.

MAJ. GEN. MUHAMMAD RASHID BEG
Secretary General
4th SAF Games Oreganizing Committee.

SPECIAL MUSICAL SCORE!

The organisers of the 4th SAF Games are busy arranging a special musical score for this momentous occasion. This challenging undertaking has been given to Pakistan's premier maestro, Sohail Rana.

Rana's assignment includes the SAF Anthem, a special theme song (written by Pakistan's eminent poet Syed Zameer Jafri), conveying regional solidarity through sports and includes all ceremonial and incidental music from the warm welcome of the Opening of the Games to the good-bye of the closing ceremony. This gigantic task involves preparations of an ambitious proportion: an ensemble of one hundred brass band players; an orchestra of 25 musicians and a complement of 95 young singers (both from Islamabad and Karachi).

Sohail Rana's interest in youth needs no introduction. His national songs such as "Jeevay Pakistan", "Sohni Dharti", "Yeh Des Hamara Hai" and hundreds of other songs and popular renderings have today acquired a unique place in our cultural life. Rana, presently working as Head of the Music Cell created by SAF Sectt., has earned the Pride of Performance Award from the Govt. of Pakistan and Peace Messenger "Award" from the United Nations.

Rana's dedication is reflected in the painstaking process he adopted for selecting his young singers for the SAF Games. He spent over a month in visiting schools and colleges of Islamabad to find exceptional talent.

The SAF Games Secretariat plans to release this special music for the occasion in the form of a double-cassette album as a souvenir of this momentous occasion, to be presented to all delegates and participants. This message of peace from Pakistan and its latest initiative in promoting regional solidarity will find their way to a large and growing number of admirers.

ENSURING SMOOTH CONDUCT OF THE GAMES

Technical-II Wing of the SAF Games Secretariat is responsible for making arrangements for the smooth conduct of the Games. There are ten different disciplines which will be contested in the Games, namely: Athletics (men and women), Football, Swimming, Weightlifting, Boxing, Volleyball, Kabbadi, Wrestling, Squash and Table Tennis (men and women).

In order to ensure that the competitions are conducted and umpired by experienced and qualified technical officials, 'Technical Officials Courses' have been conducted for all the disciplines and diplomas have been given to those only who attained

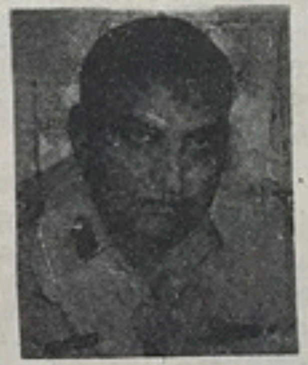

Brig. Sher Bahadur, Secretary, Tech. Committee-II.

the desired standard in theoretical as well as practical knowledge of their respective games. Keeping in view the requirement of officials the respective federations have detailed technical officials for various duties.

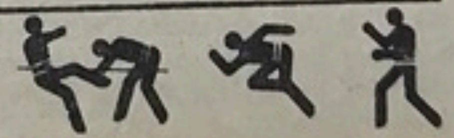

A technical hand-book has been prepared for each discipline. It is an important document containing essential information regarding schedule, venues, programme of work, committees, rules and regulations etc.

Lt.-Col. Zafar Ahmad, Tech. Secretary, Tech. Committee-II.

Sports equipment, which is to be used in the Games, has to be of the international standard. The Committee has procured the required equipment from abroad.

COAS Trophy is a fore-runner to SAF Squash

WITH count-down already started, preparations for staging the 4th South Asian Federation Games in Islamabad from October 20 to 27 this year have been shifted to top gear. Apart from other hectic activity at the SAF Games Organising Committee (SAFGOC) Secretariat, venues for all discipline sare being given final touches to bring them to a shape conforming to international standard.

One such venue is the Army Squash Complex built in the home town of Great Khansof squash world Hashim, Roshan, Mohibullah, Azam, Jahangir and Jan Sher, where the SAF contestants of the Game will be measuring their muscles during the Games. Built by the Pakistan Army, this is the biggest and the most modern complex of the Country.

With a seating capacity of 700 and all possible allied facilities at hand for the players like those of retiring and changing rooms, the Complex comprises four standard courts, one of which is glass-walled from three sides to offer class one international requirements.

From September 4 to 7 a tournament called Chief of the Army Staff Trophy was organised to test the courts and allied facilities for the coming SAF Squash. A galaxy of super stars, including reigning world champion Jahangir Khan, Jan sher Khan, Qamar Zaman, Mohibullah and many others contested the professionals title. The finest bunch of youngsters in the country also lineD up separately to fight for the amateur title. To add colour to the occasion legends of squash like Hashim Khan, Roshan Khan, Azam Khan, Mohibullah Khan Sr. and others were offered an all paid visit by the SAF Games Secretariat to enhance the prestige of the inaugural tournament.

General Mirza Asalm Beg, the Chief of the Army Staff, who conceived this project as a corps commander, formally inaugurated the complex on the evening of September three.

Multi-colour baloons and pigeons were released to mark the opening of the tournament which offered Rs. 3000/- to the first round losers and Rs. 50,000/- to the ultimate winner, Jahangir Khan and Rs. 35,000/- to losing finalist Jan Sher Khan. To go by records the organising Pakistan Army offered rupees 2.7 lakhs as total prize Money leaving aside the huge expenditure incurred in bringing together the celebrities of yester years squash and allied arrangements.

Among others who attended this ceremony were Corpse Commander, Lt. General Rehmdil Bhatti, Chairman of SAFGOC Lt. General Muhammad Aslam Mirza, Secretary General. Major General Rashid Beg and a number of high ranking civil and Military officials including top squash players and the lovers of the game.

SAF SPIRIT _ COOPERATION AT ALL LEVELS

It gives me great pleasure to express to all the participants and organisers of the 4th South Asian Federation Games, my best wishes for the successful and happy celebration of regional Games at Islamabad from 20 to 27 October, 1989.

Organisation of the SAF Games bi-annually illustrates will and determination of the people of this region, who have traditional and cultural tie with one another since ages to co-operate with each other in all spheres of life. I hope this event would further concert their close relationship.

On behalf of the sports community of Pakistan, I take this opportunity to call upon our sportsmen and other associated with the Games to make use of this unique sports meet for raising the standard of sports in this region.

(SARFRAZ NAWAZ)
Adviser to Federal Ministry
of Sports & Culture

MELA TO HEAD PAK CONTINGENT

The Executive Committee of the Pakistan sports Board has finalised a 237-member Pakistan contingent to take part in the 4th South Asian Federation's Games.

The meeting, chaired by Federal Sports and Culture Minister, Agha Tariq Khan, who is also the President of the Pakistan Sports Board, gave final touches to the programme of the Pakistan's participation in the SAF Games.

Lt. Col. (Retd.) Ch. Qadir Bux Mela, Minister of State for Sports and culture, was nominated as Chief-de-Mission of the Pakistan contingent in SAF Games on the request of Pakistan Olympic Association which acknowledged his very long association with sports.

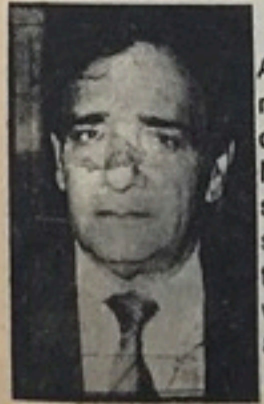

Pakistan Olympic Association will nominate two deputy Chiefs-de-Missions and a secretary-cum-treasurer for the national squad which will include boxers, athletes, footballers, swimmers, volleyballers, weight-lifters, wrestlers, squash players and kabaddi, players.

Pakistan will be represented by 50 men and 24 women in athletics along with 10 officials; four officials and 12 boxers will form the boxing team; four officials and 18 players to football team, two officials and four players to the squash team, alongwith 20 swimmers and five officials, nine table tennis players (both men-5, women-4) along with five officials which included Chinese men and women coaches, 12 volleballers and four officials, 10 weightlifters and four officials, 10 wrestlers and four officials, 12 kabaddi players and four officials.

Besides, 10 administrative officials will be part of the contingent.

Prominent among those who attended the meeting were Syed Wajid Ali Shah, President Pakistan Olympic Association, Lt.-Col. (Retd). Ch. Q.B. Mela, Minister of State for Sports and Culture, Air Marshal Daudpota, President of the Pakistan Hockey Federation, Lt.-Gen. Zahid Ali Akbar, President BCP, Sardar Asif, Senior Vice-President Pakistan Squash Racket Federation, Khawaja Shahid Hussain, Special Assistant to Ministry of Sports, Culture and Tourism, Brig. (Retd) Zafar Hayat, Director General Pakistan Sports Board and other high ranking officials.

Special Security FOR SAF Games

ISLAMABAD — Lt. Gen. M. Aslam Mirza, Chairman, Management Committee, SAF Games, has said that "Special Security Plan" is being prepared for the safety of the sportsmen and athletes from seven member countries of SAARC which will be taking part in the Games from October 20 in Islamabad.

Additional Secretary, Interior, Mr. Diljan Khan is head of the Sub-committee dealing with the Security Plan.

Strengthening Bonds of Friendship!

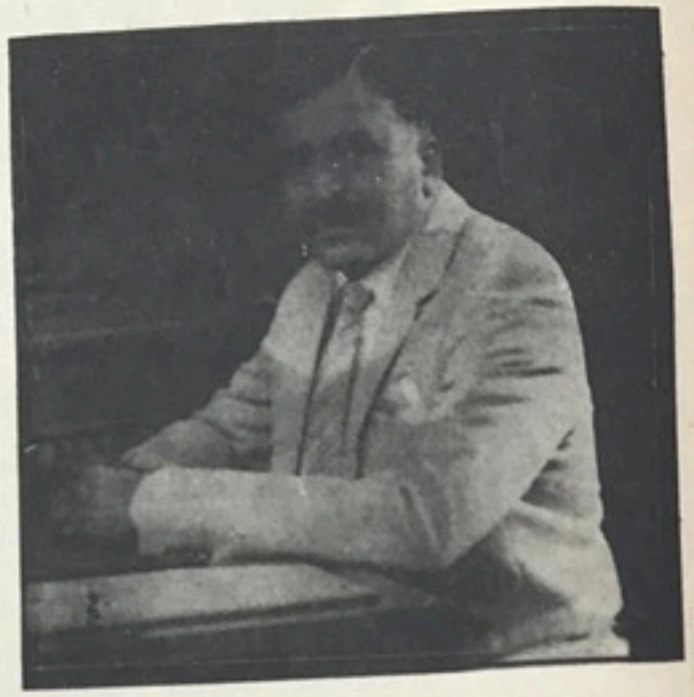

Together in Friendship
Together in Sports

It is a matter of great privilege and pleasure for me to have been nominated by the Government of Pakistan as the Chairman of the Organizing Committee of the 4th SAF Games. On behalf of the Committee and on my own behalf I extend the warmest greetings to the participants in the games, festivities and cultural events, which would unfold from 20th October to 27th October, 1989.

I do hope that in accordance with the spirit of SAF Games, we will be able to, Insha Allah, strengthen the bonds of friendship between the seven countries of South Asia through sports. That is why we chose our Motto "Together in Friendship " Together in Sports" دوستی کے رشتے کھیل کے ناطے This sports festival will enable us to bring the peoples closer to each other than before.

Let me assure the NOCs of the Seven Countries and the participants that we will create best possible environments for staging the Games in keeping with the traditional hospitality of Pakistan, of which we are all proud of. Islamabad and its people look forward to this honour.

LT. GENERAL MUHAMMAD ASLAM MIRZA,
Chairman,
4th SAF Games Organising Committee.

Mohtarma Benazir Bhutto
Prime Minster of Pakistan and
Chairperson SARC Organization

Army. For this purpose, the COAS nominated Lieut General Muhammad Aslam Mirza as Chairman of the 4th SAF Games, which was subsequently approved by the Prime Minister.

A high-powered Committee named as Steering Committee was formed by the Prime Minister to lay down the guidelines for the conduct of SAF Games in a befitting manner. The Government provided a seed money of Rs. 25 Million to the SAF Secretariat for staging the Game. Since the funds were insufficient, the Prime Minister directed Ministry of Finance to allocate additional funds as may be required by SAF Games Secretariat.

The inadequacy of funds was, however, discussed by the Steering Committee held on January 21 and January 25 1989. Budget estimate was presented and the Steering Committee was requested to allocate additional funds so that the Games could be held in a befitting manner as desired by the Prime Minister. While no additional funds were released, the SAF Secretariat was directed by the Prime Minister to adopt commercial techniques on the lines of Los Angeles and Seoul Olympic to generate extra funds.

Various means and measures were then considered and those found practicable and profitable, such as National Sport Raffle, Music Concerts and International Wrestling were adopted.

All said and done,, the spirit to excel in the organizational aspect of the coming SAF Games and to make the stay of participants from friendly nations comfortable and enjoyable is the main concern of those who are involved in organising the great extravaganza of sports.

Never before has such an event, involving so many disciplines, been held in Pakistan. This unique honour, indeed, has come at a time when Pakistan is back to democratic era.

Islamabad has the required playing facilities for staging the SAF Games. The big Jinnah Sports Stadium and the Liaquat Gymnasium are ideally suited for the historic occasion.

An additional advantage for the competitors at Islamabad would be that venues for most of the disciplines are within walking distance from one another. This would save the participants from the fatigue of travelling coaches from one place to another for their events.

The Sports Complex is a compact unit for all games. Preparations for the coming SAF Games are in full swing.

Various committees and sub-committees have been set up for the successful staging of the Games, and the ten national Federations for different disciplines are busy preparing their teams to bring laurels to the country.

The Steering Committee has recommended to the Government to allow the Pakistani girls to compete in Athletics and Table Tennis raising hope that the tally of Medals will increase. However, apart from winning or losing, the greatest contribution of the SAF Games is to bring the participating nations closer to each other by involving them in healthy contest.

YOUTH INTERNATIONAL
Monthly English Urdu

Youth International is available in the market and an economical offer for annual subscription is being made to its readers for its prompt delivery on their doorsteps Annual Subscription Rates :

Pakistan :	Rs :	180.
Middle East	U $	25
Europe/Africa/For East/ South East Asia	US $	32
U.S.A., Canda, Austrlia	US $	37
South & Central America	US $	42

We are

Manufacturers, Exporters, Contractors, Suppliers & Prequalified Contractor of Health Deptt. Of:

Surgical Gauze, Surgical Bandage, Hospital Linen Cloth, Hospital Garments. Uniforms of Armed Forces.

Contact:
M/S
Al-Qadri Trading Corp (Regd)
(Member of Chamber of Comerce):

Head Office:
6th Floor Aiwan-e-Auqaf. P.O. Box No. 2441, G.P.O.
Shahrah-e-Quaid-e-Azam
Lahore, Pakistan. Phone: 54729

4th SAF GAMES ISLAMABAD 1989

In the Spirit of Olympism !

As President of the International Olympic Committee, it gives me great pleasure to send you the greetings and best wishes of the whole Olympic family, in addition to my own personal ones.

Regional Games have been very important step for the Olympic Movement, and very often a crucial or vital one for most participating countries, particularly in such areas as South Asia.

To participate in the largest world events, culminating with the Olympic Games, has become more and more difficult and competition for selection has fiercely increased. For most countries, the necessary experience and preparation can only then be acquired through regular and determined participation in the local and regional competitions, which provide the required expertise and knowledge to make further progresses. This is one of the reasons why the International Olympic Committee is always carefully helping and supporting such important regional competitions such as the South Asian Games.

Being personally aware of the interest of the people of Pakistan and its leaders for sport and Olympism, I am confident that all participants will find there good competition and excellent conditions in which to compete together in the true spirit of Olympism, in fratenity, friendship, understanding and peace.

Juan Antorio SAMARANCH
President of the IOC

EDITORIAL

The Role of United Nation in the Field of Youth and Development

By adopting, in 1965, the **Declaration on the Promotion among Youth of the Ideals of Peace, Mutual Respect and Understanding between Peoples,** the General Assembly stressed the importance of the role of youth in today's world, especially its potential contribution to development, and proposed that governments give youth an opportunity to take part in preparing and carrying out national development plans and international co-operation programmes.

Accordingly, activities of the United Nations and its Member States have focused on: the preparation of youth, through education, for full participation in all aspects of life and development; health policies and programmes which would ensure that young people are able to take advantage of opportunities open to them; the adoption of all possible means to increase employment for youth; opening up channels of communication between the United Nations and youth organizations; and promoting human rights and their enjoyment by youth.

The **World Youth Assembly** (Headquarters, July 1970) was the first such meeting organized by the United Nations.

The General Assembly decided, in 1979, to proclaim 1985 as **International Youth Year: participation, Development and Peace,** aimed at bringing about widespread awareness of the situation of youth, their problems and aspirations, with a view to engaging young people in the development process. The Specific Programme of Measures and Activities adopted by the Assembly in 1981, together with regional and national plans of action, became the instruments of observance for the International Youth Year.

The symbolic culmination of the Year came in the form of a series of plenary meetings of the General Assembly at its 1985 session, in November, designated as the United Nations World Conference for the International Youth Year. The outcome of the Conference was the adoption of guidelines for further planning and suitable followup in the field of youth, encompassing all the experience gathered during the preparations for the Year and representing an international instrument providing contours of a global strategy for youth work beyond the Year. In recognition of the importance of the guidelines as a conceptual framework in developing national youth policies and programmes, the Assembly and the Economic and Social Council have adopted several resolutions calling for their implementation by Governments and intergovernmental and non-governmental organizations at all levels.

A trust fund established for International Youth Year, renamed **the United Naions Youth Fund,** has continued to operate since 1985 to support projects of a catalytic o replicable nature involving youn people in the development of their countries.

Muhammad Siddiq ul Qadri

Pakistan Sports Complex, Islamabad

WHY SAF GAMES?

THERE has never been a greater need for peace and harmony in the present-day world of tension and conflicts. No opportunity be lost to make valuable contributions in bringing peace and tranquility at the regional as well as international level. Sports, arts and culture can be the best of the premises to achieve the objective.

Keeping in view the benefits accruing from Olympics and its spirit of fostering friendship and co-operation, a decision to form the South Asian Sports Federation was taken during the 11th Olympic Congress in West Germany in 1981, when the delegates from Bangladesh, India, Nepal, Pakistan and Sri Lanka signed an agreement to this effect. Subsequently, a study group on sports, art and culture under the South Asian Association for Regional Cooperation (SAARC) met at New Delhi in June, 1983, and recommended holding of the South Asian Games on regular basis in rotation by the member countries.

4th SAF GAMES ISLAMABAD 1989

Together in Friendship Together in Sports

دوستی کے رشتے

کھیل کے ناطے

The decision taken, Nepal took the lead in holding the Games, followed by Bangladesh and India.

Pakistan was expected to hold the Fourth Games in 1988. The Pakistan Olympic Association, however, expressed a preference to organise the Games in 1989 with a view to giving themselves more time for making the required arrangements. This was agreed to.

On October 29 1988, the President of Pakistan Olympic Association, Mr. Wajid Ali Shah, met the President of Pakistan. Due to shortage of time, he requested the President that it would be appropriate to induct a large organisation, such as the Army, for the smooth organisation and arrangements of the Games. As a result of subsequent discussions between the President of Pakistan and Chief of the Army Staff, Pakistan Army was entrusted with this task with the provision that all sport facilities and organisations will be placed at the disposal of Pakistan

now in silver jubillee year

NATIONAL INDUSTRIAL CO-OPERATIVE FINANCE CORPORATION LTD.

MOST RELIABLE

ESTABLISHED 1964
REGISTERED UNDER CO - OPERATIVE SOCIETIES ACT 1925
225 BRANCHES SERVING MILLIONS OF MEMBERS THROUGH OUT PUNJAB

CENTRAL OFFICE MALLVIEW PLAZA BANK SQUARE LAHORE

RAINBOW

MONTHLY YOUTH INTERNATIONAL
(URDU ENGLISH)

Reged No L 8503
Copy No - 9 Volume No 1
Month of 15 October to 15 November 1989

Editor-in-Chief
MOHAMMED SIDDIQUE-UL-QADRI
Senior Assistant Editor
DR. SARFRAZ H. BOKHARI
Assistant Editors
M. WASIM BHATTI, G.M. QADRI,
MRS. SHEHNAZ RASHID
MISS. SAMINA QADRI
Reporters
NAEEM BOKHARI, RAJA M. ASLAM,
MAUZAR WAHEED, TAUSEEF-UL-QADRI,
MISS. KHALIDA, MRS. FARHAT MUSTAFA
Photographers
FARMAN QURESHI, TABBASUM NAVEED
AZMAT SHAH,
Art & Designing
SUNNY PUBLISHER
Layout & Production
ARSAD ZAMIR
Circulation Manager
ABDUL SATTAR
Correspondants

Islamabad	Jamal Waheed Zaidi
Karachi	Abdul Rafique,
Queeta	Sarfraz Alam, M. Riaz
Peshawar :	Gul Ghani,Mohd Riaz
Gilgit :	Shehzada Hussain

Foreign Correspondants

West Germany :	M. Arif Salimi
Saudia Arabia :	Sultan Ahmed
Canada :	Zubair Chaudry
England :	M. akram
U.S.A :	Kanwar Saeed

Address for Correspondance
The Monthly youth International
Aiwan-e-Auqaf Building (Near High Court)
P.O. Box 2346, G.P.O. Lahore (Pakistan)
Publisher : Mohammed Siddique-ul-Qadri
Monthly Youth International
(Urdo, English) Tel : 54729
Printed by Everlight Printing Press, 33 - Nisbet Road, Lahore.
Composed by Composing Centre Bashir Building Royal Park, Lahore.

Price : Rs. 20/- pakistan
Annual Subscription Fee
Rs. 180/- in Pakistan

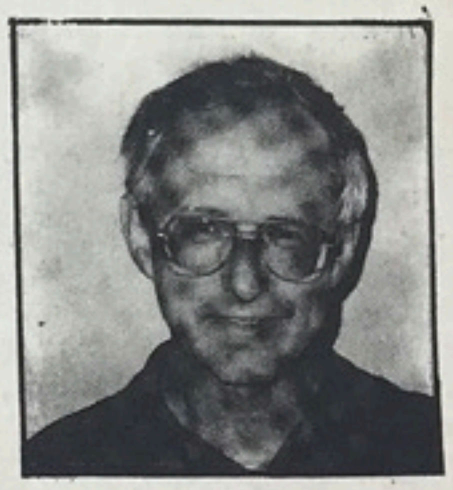

Important Article

Editorial 8

The Role of United Nation ....

Special Supplement SAF Games in Pakistan 9

Special Supplement for United Nation Day

4th SAF GAMES
ISLAMABAD 1989

HONDA
Every Year
500,000
CG125 MOTORCYCLES
Sold World-Wide
New
HONDA
CG125
Power. Performance. Pleasure!
The only motorcycle with 125cc power and 4-stroke performance.
The aerodynamic design and built-in luxuries of CG125 make it the No. 1 choice of all those who look for excitement & sport, command power & prestige and appreciate comfort & convenience.
Honda CG125 is built like a big bike with full-sized frame, steering handle, wheels and fuel tank — above all, it is powered by a Honda 4-stroke 125 cc engine. Honda 4-stroke engines have no equal in the world for their fuel-economy, long distance reach and long-life performance.
Atlas Autos Limited
Panjdarya Limited

Habib Bank Limited
Habib Bank Presents
Habib Bank Visa Travellers Cheques
Put the World Safely in your Wallet
TWENTY U.S. DOLLARS
20
Habib Bank Limited
SPECIMEN
$20
VISA
SPECIMEN
Round the clock replacements
available in over 180 countries
• Safe
Safer than cash, as easy to use
• Secure
In association with Visa and Citicorp
• Replaceable
Immediate replaceability, if you lose your T.C's
• Acceptable
Encashable and acceptable worldwide
• Available
In denominations of US $ 20, 50, 100, 500 & 1,000
Habib Bank Limited
PID (Islamabad)
manhattan International

20th Oct - 27th Oct
Islamabad 1989
When speed counts....
your first choice.
Pitney Bowes
The official fax machines for the SAF games
PitneyBowes
WORLD LEADERS
International Business Systems

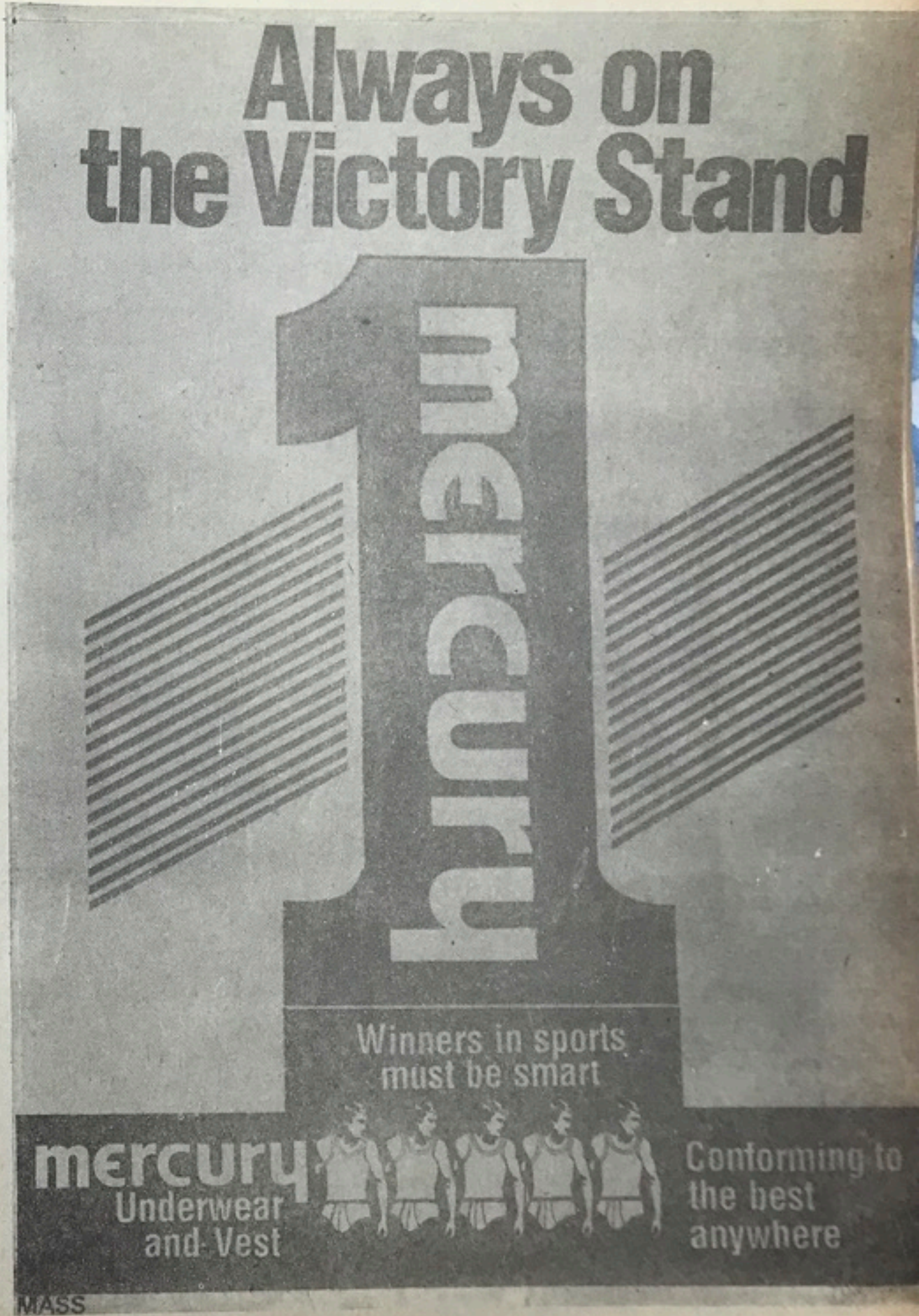
Always on the Victory Stand
1
mercury
Winners in sports must be smart
mercury
Underwear and Vest
Conforming to the best anywhere
MASS

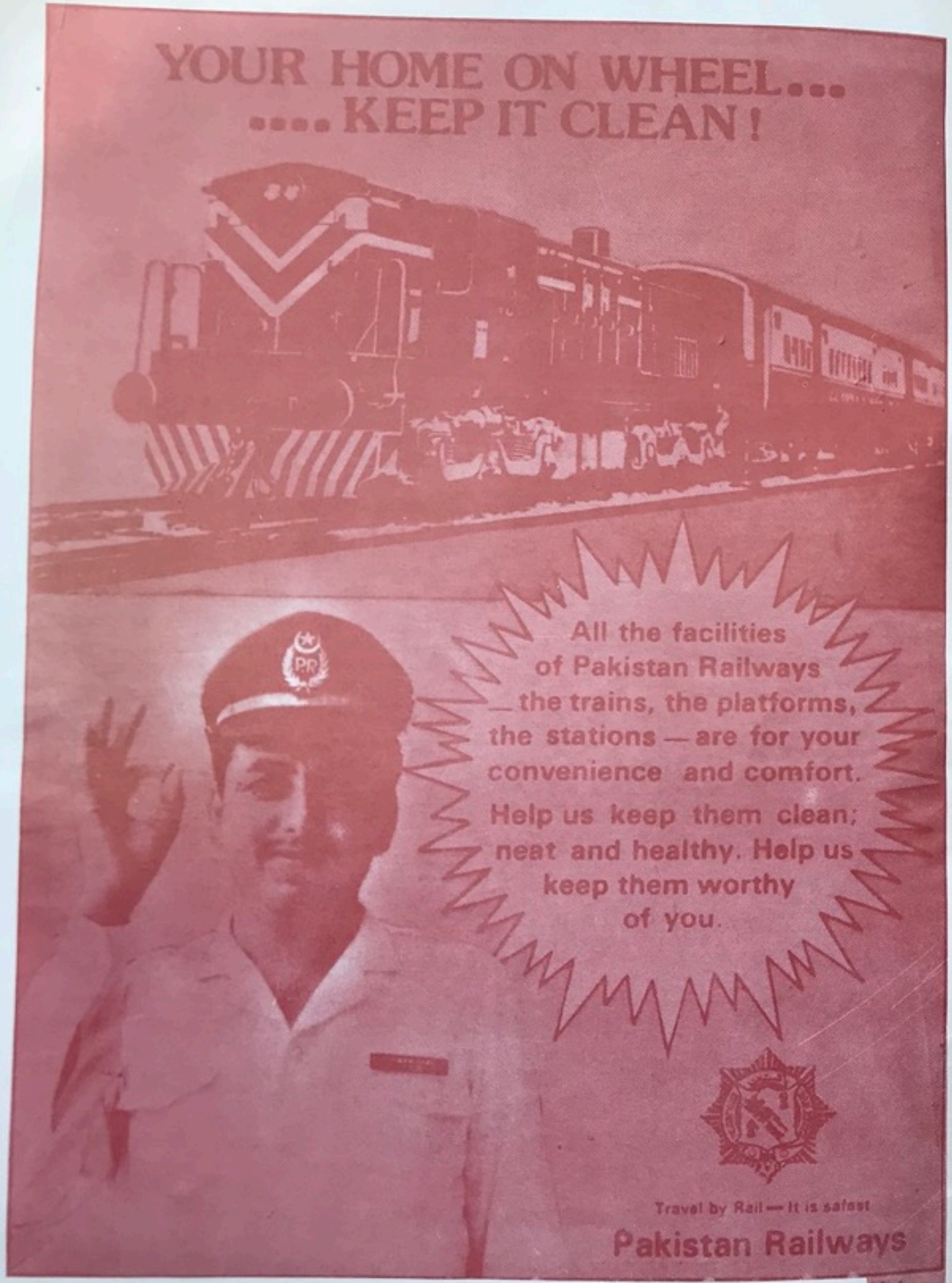
YOUR HOME ON WHEEL...
.....KEEP IT CLEAN!
All the facilities of Pakistan Railways — the trains, the platforms, the stations — are for your convenience and comfort.
Help us keep them clean; neat and healthy. Help us keep them worthy of you.
Travel by Rail — It is safest
Pakistan Railways
Midos

Vasa shoes
SUPER TURBO
SWIFT RUNNER
BI-COLOUR JOGGER
Better grip • Dependable and Durable
Available at all shoe stores
Young generation stands in Vasa

ماہنامہ

YOUTH INTERNATIONAL یوتھ انٹرنیشنل

اقوامِ متحدہ کے قومی دِن پر خصوصی اشاعت

NATIONAL DAY OF UNITED NATIONS

THE UNITED NATIONS SYSTEM